اللہ کے ہاں حرام بندوں کے ہاں آسان

www.KitaboSunnat.com

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ وحواشی

عبدالرشید بن عبدالرحمن

نور اسلام اکیڈمی

لاہور —— پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ السلفیہ
ماڈل ٹاؤن لاہور
449

اللہ کے ہاں حرام

بندوں کے ہاں آسان

تالیف:
الشیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ وحواشی:
عبدالرشید بن عبدالرحمن

www.KitaboSunnat.com

نور اسلام اکیڈمی
پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 588 4789

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوقِ طباعت واشاعت بحق
نورِ اسلام اکیڈمی لاہور
محفوظ ہیں

نام کتاب : اللہ کے ہاں حرام' بندوں کے ہاں آسان

ناشر : حافظ خالد محمود خضر
مدیر عمومی نورِ اسلام اکیڈمی لاہور'فون: 5884789
ای میل: noor-e-islam@brain.com.pk

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس' 43 نسبت روڈ لاہور

اشاعت : اوّل ———— فروری 2002ء

ملنے کے پتے :

- قرآن اکیڈمی، 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور، فون:3-5869501
- مکتبہ سلفیہ ، شیش محل روڈ لاہور، فون: 7237184
- نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ،اردو بازار لاہور، فون:7321865
- ادارہ منشوراتِ اسلامی ، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ لاہور
- حافظ وسیم اختر، 4901 سیرت گنج، دریا آباد، گوالمنڈی، راولپنڈی
- مکتبہ نورِ حرم ، 60 نعمان سنٹر، راشد منہاس روڈ، گلشن اقبال 5 کراچی
- دار الفرقان للنشر والتوزیع ، ص ب 21441' الریاض' سعودی عرب

سیل سینٹر
مکتبہ نورِ اسلام
رحمٰن مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور

قیمت: 66 روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

گزارشاتِ مترجم ۸

مقدمہ مؤلف ۱۳

شرک اور اس کی مختلف صورتیں ۲۵

قبروں کی پوجا ۲۶

غیراللہ کے نام کی نذر و نیاز ۲۸

غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا ۲۹

حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا ۳۰

جادو' کہانت اور غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا ۳۲

حادثات زمانہ میں ستاروں کے عمل دخل کا اعتقاد رکھنا ۳۶

کسی چیز میں نفع پہنچانے کا اعتقاد رکھنا ۳۷

دکھلاوے اور شہرت کے لیے عبادت کرنا ۴۰

بدشگونی یا بدفالی لینا ۴۲

غیراللہ کی قسم کھانا ۴۷

منافقوں اور فاسقوں سے محفل بازی کرنا ۵۰

نماز میں عدمِ اطمینان ۵۱

نماز اور کثرتِ حرکات ۵۴

دوران نماز مقتدی کا امام سے سبقت کرنا ۵۵

بدبودار چیز کھا کر مسجد آنا ۵۸

زنا ۶۱

اغلام بازی (فعل قومِ لوطؑ) ۶۴

بیوی کا ہم بستری سے انکار کرنا ۶۵

عورت کا طلاق طلب کرنا ۶۶

ظہار ۶۸

حالت حیض میں جماع کرنا ۶۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر فطری جگہ میں جماع کرنا	۷۱
بیویوں کے درمیان ناانصافی	۷۴
نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا	۷۶
عورت سے ہاتھ ملانا	۷۷
عورت کا خوشبو لگا کر مَردوں کے پاس سے گزرنا	۸۰
بغیر محرمِ کے عورت کا سفر کرنا	۸۱
غیر محرم کی طرف قصداً دیکھنا	۸۲
اپنے گھر میں فحاشی برداشت کرنا	۸۴
نسب تبدیل کرنا	۸۵
سود کھانا	۸۷
سامان بیچتے وقت اس کے عیب چھپانا	۹۱
بھاؤ بڑھانا	۹۳
جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا	۹۴
باہم جوا کھیلنا	۹۵
چوری	۹۷
رشوت لینا اور دینا	۱۰۰
کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا	۱۰۲
سفارش کرنے کے عوض تحائف قبول کرنا	۱۰۳
مزدور سے کام مکمل لینا اور اس کی مزدوری پوری نہ دینا	۱۰۵
عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان ناانصافی	۱۰۸
بغیر ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر گداگری کرنا	۱۱۰
واپس نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا	۱۱۲
حرام کھانا	۱۱۴
شراب پینا	۱۱۵
سونے اور چاندی کا استعمال	۱۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی گواہی	۱۲۲
گانے بجانے کے آلات اور موسیقی سننا	۱۲۲
غیبت	۱۲۴
چغل خوری	۱۲۶
بغیر اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا	۱۲۸
سرگوشی کرنا	۱۲۹
لباس کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا	۱۳۰
مَردوں کا سونا پہننا چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو	۱۳۳
عورتوں کا چھوٹے 'باریک اور تنگ کپڑے پہننا	۱۳۴
مصنوعی بال لگانا	۱۳۶
جنس مخالف کی مشابہت کرنا	۱۳۷
بالوں کو سیاہ خضاب لگانا	۱۳۹
جاندار کی تصویر بنانا	۱۴۰
جھوٹا خواب بیان کرنا	۱۴۳
قبرستان کی بے حرمتی	۱۴۴
پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا	۱۴۶
ٹوہ لگانا	۱۴۸
بُرا پڑوس	۱۴۹
وصیت کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچانا	۱۵۱
چوسر کھیلنا	۱۵۲
مؤمن یا کسی غیر مستحق پر لعنت بھیجنا	۱۵۳
نوحہ کرنا	۱۵۴
چہرے پر مارنا اور چہرے پر نشان بنانا	۱۵۵
تین دن سے زیادہ تعلقات قطع کرنا	۱۵۶
آخری بات	۱۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ الٰہی

”(اے محمد ﷺ!) آپ فرما دیجیے : اے لوگو! آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا' اور وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو' اور اپنی اولاد کو فقر کے سبب قتل مت کرو' ہم تم کو اور اُن کو رزق دیتے ہیں' اور بے حیائی کے علانیہ یا پوشیدہ جتنے بھی طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ' اور جس کا خون بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو قتل مت کرو' ہاں مگر حق کے ساتھ ۔ یہ چیزیں ہیں جن کا اُس نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“ (الانعام : ۱۵۱)

”(نبی کریم ﷺ) اچھی پاکیزہ چیزوں کو اُن کے لیے حلال بتاتے اور گندی ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام فرماتے ہیں۔“ (الاعراف : ۱۵۷)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے آگے نکلے (حرام کا ارتکاب کرے) ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“ (النساء : ۱۴)

”یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں' خبردار! ان سے آگے نہ بڑھنا' اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہی ظالم ہیں۔“ (البقرۃ : ۲۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"جس چیز سے مَیں تم کو روک دوں اس سے بچو' اور جس چیز کا مَیں تمہیں حکم دوں اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو۔" (صحیح مسلم)

"اللہ تعالیٰ نے فرائض کو لازم کیا ہے' انہیں ضائع مت کرو' اور حدود مقرر کی ہیں' ان سے تجاوز نہ کرو' جن چیزوں کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے اُن کی بے حرمتی نہ کرو' اور جن چیزوں کے بارے میں اس نے دانستہ خاموشی اختیار فرمائی ہے' یہ خاموشی تمہارے لیے باعث رحمت ہے' ایسی چیزوں کے بارے میں بحث میں نہ پڑو۔" (سنن دار قطنی)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارشاتِ مترجم

الحمد للّٰہ ربِّ العالمین حرَّم علی عبادہ ما کان فیه ضرر لھم فی الحیاۃ الدُّنیا ویوم الدین' اِذْ ھو أرحم علٰی عبادہ من الوالدۃ علی البنات والبنین' والصَّلاۃ والسَّلام علی المبعوث رحمة للعالمین' حذَّر أُمَّته من کل سوءٍ ومکروہٍ' أحلَّ لھم الطیبات وحرَّم علیھم الخبائث' فما ترک من صغیرٍ ولا کبیرٍ' دقیقٍ ولا جلیلٍ اِلا وقد بیَّنه بیانًا شافیًا کافیًا یروی الغلیل و یشفی العلیل۔ صلَّی اللّٰہ وسلَّم علیه وعلٰی آله واصحابه وسار علی دریه الٰی یوم الدین —— امَّا بعد:

اللہ تعالیٰ نے جِنّ و اِنس کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور یہی وہ مقصدِ تخلیق ہے جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مقدّس میں یوں فرمائی:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ ﴾ (الذّٰریٰت: ۵۶)

"میں نے جِنّوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے جِنّ و اِنس کی رشد و ہدایت کے لیے اپنے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا' جس کی آخری کڑی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آخری آسمانی کتاب قرآن مجید کی صورت میں نازل ہوئی۔ اب یہی آخری کتاب قیامت تک آنے والی مخلوق کو رشد و ہدایت کا سامان بہم پہنچاتی رہے گی۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے ایک ایک بات کھول کھول کر اپنی امتوں کے سامنے بیان کر دی۔ اس میں شک کی ادنیٰ سی گنجائش باقی نہیں۔ دین و دنیا کی کوئی ایسی چھوٹی یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی بات نہ ہوگی کہ جس میں انسانوں کا فائدہ ہو اور نبیوں نے وہ بات اپنی اُمّتوں کو نہ بتائی ہو' یا جس میں بندوں کا نقصان ہو اور نبیوں نے اپنی اُمّتوں کو اس سے خبردار نہ کیا ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے :

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ ﴾

(الاعراف : ۱۵۷)

”جو لوگ ایسے پیغمبر نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو اچھّی باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں' اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دُور کرتے ہیں۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ شریعت نے ہر گندی' ناپاک' بُری' مضر چیز کو حرام قرار دیا اور اس کے برعکس ہر اچھّی' پاک' پسندیدہ' نافع چیز کو حلال فرمایا' جس سے تحلیل و تحریم میں قانون سازی کی حکمت واضح طور پر ابھر کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس چیز کو بھی حرام قرار دیا لازماً اس کے اندر کوئی حکمت موجود ہے جس کو اللہ علیم و خبیر بخوبی جانتا ہے۔

عین ممکن ہے کہ ہمارا نفس امّارہ کسی حرام چیز کو ہمارے سامنے خوش نما بنا کر پیش کرے اور نتیجتاً ہم اس کے ضرر رساں ہونے کا بالکلیہ انکار کر بیٹھیں' حالانکہ اس کو حرام کرنے والی ذات پاک تو وہ ہے جو تمام چیزوں کی خالق اور موجد ہے اور وہ بخوبی جانتی ہے کہ کون سی چیز بندوں کے لیے فائدہ مند اور کون سی نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کلیہ ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿... وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

(البقرۃ: ۲۱۶)

"ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور در اصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو' اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو' حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور تم نہیں جانتے۔"

حرام چیزوں کا بیان علم دین کا ایک اہم ترین جزو ہے۔ اور جب تک آدمی حرام چیزوں سے نہ بچے نہ اس کا اسلام معتبر ہے اور نہ عبادت مقبول۔ اسی لیے حرام چیزوں کو بیان کرنے کے لیے علماءِ کرام نے متعدد کتابیں تالیف کی ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے عالمِ اسلام کے مشہور عالمِ دین الشیخ محمد صالح المنجد نے ترتیب دیا ہے۔

زیر نظر کتاب موصوف کی تالیف "مُحرَّمات استھان بھا النَّاس یجب الحذر منھا" کا اردو ترجمہ ہے جس میں بیشتر ایسی محرمات پر تنبیہہ کی گئی ہے کہ جن میں لوگ آج کل بہت تساہل برتتے ہیں اور ان محرمات کو بہت معمولی سمجھتے ہوئے اور بڑی جرأت سے ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔

کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اسے فاضل مؤلف نے قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین کرنے کے علاوہ اس میں کمال جامعیت کے ساتھ شرک' قبروں کی پوجا' جادو' ریا کاری' غیر اللہ کی قسم کھانا' زنا' عمل قومِ لوط' غیر محرم عورت سے مصافحہ' غیر فطری طریقہ جماع' سود' جوا' رشوت' گداگری' جھوٹی گواہی' غیبت' چغل خوری' سیاہ خضاب لگانا' تصویر کشی وغیرہ جیسی اہم ترین برائیوں کو قلم بند کیا ہے۔ اور یہ ایسی برائیاں ہیں کہ جو آج مسلمانوں میں بکثرت رواج پا چکی ہیں اور ان موضوعات پر گفتگو کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کا منشا اس کتاب میں تمام محرمات کا احاطہ نہیں ہے بلکہ خاص طور سے ان محرمات کو کتاب و سُنّت کی روشنی میں واضح کرنا ہے جو لوگوں میں بکثرت رواج پا چکی ہیں اور ان سے واقفیت ناگزیر ہے۔

کتاب کی افادیت کا صحیح اندازہ تو اس کے مُطالعہ ہی سے ہو گا' تاہم میں اس سلسلے میں سعودی عرب کے مفتی عام علامہ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ کا قول نقل کرتا ہوں۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں: ''میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اسے بہت قیمتی پایا' جس میں فاضل مؤلف نے نہایت عمدگی سے مفید مسائل جمع فرمائے ہیں۔''

اب تک کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اسلامک سینٹرز کی طرف سے کافی تعداد میں مفت تقسیم کی گئی ہے' لیکن کتاب عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے اردو دان طبقہ اس سے استفادہ سے محروم تھا' لہٰذا اب اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

مترجم کی طرف سے مقدور بھر کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا ترجمہ بامحاورہ ہو۔ حتی الامکان آسان الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی کتاب سے استفادہ سے محروم نہ رہیں۔ بعض مقامات پر عبارتوں میں اضافے یا ترتیب میں ردّ و بدل کیا گیا ہے لیکن غالباً ایسے اضافوں کو دو بریکٹوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔ کتاب میں موجود قرآنی نصوص کی توثیق کے لیے بلاواسطہ قرآن مجید کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور بعض احادیث کی توضیح کے لیے شروحاتِ کتب احادیث کی طرف رجوع کر کے بعض اہم تعلیقات قلم بند کی گئی ہیں۔ نیز کتاب میں مذکور بعض محرمات سے ملتی جلتی کوئی حرام شکل اگر ہمارے پاک و ہند میں موجود تھی تو اسے بیان کرنے اور کتاب کی محتاجِ تشریح عبارات پر ضروری حواشی تحریر کرنے سے گریز نہیں کیا گیا۔ اور اگر کسی مقام پر حاشیہ طول پکڑ گیا ہے تو وہ محض موضوع کی انتہائی اہمیت کی وجہ سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس کتاب میں کوئی خوبی ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اگر ترجمہ میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ حسب استطاعت غلطیوں کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے' لیکن پھر بھی قارئین سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے اپنی آراء اور مفید مشوروں سے محروم نہ رکھیں گے' تاکہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے کتاب کو مزید بہتر شکل میں لایا جاسکے۔

آخر میں مَیں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جناب ابو عبدالرحمٰن الشیخ شبیر بن نور حفظہ اللہ کا جنہوں نے کتاب کی نظر ثانی فرما کر بعض اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی اور مفید نوٹ تحریر فرمائے' نیز نورِ اسلام اکیڈمی لاہور کی جانب سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ فجزاہ اللّٰہ أحسن الجزاء۔

نیز میں اسلامک سینٹر شقراء سعودی عرب کے تمام متعاونین کا بھی شکر گزار ہوں کہ جن کی سرپرستی اور خصوصی تعاون سے یہ ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچ کر سعودی عرب میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور ہمیں ہر قسم کی حرام چیزوں سے بچا کر صرف اپنی بندگی اور اطاعت کا راستہ دکھلائے۔ میں اس امید کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ قارئین مجھے اور میرے والدین و اساتذہ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

وصلَّی اللّٰہ وسلَّم علٰی نبیِّنا محمَّدٍ وعلٰی آلہ وصحبہ وأتباعہ الٰی یوم الدِّین

بندۂ ناچیز

عبدالرشید بن عبدالرحمٰن

اسلامک سینٹر' شقراء' الریاض۔ سعودی عرب

۹ شعبان ۱۴۱۷ھ / الموافق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُقدّمہ

اِنَّ الحَمد لِلّٰه نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا، ومِن سيِّئات أعمالنا، مَن يهده اللّٰه فلا مضلَّ له، ومن يضلل فلا هادی له، وأشهد أن لا اله الاَّ اللّٰه وحده لا شريک له وأشهد أنَّ محمدًا عبده ورسوله —— أمَّا بعد :

اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو فرض قرار دیا ہے جن سے غفلت جائز نہیں، کچھ حدیں مقرر کی ہیں جن سے آگے بڑھنا درست نہیں، اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں جن کا ارتکاب کسی صورت جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

((مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ ، فَاَقْبِلُوْا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ : ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ (۱)

”جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا وہ حلال ہے، جسے حرام قرار دیا وہ حرام ہے، اور جس چیز سے خاموشی اختیار کی (نہ حلال قرار دیا نہ حرام) وہ آزادی اور درگزر ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی اس آزادی کو قبول کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ بھولا ہوا نہیں تھا“۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق خاموشی اختیار کرنا اس کی بھول کی وجہ سے نہیں، بلکہ اپنے بندوں پر مہربانی اور درگزر کی وجہ سے ہے۔) پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ (مریم : ۶۴) (تمہارا رب بھولتا نہیں!)“

---

(۱) المستدرک للحاکم ۲/۳۷۵۔ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔
(غایۃ المرام، ص ۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی حدود سے مراد وہ کام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ﴾ (البقرۃ: ۱۸۷)

"یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں' پس ان کے قریب بھی مت جاؤ۔"

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کرے اور حرام کردہ کاموں کو اپنائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بہت سخت وعید سنائی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾ (النساء: ۱۴)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے اللہ اسے جہنم کی آگ میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہو گا۔"

حرام چیزوں سے بچنا واجب اور ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ' وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) (۲)

"جس چیز سے مَیں تم کو روک دوں اُس سے دُور رہو' اور جس چیز کا مَیں تمہیں حکم دوں تم اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو۔"

اس بات کا اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض کمزور نفس' کم علم' اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلنے والے جس وقت حرام چیزوں کا ذکر تسلسل سے سنتے ہیں تو بے چین ہو کر بلبلا اُٹھتے ہیں کہ کیا ہر چیز ہی حرام ہے؟ کوئی چیز تم نے چھوڑی ہی نہیں جسے حرام قرار نہ دیا ہو' تم نے تو ہماری زندگی پریشان کر دی ہے' ہمارے دلوں کو تنگ کر دیا ہے' ہم حرام کا لفظ سن سن کر اکتا گئے ہیں' تمہارے پاس حرام کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں'

---

(۲) صحیح مسلم' کتاب الفضائل' ح ۱۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ دین تو آسان ہے اور اسلام میں بڑی وسعت اور فراخ دلی موجود ہے' اور اللہ تعالیٰ بھی غفورٌ رحیم (معاف کرنے والا' مہربان) ہے!

ایسے لوگوں کے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ہم کہیں گے کہ دیکھو بھائیو! اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم دے اس کے فیصلوں پر کسی کو اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ حکمت والا اور ہر چیز سے اچھی طرح باخبر ہے' وہ جس چیز کو چاہے حلال کر دے اور جسے چاہے حرام قرار دے۔ اُس کی ذات ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ اور اللہ کے سامنے ہماری بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ہر فیصلے کو دل و جان سے بخوشی و رغبت قبول کر لیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات بے فائدہ' فضول یا کھیل تماشا نہیں' بلکہ وہ علم' حکمت اور عدل وانصاف پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ (الانعام: ۱۱۵)

"اور آپ کے ربّ کا کلام سچّائی اور عدل وانصاف کے اعتبار سے کامل ہے' اُس کے احکامات کو کوئی بدلنے والا نہیں' اور وہ خوب سننے والا' خوب جاننے والا ہے"۔ (۳)

---

(۳) جوں جوں سائنسی ایجادات ترقی کرتی چلی جارہی ہیں محرمات کی تشریعی حکمتیں بھی واضح طور پر ابھر کر سامنے آرہی ہیں' جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شریعت نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کے حرام قرار دینے میں کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں اور وہ حکمتیں یا مصلحتیں کیسے نہیں ہوں گی جبکہ یہ شریعت اس ہستی کی طرف سے ہے جو علیم و حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ بندوں پر مہربان بھی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ (البقرۃ:۲۲۰) "اللہ تعالیٰ بگاڑ پیدا کرنے والے کو بھی جانتا ہے اور بھلائی کرنے والے کو بھی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال سکتا تھا۔ یقیناً اللہ غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی۔" (اسلام میں حلال وحرام' ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

[انتخاب از مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ :

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے لیے ایک قاعدہ بیان فرمادیا ہے جس کو ہم کسی بھی چیز کے حلال یا حرام ہونے کی بنیاد بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

﴿...وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ...﴾

(الاعراف : ١٥٧)

"(نبی کریم ﷺ) ان کے لیے پاکیزہ صاف ستھری چیزیں حلال بتاتے ہیں اور گندی ناپاک چیزیں ان پر حرام فرماتے ہیں۔"

پس پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور گندی چیزیں حرام۔ اور کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ اگر کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ میں یا کوئی اور بھی کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا حق رکھتے ہیں تو اُس نے بہت بڑے کفر کا ارتکاب کیا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ﴾

(الشُّوریٰ : ٢١)

"کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسے احکامِ دین مقرر کردیے ہیں کہ جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟"

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق حکم لگانے کا حق بھی صرف ان علماء کو پہنچتا ہے جو قرآن و حدیث کا پختہ علم رکھتے ہوں۔ اور ایک عام آدمی کے لیے بغیر شرعی علم کے حلال و حرام کا فیصلہ کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ اور جو ایسے کرتا ہے اس کے متعلق شریعت میں بہت سخت وعید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ﴾ (النَّحل : ١١٦)

"کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام کہ تم اللہ پر جھوٹ اور بہتان باندھنے لگو۔"

یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال یا حرام قرار نہیں دیا تم محض جھوٹ سے ان چیزوں کے حلال یا حرام ہونے کو اللہ کی طرف مت منسوب کرو۔

قطعی حرام چیزیں

قطعی حرام چیزوں کا تذکرہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصّلاۃ والسلام) میں موجود ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ ﴾

(الانعام: ١٥١)

"(اے پیغمبر!) لوگوں سے کہہ دیجئے: آؤ میں تم کو وہ باتیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں' اور وہ یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ' اور تم پر لازم ہے کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو محتاجی اور فاقہ کے ڈر سے قتل مت کرو..."

اسی طرح احادیثِ نبویہؐ میں بھی بہت سی حرام چیزوں کا بیان آگیا ہے۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ)) [۴]

"اللہ تعالیٰ نے شراب' مردار' سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهٗ)) [۵]

---

(۴) سنن ابی داؤد' صحیح سنن ابی داؤد' ج ۹۷۷۔

(۵) سنن دار قطنی ۷/۳۔ صحیح حدیث ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتے ہیں تو اس کی قیمت (خرید و فروخت) کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔"

قرآن و سنت کی بعض واضح عبارات میں بعض مخصوص اقسام سے متعلقہ حرام چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً کھانے پینے سے متعلقہ حرام چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۖ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ﴾ (المائدۃ: ۳)

"تم پر حرام کر دیا گیا ہے مُردار (جو مچھلی وغیرہ کے علاوہ بغیر ذبح کیے اپنی موت آپ مر جائے) اور خون (بہتا ہوا) اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو لاٹھی مار مار کر قتل کیا گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مر جائے اور جو ٹکر لگ کر مر جائے (مثلاً دو جانور آپس میں لڑ پڑیں اور سینگ مار مار کر ایک جانور دوسرے کو مار ڈالے) اور جس کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو ہاں البتہ اگر تم (مذکورہ اقسام کے جانوروں کو مرنے سے پہلے) ذبح کر لو (تب تمہارے لیے حلال ہیں) اور جو جانور آستانوں پر ذبح کیے جائیں (وہ بت مزار دربار درگاہ یا آستانے جن پر لے جا کر جانور ذبح کیے جاتے تھے اور یہ خالص شرک اور خالص نجس ہیں جو ذبح کے بعد بھی ناپاک رہتے ہیں) اور یہ بھی (تم پر حرام ہے) کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت آزمائی کرو۔" (یہ زمانۂ جاہلیت میں مشرکین مکہ کا باطل عقیدہ تھا کہ کسی کام کا آغاز کرتے وقت تیروں سے فال لیا کرتے تھے اور آج کی لاٹری اسی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔)

نکاح سے متعلقہ حرام چیزوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ ... ﴾ (النساء: ۲۳)

"حرام کی گئیں تم پر (ان سے نکاح کرنا) تمہاری مائیں' تمہاری بیٹیاں' تمہاری بہنیں' تمہاری پھوپھیاں' تمہاری خالائیں' تمہاری بھتیجیاں' تمہاری بھانجیاں' اور تمہاری وہ رضائی مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو' اور تمہاری دودھ شریک بہنیں' اور تمہاری بیویوں کی مائیں (ساسیں / خوش دامنیں)..."

اور ذرائع آمدنی سے متعلقہ حرام چیزوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ ﴾ (البقرۃ: ۲۷۵)

"اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سُود کو حرام قرار دیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے' اُس نے ہمارے لیے اس قدر زیادہ پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں کہ وہ اپنی کثرت اور تنوع کے لحاظ سے بے شمار ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حلال چیزوں کی لمبی چوڑی تفصیل بیان نہیں کی' کیونکہ وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ شمار سے باہر ہیں' جبکہ حرام چیزوں کی تفصیل بیان کی ہے' کیونکہ وہ چند گنی چنی ہیں' تاکہ ہم ان کو جان کر ان سے دُور رہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ ...وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۭ ﴾

(الانعام: ۱۱۹)

"اور اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کیں ان کی تفصیل تمہیں بتا دی ہے' ہاں (ان حرام چیزوں میں سے بھی) جن کے کھانے پر تم سخت مجبور ہو جاؤ (تو وہ حلال ہیں۔ یعنی مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت حرام کھانا بھی جائز ہے۔)"

رہا حلال چیزوں کا ذکر تو اللہ تعالیٰ نے مجمل طور پر پاکیزہ چیزوں کو جائز کیا لیکن ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل بیان نہیں کی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ... ﴾

(البقرۃ: ۱۶۸)

"لوگو! زمین میں موجود جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ..."

اور یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر رحمت بھرا فیصلہ ہے کہ اس نے تمام چیزوں میں اباحت اور حلت کو اصل قرار دیا کہ جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی دلیل معلوم نہ ہو جائے وہ حلال شمار ہو گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم مہربانی اور فراخ دلی کا کھلا ثبوت ہے' لہٰذا ہم پر اس عظیم نعمت الٰہیہ کا شکر اور اطاعت واجب ہے۔

اور قابل تعجب بات یہ ہے کہ بعض کمزور ایمان لوگ دینی علم سے ناواقفیت کی بناء پر جب حرام چیزوں کی تفصیل اور اعداد و شمار سنتے ہیں تو شرعی محرمات کے متعلق دل ہی دل میں بڑی تنگی محسوس کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے حلال چیزوں کی تمام اصناف ایک ایک کر کے شمار کی جائیں' یا پاکیزہ چیزوں کی پوری تفصیلی فہرست ان کے سامنے رکھی جائے تب ہی وہ تسلیم کریں گے کہ دین واقعی آسان ہے اور ان کی زندگی کو تلخ نہیں بناتا؟

کیا ایسے لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ انہیں پوری تفصیل کے ساتھ ایک ایک کر کے بتایا جائے کہ اونٹ' گائے' بکری' خرگوش' ہرن' پہاڑی بکرا' مرغی' کبوتر' بطخ' مرغابی اور شترمرغ کے ذبح کیے ہوئے گوشت حلال ہیں۔ نیز ٹڈی اور مچھلی کا مردار بھی حلال ہے! —— اور یہ کہ ہر قسم کی سبزیاں' ترکاریاں' ساگ' تمام قسم کے اناج' گندم' مکئی وغیرہ اور تمام قسم کے مفید پھل فروٹ حلال ہیں! —— اور یہ کہ اچار' چٹنی' تمام قسم کے مصالحہ جات (نمک' مرچ' ہلدی' زیرہ' لونگ وغیرہ) حلال ہیں! —— اور یہ کہ پانی' دودھ' شہد' تیل' سرکہ حلال ہیں! —— اور یہ کہ لکڑی' لوہا' ریت' مٹی' کنکریاں' پلاسٹک' شیشہ' ربڑ کا استعمال جائز ہے! —— اور یہ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوپایوں ' گاڑیوں ' ریل کاروں ' بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں پر سوار ہونا جائز ہے! ــــ اور یہ کہ ایئرکنڈیشنڈ ' ریفریجریٹر ' واشنگ مشین ' پانی خشک کرنے والی مشین ' آٹا پیسنے والی چکی ' آٹا گوندھنے والی ' قیمہ بنانے والی اور جوس نکالنے والی مشینوں سے فائدہ اٹھانا جائز اور حلال ہے! ــــ اور یہ کہ ڈاکٹری ' انجینئرنگ ' حساب ' پرنٹنگ ' بلڈنگ بنانے ' بارش ' ہوا ' موسم اور دیگر فلکیاتی اشیاء کا مراقبہ کرنے والے آلات ' نیز پانی ' پٹرول ' دھات کا اکتشاف کرنے اور انہیں صاف کرنے والے آلات اور کمپیوٹر سے متعلقہ آلات کو استعمال کرنا بھی جائز ہے! ــــ اور یہ کہ روئی ' سوت ' کتان (۶) ' اون ' بال ' جائز کھالوں ' چمڑوں ' نائلون اور پولی ایسٹر سے تیار کردہ مصنوعات کو پہننا جائز ہے! ــــ اور یہ کہ نکاح ' خرید و فروخت ' کسی کی ضمانت لینا ' ادائیگی قرض کو مقروض کے ذمہ سے کسی دوسرے کے ذمہ میں منتقل کرنا ' کرائے پر کوئی چیز لینا یا دینا جائز اور حلال ہے! ــــ اور یہ کہ بڑھئی گری ' لوہاگری ' آلات کو درست کرنا ' بکریاں چرانا یہ تمام قسم کے پیشے حلال ہیں!!

تو اس طرح اگر ہم حلال اور جائز چیزوں کو ایک ایک کر کے شمار کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں تو کیا یہ چیزیں ختم ہونے کا نام لیں گی؟ ــــ وائے افسوس! ایسے بے جا اعتراض کرنے والے لوگ بات کو سمجھتے کیوں نہیں؟؟ (۷)

---

(۶) کتان سے مراد ایک قسم کا ریشہ یا السی کا پودا ہے جو گرم اور معتدل علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کی اونچائی آدھے میٹر سے زیادہ ' پھول خوبصورت نیلے رنگ کے ' اور اس کا پھل گول ' چکناہٹ والا ہوتا ہے جس کو نچوڑ کر گرم تیل حاصل کیا جاتا ہے اور اس کی چھال سے مضبوط کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ (المعجم الوسیط ' ص ۷۷۶ ' المنجد ' ص ۸۶۲ ' القاموس الفرید ' ص ۵۶۴) [مترجم]

(۷) کہ شریعت نے حرام چیزوں کی تفصیل تو بیان کی ہے ' کیونکہ وہ اپنی قلت کے باعث اعداد و شمار میں آسکتی ہیں ' جبکہ حلال چیزوں کی گنتی بیان نہیں کی ' کیونکہ وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اعداد و شمار سے باہر ہیں ' گویا اسلامی شریعت میں محرمات کا دائرہ بہت تنگ ہے ' جبکہ اس کے برعکس حلال کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ لہٰذا چند گنی چنی حرام چیزوں کی تفصیل سن کر دل میں تنگی محسوس کرنا اور حلال چیزوں کی بے انتہاء کثرت کی طرف توجہ بھی نہ کرنا عقلی طور پر کوئی منصفانہ فیصلہ نہیں۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رہا ان اعتراض کرنے والوں کا یہ کہنا کہ دین آسان ہے!! ـــــ یہ بات تو برحق ہے کہ دین واقعی آسان ہے' لیکن اس کی آڑ میں باطل کو رائج کرنے کی جو کوشش کی جاتی ہے وہ قابلِ مذمت ہے۔ دین میں آسانی کا مفہوم لوگوں کی نفسانی خواہشات اور عقلی آراء و قیاسات پر منحصر نہیں کہ لوگ جسے چاہیں اپنی مرضی سے آسان قرار دے دیں' بلکہ شرعی دلائل کی بنیاد پر ہے۔ شرعی رخصتوں پر عمل کرنے کے لیے یہ دلیل دینا کہ دین میں آسانی ہے اور حرام کاموں کا ارتکاب کرنے کے لیے بھی اسی آسانی کو بنیاد بنانا' ان دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔ یعنی یہ جملہ کہ "دین میں تنگ نظری نہیں" یہ بات بجا اور حق ہے' البتہ بعض لوگ اسی جملے کو غلط دلیل کے طور پر بھی پیش کرتے ہیں۔

جو لوگ محرمات کا ارتکاب کرنے کے لیے اس جملے کو دلیل بناتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور جو شرعی رخصتوں مثلاً دورانِ سفر نمازوں کو جمع اور قصر کرکے پڑھنا' سفر میں روزہ افطار کرنا' مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا' پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنا' بیماری کی صورت میں یا نزولِ بارش کے وقت دو فرض نمازوں کو جمع کرکے پڑھنا' کسی اجنبی مَرد کا نکاح کرنے کی غرض سے اپنی منگیتر کو دیکھنا' قسم توڑنے کے کفارہ میں اختیار دینا کہ چاہے تو غلام آزاد کردے چاہے تو مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور چاہے تو ان کو کپڑے پہنا دے' مجبوری کی حالت میں مُردار کھانے کی اجازت دینا وغیرہ رخصتوں پر عمل کرنے کے لیے اس جملے کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں تو ان کی یہ دلیل بجا طور پر برحق ہے' کیونکہ اس کی بنیاد شرعی دلائل پر ہے۔

بعض چیزوں کو حرام قرار دینے کی مصلحت

یہ بات بھی ہر مسلمان کے علم میں ہونی چاہیئے کہ بعض چیزوں کو حرام قرار دینے میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اللہ تعالیٰ محرمات کے ذریعے اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ان محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں اور کون ان سے بچتے ہیں۔

(۲) امتحان ہی جنتیوں اور جہنمیوں میں فرق کرتا ہے کہ جہنمی لوگ دنیاوی زندگی کی لذات میں غرق ہو کر رہ گئے تھے جب کہ جنتی لوگوں نے دنیاوی زندگی میں نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرتے ہوئے مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آزمائش نہ ہوتی تو پھر فرماں بردار اور نافرمان بندوں میں فرق کیسے ظاہر ہوتا؟؟

(۳) مؤمن اور منافق میں فرق : مؤمن ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو حصولِ ثواب کی نیت سے دیکھتا ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے احکامِ الٰہی کی تعمیل کرتا ہے تو اس پر ان پابندیوں اور ذمہ داریوں کی مشقت بہت آسان ہو جاتی ہے' کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ان مشقتوں کو برداشت کرنے کے نتیجے میں اسے بہت بڑا ثواب اور رضائے الٰہی حاصل ہوگی' جبکہ منافق اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو ہمیشہ دکھ' درد' تکلیف اور محرومی کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس کی وجہ سے اس پر دباؤ بہت سخت ہوتا ہے اور احکامِ الٰہی کی تعمیل اس پر بہت بھاری گزرتی ہے۔

ناقابل تردید حقیقت

یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار مؤمن بندے کو حرام چیزوں سے بچ کر ایک عجیب لذت محسوس ہوتی ہے' کیونکہ جو شخص رضائے الٰہی کی خاطر حکم الٰہی کی تعمیل میں کسی حرام چیز سے کنارہ کش ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی بہتر کوئی دوسری چیز عطا کر دیتے ہیں اور وہ اپنے دل میں ایمان کی مٹھاس اور لذت محسوس کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئینِ کرام!!

آپ اس کتاب میں چند ایسی محرمات کا تذکرہ پائیں گے جن کی حرمت شریعت میں طے کر دی گئی ہے' لیکن بہت سے مسلمان بغیر کسی جھجک کے ایسے حرام کردہ کاموں کا بے دھڑک ارتکاب کرتے ہیں' تو مَیں نے مسلمانوں کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب میں ان محرّمات کو قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ (۸)

آخر میں مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اور میرے تمام مسلمان بھائیوں کو سیدھے راستے پر چلنے' حرام سے بچنے' گناہوں سے دُور رہنے اور حدودِ الٰہی کی پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (۹)

طالب دعا

محمد صالح المنجد

الخبر۔ سعودی عرب

---

(۸) بعض علماء کرام نے محرمات کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں انہوں نے حرام چیزوں یا کبیرہ گناہوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن النحاس الدمشقی کی تصنیف "تنبیہ الغافلین عن اعمال الجاهلین" بڑی عمدہ کتاب ہے۔ (مؤلف)

نیز "الزواجر" للهیثمی اور "الکبائر" للذهبی بھی عمدہ کتابیں ہیں۔ (ابو عبدالرحمٰن)

(۹) اس کتاب کا متعدد علماء کرام نے مراجعہ کیا ہے جن میں سرفہرست فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ہیں۔ کتاب کے بعض موضوعات پر انہوں نے جو تعلیقات لکھیں ان کو میں کتاب کے حاشیہ میں ذکر کروں گا اور تعلیق کے آخر میں دو بریکٹوں کے درمیان "ابن باز" لکھ دوں گا جس سے یہ اشارہ مقصود ہو گا کہ یہ تعلیق شیخ ابن باز کی ہے۔ (مؤلف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک اور اُس کی مختلف صورتیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا علی العموم سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑا حرام کام ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) [ثَلَاثًا] قَالُوْا: قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ...)) [۱۰]

"کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟" یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ضرور بتائیے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا..."

شرک کے سوا باقی ہر گناہ کے متعلق امید رکھی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے، لیکن شرک کی معافی کے لیے جب تک مخصوص توبہ [۱۱] نہ کی جائے اُس وقت تک بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾

(النساء: ۴۸)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے..."

---

(۱۰) صحیح البخاری، ح ۲۵۱۱ و صحیح مسلم

(۱۱) مخصوص توبہ سے مراد: شرک سے باز آنا، کلمۂ توحید کا اعادہ کر کے اسلام قبول کرنا اور اس کے احکام کی پابندی کا عہد کرنا۔ (ابو عبدالرحمٰن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کی بعض قسمیں ایسی ہیں کہ جن کے ارتکاب سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسی حالت میں مرگیا تو ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن ہو گا۔

شرکِ اکبر کی بہت سی صورتیں آج اکثر اسلامی ممالک میں وبا کی طرح پھیل چکی ہیں جن میں سے بعض کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

قبروں کی پوجا

قبروں کی پرستش اور قبروں میں مدفون اولیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور مصیبتوں کو دُور کرتے ہیں' نیز ان سے مدد مانگنا اور انہیں مشکلات میں پکارنا یہ سب شرکِ اکبر کی صورتیں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ... ﴾ (الاسراء: ۲۳)

"اور تمہارا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا..."

اسی طرح مشکلات سے نجات پانے یا سفارش طلب کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام یا دیگر فوت شدہ نیک بندوں کو پکارنا بھی شرک ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ ﴾ (النمل: ۶۲)

"بھلا مصیبت کا مارا لاچار مجبور شخص جب بے قراری میں اللہ کو پکارے تو کون ہے جو اس کی دعا قبول کر کے اس کی تکلیف کو دُور کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں (ایک دوسرے کا) جانشین بناتا ہے؟ کیا اب بھی یہی کہو گے کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی ہے (جو یہ سارے کام کرتا ہو)؟"

بعض لوگ اپنے پیر یا ولی کے نام کو اپنا تکیۂ کلام اور عادت ہی بنا لیتے ہیں حتیٰ کہ اٹھتے بیٹھتے' ٹھوکر کھاتے' پاؤں پھسلتے ہر وقت اسی کو پکارتے ہیں اور جب بھی کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصیبت ' تکلیف ' پریشانی ' مشکل ' دشواری میں گرفتار ہوتے ہیں تو کوئی "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر پکارتا ہے ' کوئی "یا علیؓ" کا نعرہ لگاتا ہے ' کوئی "یا حسینؓ" کہہ کر مدد مانگتا ہے ' کوئی "یا بدوی" کا نام لیتا ہے ' کوئی "یا عبدالقادر جیلانی" کا سہارا لیتا ہے ' کوئی "یا شاذلی" پر اعتماد کرتا ہے ' کوئی "یا رفاعی" کا دم بھرتا ہے ' کوئی "یا عیدروس" کو سامنے رکھتا ہے ' کوئی بی بی زینب اور ابنِ علوان کو بلند آوازوں سے پکارتا ہے ' جبکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ :

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ... ﴾

(الاعراف : ۱۹۴)

"یقیناً تم اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح بندے ہی ہیں۔"

اور بعض قبروں کے پجاری تو قبروں کا طواف کرتے ' قبر کے ہر کونے کو ہاتھ لگاتے ' برکت کے لیے چھوتے ' مزاروں کی چوکھٹ کو بوسہ دیتے ' اپنی پیشانی کو قبر کی مٹی سے خاک آلود کرتے ' قبروں کے لیے سجدے کرتے ' اور انتہائی عاجزی ' انکساری اور ذلت کے ساتھ قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر گڑگڑاتے ہوئے ان قبر والوں سے اپنی ضروریات طلب کرتے ہیں۔ بیماری سے نجات پانے ' اولاد حاصل کرنے ' مشکلات حل کروانے کے لیے انہیں پکارتے ہیں ' بلکہ بعض اوقات تو صاحبِ قبر سے مخاطب ہو کر یوں کہتے ہیں : صاحب شان ہستی! میں بہت دُور دراز ملک سے آیا ہوں ' مجھے نامراد واپس نہ لوٹایئے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی تو یہ ہے کہ :

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ ﴾ (الاحقاف : ۵)

"اور اُس شخص سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا کہ جو اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکیں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جواب دینا تو دور کی بات) وہ تو ان کے پکارنے سے ہی بے خبر ہیں۔ (ان کی پکار کو سن تک نہیں سکتے)۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)) [۱۲]

"جو شخص اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو پکارتے (بغیر توبہ کیے) مر گیا وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوا۔"

بعض لوگ قبروں کے پاس جا کر اپنے سر منڈواتے ہیں۔ اور بعضوں کے پاس تو ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا عنوان ہوتا ہے "مزارات کے حج کرنے کا طریقہ" اور بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیاء کرام کائنات کا نظام چلانے کا مکمل اختیار رکھتے ہیں اور وہ نفع و نقصان کے بھی مالک ہیں، جبکہ ربّ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ ﴾ (یونس: ۱۰۷)

"اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تم کو کوئی فائدہ، راحت پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔"

غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے نذر و نیاز بھی شرکِ اکبر کی ایک شکل ہے، جس طرح کہ بعض لوگ قبروں پر چراغ، موم بتیاں اور اگر بتیاں جلانے کی نذر مانتے ہیں۔

---

(۱۲) صحیح البخاری ۱۷۶/۸، مع فتح الباری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی شرکِ اکبر کی قسم ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ ﴾ (الکوثر: ۲)

"(اے محمد ﷺ!) اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو!"

یعنی جس طرح آپ کی نماز اللہ ہی کے لیے خالص ہو اسی طرح قربانی بھی خالصتاً اللہ ہی کے لیے ذبح کرو اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) (۱۳)

"جس شخص نے اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت (پھٹکار اور رحمتِ الٰہی سے دوری) ہے۔"

بسا اوقات غیراللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور میں دو حرام چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ایک اللہ کے علاوہ دوسروں کے لیے ذبح کرنا، دوسرا غیراللہ کا نام لے کر ذبح کرنا۔ ان دونوں صورتوں میں ہی ذبح کیے ہوئے جانور کو کھانا حرام ہے۔

زمانۂ جاہلیت کی ایک قدیم جاہلانہ رسم "جنّوں کے لیے ذبح کرنا" تھی جو آج ہمارے زمانے میں بھی بہت رواج پا چکی ہے، جس کی تفصیل یوں ہے کہ لوگ جب کوئی گھر خریدتے یا نیا گھر تعمیر کرتے ہیں یا کنویں کی کھدائی کرتے ہیں تو کنویں کے پاس یا گھر کی چوکھٹ پر جنّوں کے نام جانور ذبح کرتے ہیں، تاکہ اس طرح جنّوں کو راضی کر کے جنّوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ (۱۴)

---

(۱۳) صحیح مسلم، ح ۱۹۷۸

(۱۴) دیکھئے "تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید" ص ۱۵۸ طبع دار الافتاء، الریاض۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا

شرکِ اکبر کی ایک صورت جو عصر حاضر میں بہت عام ہو چکی ہے "اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال یا حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا" ہے۔ یا یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی دوسرا شخص کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

اسی طرح اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے کے لیے اپنی خوشی اور اختیار کے ساتھ غیر شرعی عدالت کی طرف رجوع کرنا اور خود ساختہ جاہلانہ قوانین سے فیصلے کروانے کو جائز اور حلال سمجھنا' یہ وہ کفرِ اکبر ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... ﴾

(التوبة:۳۱)

"ان لوگوں (یہودیوں اور عیسائیوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا ہے..."

جب یہ آیت کریمہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (جو عیسائی مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو چکے تھے) نے سنی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عیسائی اپنے علماء کی پوجا تو نہیں کرتے' پھر اُن کو رب بنانے کا مطلب کیا ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ بات نہیں کہ اگر ان کے علماء اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کردیتے تو عیسائی اسے حلال ہی سمجھتے تھے اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو اگر ان کے علماء حرام قرار دیتے تو وہ ان کو حرام ہی سمجھتے تھے؟ اسی کا نام عبادت اور پوجا ہے"۔[۱۵] اسی اصول کے تحت انہوں نے اپنے اماموں' مفتیوں' مولویوں' پیروں' مرشدوں' درویشوں اور صوفیوں کو رب تعالیٰ کا درجہ دے رکھا ہے۔[۱۶]

---

(۱۵) سنن الترمذی' ح ۳۰۹۵' سنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰/ ۱۱۶۔ ناصرالدین البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ دیکھئے ان کی کتاب غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام' ص ۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا یہ مذموم وصف بیان کیا ہے کہ :

﴿ ... وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ ... ﴾ (التوبة:۲۹)

"وہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں مانتے اور نہ ہی دین حق (اسلام) کے سامنے گردن جھکاتے ہیں۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ ﴾ (یونس:۵۹)

"(اے پیغمبر! ان لوگوں سے) کہیے : بھلا بتلاؤ تو سہی کہ اللہ نے تمہارے لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا؟ آپ پوچھیے کہ کیا (یہ حلال و حرام کرنے کا) اللہ نے تمہیں حق دیا تھا یا پھر تم خود اپنی طرف سے ہی اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟" (اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہو جن کا اللہ تعالیٰ نے حق نہیں دیا۔)

---

(۱۹) اس آیت قرآنی اور حدیثِ نبویؐ سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور یہ اختیار اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے ماننا گویا اس کو رب بنانے کے مترادف ہے اور شرک کی قسم ہے۔ ہمارے موجودہ زمانے میں بھی بعض لوگوں کی یہی کیفیت ہے کہ انہوں نے اپنے اماموں، مفتیوں، پیروں اور مرشدوں کو رب کا درجہ دے رکھا ہے۔ کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کی واضح دلیل موجود ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے امام، پیر، مرشد کے اقوال کو قرآن و حدیث کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈر جانا چاہیے، کیونکہ یہ فعل یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے۔ کسی مسلمان کو کسی صورت یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ قرآن و حدیث کے مقابلے میں اپنے پیروں یا اماموں کے اقوال کو مقدم رکھے، ورنہ وہ اس قرآنی آیت اور حدیثِ نبوی کی وعید میں داخل ہو کر شرک و کفر کا مرتکب ہو گا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادو' کہانت (۱۷) اور غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا

جادو' نجومی گری اور جھوٹ سے غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا بھی شرک ہے۔ اور یہ سارے شرکیہ کام ہمارے موجودہ زمانے میں بہت عام ہو چکے ہیں۔

جادو کفر ہے اور ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے کہ جو انسان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ جادو ہمیشہ نقصان ہی پہنچاتا ہے' اس سے فائدہ کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور جادو سیکھنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

"اور یہ لوگ ایسی چیز (جادو) سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے..."

(یعنی جادو سیکھنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے' فائدہ کوئی نہیں۔)

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿...وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○﴾ (طٰهٰ: ۶۹)

"اور جادوگر جہاں بھی جائے یا جہاں سے بھی آئے وہ ہرگز کامیاب اور بامراد نہیں ہوتا"۔ (اسے کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوتا۔)

جادو کا عمل کرنے والا خالص کافر ہے۔ اس کی بنیاد یہ فرمانِ الٰہی ہے:

---

(۱۷) کہانت کا مطلب ہے کہ انکل پچو سے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ ملا کر مستقبل کی خبریں بتانے اور غیب جاننے کا دعویٰ کرنا' جس طرح فی زمانہ نجومی اور پیشہ ور روحانی عامل کرتے ہیں جن کا شیطانوں کے ساتھ رابطہ رہتا ہے اور وہ ان شیطانوں کی مدد سے ہی اپنا پیشہ چلاتے ہیں۔ بعثت نبوی سے پہلے کہانت کا عمل بہت زیادہ تھا۔ شیاطین آسمان سے خبریں چوری کر کے سچ اور جھوٹ ملا کر انہیں کاہنوں تک پہنچاتے تھے' لیکن بعثت نبوی کے بعد جب سے آسمان پر پہرہ سخت ہو گیا شیاطین کے لیے خبریں چوری کرنے میں دشواریاں پیدا ہو گئیں اور کہانت کا عمل قدرے کم ہو گیا۔ بہرحال شریعت کی نگاہ میں کہانت اور نجومی گری وغیرہ حرام ہے' کیونکہ اس کی بنیاد سراسر جھوٹ' دھوکہ اور شیطانی عمل پر ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿... وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ﴾

(البقرۃ: ۱۰۲)

"حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ شیطانوں کا کفر تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھلایا کرتے تھے۔[۱۸] اور بابل شہر میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا[۱۹] اور وہ دونوں (ہاروت اور ماروت) بھی کسی شخص کو اُس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم اللہ کی طرف سے ایک آزمائش بن کر آئے ہیں لٰہذا (تم جادو سیکھ کر) کفر نہ کرو"۔[۲۰]

---

(۱۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں شیاطین جادو کی نشر و اشاعت کرتے رہے حتیٰ کہ جادو کا علم یہودیوں میں رواج پا گیا اور ان میں مشہور ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ نبی نہیں تھے بلکہ جادوگر تھے اور جادو کے زور پر ہی حکومت کرتے رہے۔ پھر جب قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو انبیاء کی صف میں شمار کیا تو یہودیوں نے ان کے جادوگر ہونے کا طعنہ دیا۔ اس پر یہ دو آیتیں نازل ہوئیں جن سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دامن جادو سے پاک ہے' کیونکہ جادو تو کفر ہے اور اس کفر کا ارتکاب اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کیونکر کر سکتے تھے؟ کہتے ہیں کہ جب حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں جادوگری کا سلسلہ بہت عام ہو گیا تو حضرت سلیمانؑ نے اس کا سدباب کرنے کے لیے جادو کی کتابیں لے کر اپنی کرسی یا تخت کے نیچے دفن کر دیں۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد شیاطین اور جادوگروں نے ان کتابوں کو نکال کر نہ صرف لوگوں کو دکھایا بلکہ یہ باور کرایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوت اور اقتدار کا راز یہی جادو کا عمل تھا' اور اسی پر ان ظالموں نے حضرت سلیمان کو بھی جادوگر قرار دیا جس کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر احسن البیان) [انتخاب از مترجم]

(۱۹) ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے جو بابل شہر (عراق) میں آدمیوں کی شکل میں رہتے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے جادو کا علم دے کر بطور آزمائش کے بھیجا تھا۔ چنانچہ جو کوئی ان سے علم سیکھنے جاتا تو وہ کہتے تم یہ علم نہ سیکھو ورنہ تمہارا ایمان جاتا رہے گا۔ اس پر بھی اگر وہ اصرار کرتا تو وہ اسے جادو سکھا دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر) [انتخاب از مترجم]

(۲۰) اس آیت کی صریح عبارت سے معلوم ہوا کہ جادو سیکھنا کفر ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادوگر کے متعلق شریعت کا حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ جادوگر کی کمائی حرام اور ناپاک ہے۔ بعض ظالم اور جاہل قسم کے کمزور عقیدہ اور کمزور ایمان لوگ اگر کسی شخص پر زیادتی کرنا چاہتے ہوں یا کسی سے انتقام لینا چاہتے ہوں تو اس کے لیے وہ جادوگروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ اپنے مخالفین پر جادو کروا کے ان سے انتقام لے سکیں۔ اسی طرح بعض لوگ جن پر جادو کا اثر ہو' وہ اپنے اوپر سے جادو کو ختم کروانے کے لیے جادوگروں کی طرف رجوع کرتے ہیں' یعنی جادو کے اثر کو جادو کے ذریعے ختم کرنا چاہتے ہیں' یہ بھی حرام ہے' کیونکہ جادو کا اثر ہو جانے کی صورت میں ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے' اسی کی پناہ لے اور اسی کے کلامِ پاک قرآنِ مجید کے ذریعے شفاء طلب کرے۔ مثلاً سورت "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" وغیرہ پڑھ کر دم کرے۔

کاہن نجومی وغیرہ بھی اگر غیب کی خبریں جاننے کا دعویٰ کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفرِ عظیم کے مرتکب ہوں گے' کیونکہ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور ایسے شعبدہ باز نجومی سادہ لوح عوام کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا مال لوٹنے کے لیے کئی طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں' مثلاً زمین پر خطوط بنا کر' کوڑی اور سپی بجا کر' شیشے کی بنی ہوئی کسی گول چیز یا پیالے میں منتر پڑھ کر' لوگوں کی ہتھیلیاں دیکھ کر ان کی قسمت بتاتے ہیں۔ اگر سو میں سے ایک مرتبہ اتفاقاً ان کی کوئی بات سچ ثابت ہو جائے تو ننانوے (۹۹) مرتبہ وہ جھوٹ بولتے ہیں' لیکن سادہ لوح غافل عوام کو ان کا بتایا ہوا ایک سچ تو یاد رہتا ہے لیکن وہ ان کے ننانوے جھوٹوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اسی بنا پر وہ اپنی گمشدہ چیزوں کا پتہ چلانے' شادی اور تجارت میں کامیابی یا ناکامی معلوم کرنے اور مستقبل کی غیبی خبریں وغیرہ جاننے کے لیے ان نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو شخص ان کاہنوں' نجومیوں کے پاس جا کر ان کی باتوں کی تصدیق کرتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقاعدہ سچ مانتا ہے ایسا شخص کافر اور دین اسلام سے خارج ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا درج ذیل فرمان ہے:

((مَنْ اَتٰی کَاھِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ))(۲۱)

"جو شخص کسی کاہن' نجومی وغیرہ کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی اس نے حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی چیز (قرآن یا مکمل دین اسلام) کا کفر کیا۔"

جو شخص یہ بات تو تسلیم کرتا ہے کہ کاہن نجومی وغیرہ غیب کی خبریں نہیں جانتے' لیکن پھر بھی آزمانے کے لیے ان نجومیوں کے پاس جاتا ہے' ایسا شخص کافر تو نہیں ہوتا لیکن اس کو یہ گناہ ضرور ملتا ہے کہ اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْئٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً))(۲۲)

"جو شخص کاہن نجومی وغیرہ کے پاس جاکر کسی چیز کی خبر دریافت کرتا ہے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"(۲۳)

لیکن اس شخص پر سچی توبہ اور پانچ فرض نمازوں کو ادا کرنا واجب ہے۔ یعنی نماز قبول نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چالیس دن تک نماز چھوڑے رکھے۔ فرض نمازیں تو اس کو ہر صورت ادا کرنی ہی پڑیں گی' لیکن ان کے ثواب سے وہ محروم رہے گا۔ علماء کرام نے اس کی یہی تاویل کی ہے۔ (دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی)

---

(۲۱) مسند احمد ۴۲۹/۲۔ شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے' دیکھئے "صحیح الجامع الصغیر" ح ۵۹۳۹

(۲۲) صحیح مسلم ۱۷۵۱/۴' ح ۲۲۳۰

(۲۳) برصغیر پاک وہند میں اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض شیطان صفت انسانی بھیڑیے سادہ لوح لوگوں کی دولت اور ایمان لوٹنے کے لیے بازاروں' چوراہوں' سڑکوں اور ریلوے اسٹیشن کے فٹ پاتھوں پر بڑے بڑے سائن بورڈ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے "اپنی قسمت کا ...

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حادثاتِ زمانہ میں ستاروں کے عمل دخل کا اعتقاد رکھنا

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جب کہ رات کو خوب بارش برسی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: "جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

← حال معلوم کیجئے، شادی میں رکاوٹ، محبت میں ناکامی، رزق میں تنگی، اولاد سے مایوسی، گھریلو جھگڑے ---- ان ساری مشکلات کا حل جاننے کے لیے صرف ایک روپیہ خرچ کیجئے اور اپنی قسمت بہتر بنائیے"۔ ایسے پیشہ ور روحانی عامل اور نجومی جھوٹ، دھوکے اور فراڈ بازی سے اپنی دکان داری چمکاتے اور حرام طریقے سے لوگوں کی دولت بھی لوٹتے اور ایمان بھی برباد کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی کی قسمت درست کرنے کے ذرا سے بھی مالک ہوتے تو پھر وہ لوگوں کی جیبوں سے ایک ایک روپیہ وصول کرنے کے انتظار میں فٹ پاتھ کی خاک نہ چھانتے پھرتے، بلکہ سب سے پہلے اپنی قسمت درست کرتے اور محلات و کوٹھیوں کے مالک ہوتے۔ لیکن ان کی اپنی قسمت تو اتنی بری ہے کہ کھانے کے لیے ملتا کچھ نہیں، تبھی تو وہ ایک ایک روپے کی تلاش میں سارا دن فٹ پاتھ پر بیٹھے لوگوں کی جیبیں تکتے رہتے ہیں۔ اور اگر کسی دن خالی ہاتھ واپس لوٹیں تو اہل خانہ اور اولاد کی محروم نگاہیں کچا کھا جانے کو دوڑتی ہیں —— اور رہا ان کا غیبی خبریں اور مستقبل کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرنا، تو یہ بھی سراسر جھوٹ اور دھوکا ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک صحیح العقیدہ موحد آدمی کا کسی ایسے ہی عامل نجومی کے پاس سے گزر ہوا جس نے بڑا سا بورڈ لگا رکھا تھا کہ "ہر قسم کی غیبی خبریں معلوم کرنے کا واحد ادارہ" وہ موحد اس نجومی کے حجرے میں داخل ہو گیا اور پوچھا کیا آپ غیب کی باتیں جانتے ہیں؟ اس نجومی نے کہا: ہاں! ضرور جانتا ہوں، تبھی تو یہاں بیٹھا ہوں!! تب اس موحد نے اپنی جوتی اتار لی اور پوچھا کہ مجھے یہ غیب کی خبر بتاؤ کہ اس جوتے سے تمہاری پٹائی ہو گی یا نہیں؟ اب نجومی اگر یہ کہے کہ پٹائی نہیں ہو گی تب وہ موحد پٹائی کرتا ہے اور اگر یہ کہے کہ پٹائی ہو گی تب موحد پٹائی نہیں کرتا۔ اب وہ پیشہ ور نجومی دونوں صورتوں میں ہی ایسا پھنسا اور لاجواب ہوا کہ اس نے بڑی مشکل سے اس موحد مسلمان سے اپنی جان چھڑائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو توحید کی سمجھ عطا فرمائے اور ایسے پیشہ ور دھوکہ باز عاملوں سے خود بھی بچنے کی اور دوسروں کو بھی بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ میرے ساتھ مؤمن ہوئے اور کچھ کافر۔ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے بارش نصیب ہوئی وہ مجھ پر ایمان لائے اور ستاروں کا کفر کیا۔ اور جنہوں نے یہ بات کہی کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کے فلاں فلاں مدار میں جانے کی وجہ سے بارش ملی انہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لائے"۔ (۲۴)

اخبارات' میگزین' ڈائجسٹ وغیرہ میں شائع ہونے والے ستاروں کے مخصوص ناموں اور برجوں کے ذریعے اپنی قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ مثلاً یہ اعتقاد رکھنا کہ اگر فلاں ستارہ فلاں برج میں داخل ہو گا تو میرے ساتھ ایسے ایسے حالات پیش آئیں گے۔ اگر کوئی انسان یہ عقیدہ رکھے کہ ستارے بھی کسی چیز پر اثر انداز ہو سکتے ہیں تو وہ مشرک ہے' کیونکہ تاثیر اور قسمت کی تبدیلی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اگر کوئی ان ستاروں اور برجوں کے نام محض دل بہلانے کے لیے پڑھے تب بھی وہ گنہگار اور نافرمان شمار ہو گا' کیونکہ شرکیہ باتوں کو پڑھ کر دل بہلانا کسی صورت جائز نہیں۔ مزید برآں اس میں یہ بھی خطرہ ہے کہ شیطان اس کے دل میں ستاروں کے متعلق کوئی شرکیہ عقیدہ نہ پیدا کر دے' جبکہ اسلام نے تو شرک کا مکمل سدباب کرنے کے لیے شرک تک پہنچانے والے تمام اسباب اور ذرائع کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

کسی چیز میں نفع پہنچانے کا اعتقاد رکھنا

شرک کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان کسی بھی ایسی چیز میں نفع پہنچانے کا اعتقاد رکھے جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھی۔ جس طرح کہ بعض لوگ نجومیوں' کاہنوں اور جادوگروں کے اشارے پر' یا دواشت میں ملنے

(۲۴) صحیح البخاری مع فتح الباری ۳۳۳/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مشرکانہ عقیدے کی بناء پر شرکیہ تعویذ گنڈوں' مختلف قسم کے منکوں' پتھر کے نگینوں' کوڑیوں (۲۵) اور دھات کے بنے ہوئے کڑے چھلے وغیرہ میں نفع پہنچانے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اپنے گمان کے مطابق نظر بد سے بچنے کے لیے انہیں اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں (۲۶) یا مختلف قسم کے نگینوں والی انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان نگینوں میں خاص قسم کی تاثیر پائی جاتی ہے' مثلاً مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں' مشکلات آسان ہو جاتی ہیں... وغیرہ۔

بلاشبہ یہ ساری چیزیں توکّل علی اللہ کے خلاف ہیں' انسان کو مزید سُست اور کمزور بناتی ہیں۔ ان چیزوں سے علاج کرنا کسی صورت درست نہیں' کیونکہ حرام چیزوں کے ذریعے علاج کرنے کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی۔

---

(۲۵) کوڑی سے مراد سفید رنگ کے منکے اور سیپیاں ہیں جو اندر سے کھوکھلی ہوتی ہیں اور سمندر سے نکلتی ہیں' کھجور کی گٹھلی کی طرح ان کے درمیان بھی ایک شگاف ہوتا ہے' شرکیہ عقیدے کے حامل لوگ نظربد سے بچنے کے لیے انہیں اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں۔ عربی میں انہیں وَدَعَۃٌ کہا جاتا ہے جس کی جمع وَدَعَاتٌ اور الوَدَعْ ہے۔ (القاموس المحیط / فیروز آبادی ص ۹۹۴' مختار الصحاح / رازی' ص ۴۵۰' المعجم الوسیط' ص ۱۰۲۱) [مترجم]

(۲۶) وائے افسوس! آج یہ ساری شرکیہ چیزیں ہمارے مسلمانوں میں کس قدر زیادہ عام ہو چکی ہیں کہ کوئی ان کو شرک ماننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ اللہ غارت کرے رافضیت اور جاہلانہ تصوف کو جنھوں نے ان سارے شرکیہ عقائد کو جنم دیا۔ پاک و ہند میں بھی اکثر دیکھا جا سکتا ہے کہ بعض بسوں اور ٹرکوں کے مالک مزاروں اور قبروں سے لائی ہوئی جوتیاں گاڑیوں کے نیچے باندھتے ہیں یا کالے رنگ کے دھاگے' اپنے پیروں کی تصویریں یا اس قسم کی دیگر شرکیہ چیزیں بسوں میں لٹکاتے ہیں تاکہ اس طرح ہر قسم کے حادثات اور نظربد سے بچا جا سکے۔ بعض لوگ بواسیر کی مرض سے شفا پانے کے لیے مخصوص قسم کے چھلے انگلیوں میں پہنتے ہیں' نظربد سے بچنے کے لیے گھروں میں تعویذ دباتے' مزاروں سے لایا ہوا نمک کھاتے اور دیگر کئی طرح کے شرکیہ کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کی ساری چیزیں حرام ہیں' عقیدہ توحید اور توکل علی اللہ کے منافی ہیں' کیونکہ نفع و نقصان' شفا اور رزق سب کچھ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کے ہاتھ میں ہے' اس لیے تمام مسلمانوں کو ہر قسم کے شرکیہ کاموں سے کوسوں دُور رہنا چاہیے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تعویذ گنڈوں کو کھول کر پڑھا جائے تو ان میں اکثر واضح ترین شرک ہوتا ہے۔ بعض جِنّوں اور شیطانوں سے مدد طلب کی جاتی ہے' پیچیدہ اور مبہم قسم کے نقشے بنے ہوتے ہیں یا غیر مفہوم' سمجھ میں نہ آنے والی عبارتیں لکھی ہوتی ہیں۔ بعض شعبدہ باز' مداری تو قرآنی آیات کو دیگر شرکیہ عبارتوں کے ساتھ ملا کر تعویذوں میں لکھتے ہیں' اور بعض ظالم تو تعویذوں میں قرآنی آیات کو گندگی' پیشاب اور حیض کے خون سے لکھتے ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

گزشتہ سطور میں بیان کی گئی تمام قسم کی چیزیں' منکے' نگینے' کوڑیاں' کڑے' چھلے اور تعویذ گنڈے لٹکانا یا اپنے جسم کے کسی بھی حصے پر باندھنا حرام ہے۔ اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے :

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ)) (۲۷)

"جس نے تمیمہ (۲۸) (تعویذ وغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔"

تعویذ وغیرہ لٹکانے والا اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ یہ چیزیں بذاتِ خود نفع و نقصان پہنچا سکتی ہیں تو وہ مشرک ہے' اس نے شرکِ اکبر کا ارتکاب کیا۔ اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ یہ چیزیں نفع و نقصان پہنچانے کا سبب اور ذریعہ ہیں' حالانکہ

---

(۲۷) مسند احمد ۱۵۶/۴' سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / البانی' ح ۴۹۲۔

(۲۸) علماء لغت نے تمیمہ کے دو مفہوم بیان کیے ہیں: (۱) لٹکایا جانے والا تعویذ (۲) منکے اور گھونگے وغیرہ جو عرب لوگ اپنے بچوں کے گلوں میں لٹکایا کرتے تھے' تاکہ اس طرح انہیں نظرِ بد سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اسلام نے زمانۂ جاہلیت والے اس فاسد عقیدے کو باطل قرار دیا' بلکہ اسے شرک سے تعبیر فرمایا' کیونکہ عرب لوگ ان تمیموں کے ذریعے تقدیر میں لکھی ہوئی بات کو رد کر دینا چاہتے تھے۔ اور نظرِ بد سے بچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے جبکہ انہوں نے ان تمیموں کو سمجھ رکھا تھا اور اسی بناء پر وہ مصیبت سے بچنے اور شفاء حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر ان تمیموں پر اعتماد کرتے تھے۔ دیکھئے النہایۃ فی غریب الحدیث / ابن اثیر الجزری ۱۹۷/۱-۱۹۸' مختار الصحاح / رازی' ص ۵۸' القاموس المحیط / فیروز آبادی' ص ۱۴۰۰' المعجم الوسیط' ص ۸۹' المنجد عربی اردو' ص ۱۱۷ [از مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے انہیں سبب نہیں بنایا' تو ایسا انسان بھی مشرک ہے' اس نے شرکِ اصغر کا ارتکاب کیا اور یہ ذرائع واسباب میں شرک کی ایک قسم ہے۔

دکھلاوے اور شہرت کے لیے عبادت کرنا

کسی بھی نیک عمل کے مقبول ہونے کے لیے لازمی شرط ہے کہ وہ ہر قسم کی ریا کاری' شہرت' نمود و نمائش' دکھلاوے سے پاک اور سُنّت کے مطابق ہو۔ اور جس شخص نے لوگوں کے دکھلاوے کے لیے عبادت کی' مثلاً ریا کاری کے لیے نماز پڑھی اس نے چھوٹے شرک کا ارتکاب کیا اور اس کا عمل برباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (النساء: ۱۴۲)

"منافق سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چالبازیاں کر رہے ہیں' اور (یہ نہیں جانتے کہ) اللہ تعالیٰ انہیں اس چالبازی کی سزا دینے والا ہے' اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی کے ساتھ کسمساتے ہوئے (جیسے زبردستی کسی مصیبت کی طرف لے جائے جا رہے ہوں)' صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور ذکر الٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں..."

جو شخص کوئی عمل اس لیے کرتا ہے کہ اس کی خبر پھیل جائے اور لوگوں میں اس کی شہرت ہو وہ شرک میں مبتلا ہو گیا اور اس کے متعلق سخت سزا سنائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَ مَنْ رَاءٰى رَاءَى اللّٰهُ بِهٖ)) (۲۹)

"جس نے اپنے عمل کی شہرت چاہی اللہ تعالیٰ اسے مشہور کر دیتے ہیں اور

(۲۹) صحیح مسلم ۲۹۸۶/۴۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے اپنے عمل کا دکھلاوا اور اظہار چاہا اللہ تعالیٰ اسے بھی مشہور کر دیتے ہیں"۔ (۳۰)

اور جس شخص نے عبادت کی نیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق دونوں کی رضا کو مدنظر رکھا اس کا عمل بھی رائیگاں ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ' مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَ شِرْكَهُ)) (۳۱)

"میں شرک کے معاملے میں ہر طرح کے شریکوں سے بے نیاز ہوں' لہٰذا جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کیا' میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔" (یعنی وہ عمل قبول نہیں کرتا' بلکہ اس غیر کے لیے ہی چھوڑ دیتا ہوں کہ جس کی خاطر

---

(۳۰) علماء کرام نے اس حدیث کے متعدد مفہوم بیان کیے ہیں: (۱) جس نے نیک عمل لوگوں کو دکھلانے کی نیت سے کیا' اللہ تعالیٰ بھی اسے اس عمل کا ثواب دکھائیں گے تو سہی لیکن عطا نہیں کریں گے' تاکہ وہ حسرت اور ندامت سے ہاتھ ملتا رہ جائے۔ (۲) جس نے عمل کے ذریعے شہرت چاہی اللہ تعالیٰ اسے شہرت عطا کر دیں گے اور یہی اس کا ثواب ہے جو اسے دنیا میں مل گیا' آخرت میں اس کے لیے کچھ نہیں۔ (۳) جس نے اپنی طرف کوئی ایسا نیک عمل منسوب کیا جو اس نے کیا نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیں گے اور اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیں گے۔ (۴) کوئی انسان لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کوئی نیک کام کرتا تھا' پھر اس نے لوگوں کے سامنے کرنا شروع کر دیا تاکہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو اور لوگ اس کی تعریف کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کا بھید کھول دیتے ہیں' اور لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں کیونکہ یہ شخص مخلص نہیں بلکہ ریا کار ہے۔ (۵) جس نے لوگوں کے دکھلاوے اور شہرت کے لیے عمل کیا تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اس کی ذلت و رسوائی کریں گے۔ (شرح نووی صحیح مسلم' ج۱۸' ص۹۰ طبعة دار الکتب العلمیة۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر / عبدالرئوف المناوی' ج۶' ص۱۹۱' طبعة دار الفکر بیروت۔ النهایة فی غریب الحدیث / ابن الاثیر الجزری' ج۲' ص۴۰۲) [مترجم]

(۳۱) صحیح مسلم' ح ۲۹۸۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس نے عمل کیا)۔

اور جس انسان کی نیت ابتدائے عمل میں تو بالکل خالص تھی لیکن بعد میں اچانک اس میں ریا کاری پیدا ہو گئی' اگر تو وہ اس ریا کاری کو ناپسند کرتے ہوئے پوری محنت اور تگ ودو کے ساتھ اسے دُور کرنے کی کوشش کرے تو اس کا وہ عمل صحیح اور درست ہے اور اگر وہ اس ریا کاری پر خوش اور دلی طور پر مطمئن ہو تو پھر اکثر علماء کے قول کے مطابق اس کا وہ عمل باطل ہے۔

بدشگونی یا بدفالی لینا(۳۲)

کسی چیز کو دیکھ کر بدشگونی لینا حرام فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۳۲) بدشگونی سے مراد یہ ہے کہ کسی مخصوص چیز کے نظر آجانے پر کام چھوڑ دینا یا ارادہ ترک کر دینا۔ اس کے لیے عربی میں " طیرۃ " کا لفظ استعمال ہوا ہے' کیونکہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ پرندوں وغیرہ سے بدشگونی لیتے تھے۔ اسلام نے بدشگونی کو ایک باطل فعل قرار دیا اور واضح کیا کہ نفع و نقصان پہنچانے میں بدشگونی کی کوئی تاثیر نہیں' نفع و نقصان فقط ایک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' جبکہ بدشگونی میں نفع و نقصان کو پرندوں وغیرہ کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے کہ اگر پرندہ دائیں طرف اڑے تو نفع ہو گا اور اگر بائیں طرف اڑے تو نقصان ہو گا۔ یہ بدشگونی والا عقیدہ توکل علی اللہ کے بھی خلاف ہے' کیونکہ اس میں اللہ پر توکل ختم کر کے نفع و نقصان کی امیدیں پرندوں کے ساتھ وابستہ کر دی جاتی ہیں۔ افسوس کہ آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والے بعض مسلمانوں میں اس قسم کے اعتقادات بدستور موجود ہیں۔ پاک و ہند میں اس بات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ بعض شعبدہ باز مداری بازاروں' پارکوں' تفریح گاہوں وغیرہ میں چند طوطے اور لفافوں میں بند خط نما کارڈ لیے کپڑا بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ صرف ایک روپیہ ادا کر کے فال نکالیے اور اپنی قسمت کا حال معلوم کیجیے۔ چنانچہ جو شخص مداری کو اس کی اجرت ایک روپیہ ادا کرے تو مداری طوطے کو پنجرے سے نکال کر کسی ایک کارڈ کو اٹھالانے کے لیے چھوڑتا ہے' وہ طوطا اپنی چونچ کے ساتھ ایک ایک کارڈ کو پلٹتا ہے اور بالآخر درمیان میں سے کسی ایک کارڈ کو اٹھا کر مداری کے پاس لے آتا ہے اور مداری وہ کارڈ پڑھ کر سناتا ہے جس میں قسمت کی مختلف باتیں لکھی ہوتی ہیں' مثلاً یہ کہ تمہاری شادی جلدی ہو گی' تمہارے مال میں برکت ہو گی' وغیرہ۔ اس قسم کے شعبدہ بازوں کے پاس جا کر فال نکالنا حرام ہے' کیونکہ ہر انسان کی قسمت تقدیر ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ ۚ ﴾ (الاعراف:۱۳۱)

"سو جب ان (آلِ فرعون) پر کوئی خوش حالی آتی ہے (جیسے رزق کی فراوانی اور عمدہ صحت وغیرہ) تو وہ کہتے ہیں یہ تو ہمارا حق ہے' ہمارے لیے ایسا ہونا چاہیئے' (یعنی شکرِ الٰہی کے بجائے یہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں اور خوشحالی تو ہمارے حسن انجام اور ہماری محنت کا نتیجہ ہے) اور اگر ان پر کوئی آفت آتی ہے (جیسے قحط' مہنگائی' بدحالی وغیرہ) تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے ہیں"۔ (آلِ فرعون موسیٰ علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں سے بدشگونی لیتے اور کہتے کہ یہ ساری آفت ہم پر فقط موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست سے آئی ہے)۔ (۴۳)

← میں لکھی جا چکی ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' نہ تو مداری ہی مستقبل میں پیش آنے والی خبریں جانتے ہیں اور نہ مداریوں کے طوطے قسمت بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ قسمت بدلنا اور علم غیب صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی صفت ہے' اس صفت میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور یہ اعتقاد رکھنا کہ مداریوں کے طوطے بھی مستقبل کی قسمت بتا سکتے ہیں' سراسر عقیدہ توحید کے منافی اور واضح ترین شرک ہے۔ موجودہ زمانے میں علم و آگہی کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اگر اُمتِ اسلام اپنی قسمت کو طوطوں اور مداریوں سے معلق کر دے تو پھر اُس کے نصیب میں ذلت و رسوائی کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس اُمت کو عقیدۂ توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔ [مترجم]

(۴۳) اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے قومِ فرعون کے بدشگونی والے اس فاسد عقیدے کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف:۱۳۱)

"خبردار! یاد رکھو کہ ان کی نحوست اور بدقسمتی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے' لیکن ان کے اکثر لوگ (حقیقت حال) نہیں جانتے۔"

یعنی نحوست کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور خیر و شر جو کچھ ان کو پہنچ رہا ہے تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہے جو ان کے اعمال کے سبب ان کے حق ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں میں جاہلانہ اعتقاد رائج تھا کہ جب وہ کسی کام مثلاً سفر وغیرہ کا ارادہ کرتے تو پرندہ پکڑ کر ہوا میں چھوڑتے' اگر وہ دائیں جانب اڑتا تو اس سے نیک شگون اور اچھی فال لیتے اور اپنا کام کر گزرتے' اور اگر وہ بائیں جانب اڑتا تو اس سے بدشگونی اور برا گمان لیتے ہوئے کام کا ارادہ ترک کر دیتے۔

نبی کریم ﷺ نے بدشگونی کا شرعی حکم ایک حدیث میں یوں بیان فرمایا:

((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ)) (۳۴)

"بدشگونی شرک ہے"۔ (۳۵)

اسی طرح بعض مہینوں' دنوں' نمبروں یا ناموں سے بدشگونی لینا بھی حرام ہے' نیز عقیدۂ توحید کے منافی ہے' مثلاً صفر کے مہینے میں نکاح نہ کرنا (۳۶)' ہر مہینے کی

← میں لکھا جا چکا ہے' کسی کی نحوست کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مگر جو عوام ہیں وہ تو خیر اور شر کو ظاہری اسباب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں' جس طرح قوم فرعون نے نحوست کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی طرف منسوب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہرگز ایسی بات نہیں' ان کی نحوست کا اصل سبب تو اللہ کے علم میں ہے اور وہ ہے ان کا کفر' نہ کہ موسیٰ اور اُن کے ایمان دار ساتھی"۔ [مترجم]

(۳۴) مسند احمد ۳۸۹/۱' صحیح الجامع الصغیر / البانی ح ۳۹۵۵

(۳۵) بدشگونی کو شرک اس لیے قرار دیا کہ مشرکین عرب یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کا نفع و نقصان پرندے کی جہت پرواز پر منحصر ہے' حالانکہ نفع و نقصان کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے' گویا نفع و نقصان کے حصول میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پرندوں کو بھی شریک بنا دیا تھا۔ آج بھی بہت سے کمزور عقیدہ مردوں' عورتوں میں یہ شرکیہ وباء عام ہے' مثلاً اگر صبح سویرے کوا گھر کی منڈیر پہ آ بیٹھے تو کہتے ہیں آج ضرور گھر میں کوئی مہمان آئے گا' یا اگر کسی کو راستے میں بلی نظر آ جائے تو سفر کا ارادہ ترک کر دیتا ہے' یا اندھا آدمی نظر آ جائے تو دکان نہیں کھولتا۔ تو اس قسم کی سب چیزیں بدشگونی میں شامل ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا اور صرف ایک اللہ پر توکل کرتے ہوئے فقط اسی سے نفع و نقصان کی امید رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ (مترجم)

(۳۶) پاک و ہند کے اکثر علاقوں میں یہ جاہلانہ اعتقاد بدستور موجود ہے کہ لوگ محرم کے مہینے میں نکاح کرنے کو بہت منحوس سمجھتے ہیں اور جو کوئی محرم کے مہینے میں شادی کرنا ہی چاہے اسے ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ تمہارا نقصان ہو جائے گا' تمہاری بارات کا راستے میں ایکسیڈنٹ ←

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری بدھ کو ہمیشہ منحوس سمجھنا' ہندسہ نمبر "۱۳" کو منحوس سمجھنا' مصیبت میں مبتلا کسی آفت زدہ شخص کو دیکھ کر بد شگونی لینا' مثلاً کوئی گھر سے دکان کھولنے کے لیے نکلے اور راستے میں کسی کانے یا بھینگے شخص پر نگاہ پڑ جائے تو اس کو منحوس سمجھتے ہوئے واپس پلٹ آئے اور اس خوف سے کہ کہیں دکان داری میں نقصان نہ ہو جائے اُس روز دکان ہی نہ کھولے۔

اس قسم کے سارے اعتقادات باطل' حرام اور شرک ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ایسے اعتقادات رکھنے والوں سے براءت اور لاتعلقی کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلاَ تُطُيِّرَ لَهُ' وَلاَ تَكَهَّنَ وَلاَ تُكُهِّنَ لَهُ (وَ اَظُنُّهُ قَالَ) اَوْ سَحَرَ اَوْ سُحِرَ لَهُ)) (۳۷)

"جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی' اور جس نے کہانت کی (عاملوں' نجومیوں کی طرح مستقبل کی غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کیا) یا جس کے لیے کہانت کی گئی (جو اپنی مرضی سے نجومیوں کے پاس خبریں معلوم کرنے گیا) (راویِٔ حدیث فرماتے ہیں: میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا) جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا (جو اپنی خوشی و رغبت کے ساتھ جادو کروانے کے لیٔے جادوگر کے پاس گیا) ایسے تمام لوگوں کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

⬅ ہو جائے گا' وغیرہ۔ اس قسم کے اعتقادات محض شیعہ حضرات کی مشہور کی ہوئی خرافات اور پراپیگنڈہ ہیں' ان کی کوئی بھی شرعی حیثیت نہیں' بلکہ درحقیقت یہ وہی بدشگونی والے جاہلانہ اعتقادات ہیں جنہیں مٹانے کے لیے اسلام آیا۔ اس لیے توحید کے پابند تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان خرافات و بدعات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے اور جاہلیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو اسلام کا سیدھا صاف و شفاف قرآن و حدیث والا راستہ دکھلانا چاہیئے۔ (مترجم)

(۳۷) المعجم الكبير للطبراني ۱۸/۱۶۲ـ وصحيح الجامع الصغير للالباني ج ۵۴۳۵ـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص بد شگونی' کہانت' جادو میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے اور پھر توبہ کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ اَشْرَكَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((اَنْ يَّقُوْلَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ لاَ خَيْرَ اِلاَّ خَيْرُكَ وَلاَ طَيْرَ اِلاَّ طَيْرُكَ وَلاَ اِلٰهَ غَيْرُكَ))(۳۸)

"جسے بد شگونی نے کسی کام سے واپس کر دیا (یعنی جس نے کسی کام کا ارادہ کیا لیکن بد شگونی لے کر اس کام سے رکا رہا) تو اس نے شرک کیا"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (جو بد شگونی میں مبتلا ہو جائے) اس کا کفارہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ یوں کہے: "اے اللہ! بھلائی فقط تیری طرف سے ہے' اور انسان کو وہی آفت و نحوست پہنچتی ہے جو تُو نے مقدر میں لکھی ہو اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

بد شگونی لینا بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جو کسی میں کم کسی میں زیادہ ہوتی ہے اور اس کا بہترین علاج اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہے۔ جس طرح کہ صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَمَا مِنَّا اِلاَّ (أي اِلاَّ وَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ(۳۹)

"ہم میں سے ہر شخص کے دل میں بد شگونی کا کچھ نہ کچھ خیال ضرور پیدا ہو جاتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے ختم کر دیتے ہیں"۔

یعنی اگر کسی کے دل میں بد شگونی کا خیال پیدا ہو جائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بد شگونی پر کوئی توجہ نہ دے اور اپنا کام کر گزرے تو

(۳۸) مسند احمد ۲/۲۲۰۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة / البانی' ح ۱۰۶۵۔

(۳۹) سنن ابی داؤد' ح ۳۹۱۰۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة / البانی' ح ۴۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ بھی اس کے دل سے بد شگونی کا اثر مٹا دیتے ہیں اور محض خیال آنے پر اس کی گرفت نہیں فرماتے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی قسم کھائے اس کو اس کا پورا حق حاصل ہے، لیکن مخلوق کے لیے غیر اللہ کی قسم کھانا کسی صورت جائز نہیں۔ افسوس کہ غیر اللہ کی قسم کھانا بہت سے لوگوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی تعظیم و بڑائی کی وجہ سے ہے اور چونکہ تعظیم و بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان کے لائق ہے لہٰذا قسم بھی اسی کے نام کی اٹھانی چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) (۴۰)

"واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں باپ دادوں کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے، جس شخص نے قسم کھانی ہو وہ فقط اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ)) (۴۱)

"جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) (۴۲)

---

(۴۰) صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۱/۵۳۰۔ وصحیح مسلم، ح ۱۶۴۶۔

(۴۱) مسند احمد ۲/۱۲۵۔ صحیح الجامع الصغیر / البانی، ح ۶۲۰۴

(۴۲) سنن ابی داؤد، ح ۳۲۵۳۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / البانی، ح ۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے امانت کی قسم کھائی اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں"۔ (۴۳)

لٰہذا کعبہ' امانت' بزرگی' مدد' فلاں کی برکت' فلاں کی زندگی' نبی کے رتبہ' ولی کے مقام' باپ دادا' ماں' اور اولاد کے سر وغیرہ کی قسم کھانا ناجائز اور حرام ہے' اور جو اُن میں سے کسی کی قسم کھا بیٹھے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے۔ اور یہ بات ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے یوں منقول ہے :

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) (۴۴)

"جس نے لات اور عزیٰ (مشرکین مکہ کے مشہور بُت) کی قسم کھائی وہ (بطورِ کفارہ) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھے۔"

اور اسی سے ملتے جلتے متعدد ایسے شرکیہ الفاظ ہیں جو آج بعض مسلمانوں کی زبان پر عام ہیں۔ مثلاً : میں اللہ کی اور تیری پناہ میں آتا ہوں —— میرا بھروسہ اللہ پر اور تجھ پر ہے —— یہ اللہ کی طرف سے اور تیری طرف سے ہے —— میرا اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی سہارا نہیں —— آسمان میں اللہ میرا سہارا ہے اور زمین میں تُو میرا سہارا ہے —— اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا تو یوں اور یوں ہو جاتا (۴۵) ——

مَیں اسلام سے دستبردار ہوں —— فطرت نے چاہا —— اے زمانے کی ناکامی!

---

(۴۳) علامہ محمد عبدالرؤف المناوی نے اِس حدیث کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ امانت سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرائض ہیں' جیسے نماز' روزہ' حج وغیرہ۔ اور چونکہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کی کھائی جا سکتی ہے جبکہ امانت اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ اس کا امر ہے لٰہذا امانت کی قسم کھانا اسے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے برابر کرنے کے مترادف ہے' اس لیے اسلام نے امانت کی قسم کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔ (فیض القدیر / المناوی ۱۵۶۶) [مترجم]

(۴۴) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۵۳۶/۱۱

(۴۵) ان جملوں میں اگر "اور" کی بجائے "پھر" کا لفظ بولا جائے تو درست ہوگا' مثلاً یوں کہے "میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں' پھر تجھ پر"۔ (ابن باز) —— اور مقصود اس سے یہ ہے کہ شرک کی طرف لے جانے والے تمام اسباب' ذرائع اور الفاظ کا سدباب کر دیا جائے تاکہ انسان کا عقیدۂ توحید ہر قسم کے دُور ونزدیک کے شرکیہ شبہات سے محفوظ رہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ہر وہ جملہ بولنا حرام ہے جس میں زمانے کو بُرا بھلا کہا گیا ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے' یہ وقت بڑا منحوس ہے' زمانہ بڑا بے وفا ہے' وغیرہ۔ کیونکہ زمانے کو گالی اللہ تعالیٰ پر پلٹ آتی ہے کہ جو زمانے کا خالق ہے۔ اسی طرح ہر وہ نام جس میں غیر اللہ کی بندگی کا مفہوم پایا جائے' مثلاً عبدالمسیح (مسیح کا بندہ) 'عبدالرسول (رسول کا بندہ)' عبدالحسین (حسین کا بندہ) یہ سب الفاظ شرکیہ ہیں' ان سے بچنا عقیدۂ توحید کے لیے ضروری ہے۔

اسی طرح اسلامی سوشلزم' اسلامی جمہوریت' عوام کا ارادہ اللہ کے ارادے سے ہے' دین اللہ کے لیے اور ملک سب کے لیے' عرب قوم کے نام پر' انقلاب اور شورش کے نام سے' یہ جدید اصطلاحات بھی عقیدۂ توحید کے منافی ہیں۔

مزید برآں ایسے جملوں کا استعمال بھی ناجائز ہے' مثلاً کسی انسان کو "شہنشاہوں کا شہنشاہ" یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا لفظ جیسے "قاضی القضاۃ (حاکموں کا حاکم)" کہے۔ کافر اور منافق کے لیے السید' SIR' محترم یا اس کے ہم معنی کوئی دوسرا لفظ استعمال کرے (چاہے عربی زبان میں کہے یا کسی اور زبان میں) لفظ "لَو" بمعنی "اگر" کا استعمال کرے' مثلاً یوں کہے "اگر مَیں یوں کرتا تو یوں نہ ہوتا" یا "اگر مَیں اس طرح نہ کرتا تو اس کا نتیجہ یوں ہوتا" کیونکہ لفظ "اگر" شیطان کا دروازہ کھولتا ہے اور مقدر میں لکھی ہوئی بات پر ناراضگی' افسوس' ندامت اور حسرت کو ظاہر کرتا ہے۔ یا یہ جملہ کہ "اے اللہ اگر تُو چاہے تو مجھے بخش دے" بھی درست نہیں۔ (کیونکہ دعاء میں پورا عزم اور وثوق مطلوب ہے)[۴۶]

✪ ✪ ✪

(۴۶) اس موضوع پر مزید وسعت کے لیے الشیخ بکر ابوزید کی کتاب "معجم المناهي اللفظية" کا مطالعہ کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقوں اور فاسقوں سے محفل بازی کرنا

بہت سے کمزور ایمان لوگ بعض بدکاروں' فاسقوں' فاجروں کی محفلیں سجاتے ہیں' بلکہ بعض اوقات تو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر طنز و تنقید کرنے اور دین و اہل دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ بھی برابر اٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک حرام عمل ہے جو انسان کے عقیدے کو داغ دار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ يَخُوۡضُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖ‌ ؕ وَاِمَّا يُنۡسِيَنَّكَ الشَّيۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۝ ﴾ (الانعام: ۶۸)

"(اے پیغمبر!) جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی اور نکتہ چینی کر رہے ہوں تو آپ ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ اس بات کو چھوڑ کر کسی اور بات میں لگ جائیں' اور اگر کبھی شیطان آپ کو یہ نصیحت بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں"۔ (۴۷)

---

(۴۷) اس آیت میں خطاب اگرچہ نبی کریم ﷺ سے ہے لیکن اُمت مسلمہ کا ہر فرد اس کا مخاطب ہے۔ اس سے ہر وہ مجلس مراد ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کا مذاق اڑایا جاتا ہو' دین داروں پر آوازے کسے جاتے ہوں' یا بدعتیوں' مشرکوں کی محفلیں مراد ہیں جہاں بدعتی لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے لگ کر آیاتِ الٰہی کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہوں۔ اگر کوئی شخص ان بدعتیوں کو ان حرکات سے باز نہیں رکھ سکتا تو کم از کم ان سے میل جول بھی تو نہ رکھے اور نہ ان کی محفلوں میں جائے۔ اور خاص طور پر وہ شخص جو دینی علم سے ناواقف ہو اس کے حق میں یہ حکم زیادہ تاکیدی ہے تاکہ کہیں وہ اہل بدعت کے گمراہ کن شبہات اور فاسد تاویلات سے متاثر ہو کر دین حق سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ ہاں اگر وہ صاحب علم ہو اور کلمۂ حق بلند کرنے نیز اہل بدعت کے باطل شبہات کا رد کرنے کی نیت سے شرکت کرے تو جائز ہے' بصورتِ دیگر سخت گناہ اور عذابِ الٰہی کا باعث ہے۔ (تفسیر احسن البیان/ حافظ صلاح الدین یوسف۔ اشرف الحواشی/ محمد عبدہ الفلاح) [انتخاب مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا حالت میں ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور میل جول رکھنا کسی صورت جائز نہیں' چاہے وہ کس قدر زیادہ گہرے اور قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں' ان کا قبیلہ و خاندان کس قدر مہربان اور خوش مزاج ہی کیوں نہ ہو' اور ان کی زبانیں چاہے کس قدر میٹھی اور شیریں کیوں نہ ہوں۔ بہرحال ایسے ظالموں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں۔ ہاں' البتہ اگر کوئی ان کو نصیحت کرنے' دین حق کی دعوت ان تک پہنچانے' یا ان کی باطل تاویلات اور فاسد شبہات کا رد کرنے کی نیت سے ان کی محفلوں میں شرکت کرے تب اس میں کوئی حرج نہیں' لیکن وہاں جا کر حق بات سے بالکل خاموشی اختیار کرنا' بلکہ اس کے برعکس اپنی خوشی و رضا کا اظہار کسی صورت درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾

(التوبة: ۹۶)

"پھر اگر تم ان منافقوں سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر بدکار لوگوں سے راضی نہیں ہو سکتا"۔ [۴۸] (کیونکہ انہوں نے اطاعت الٰہی سے فرار کا راستہ اختیار کیا ہے۔)

نماز میں عدمِ اطمینان

سب سے بڑا چوری کا جرم یہ ہے کہ انسان نماز کی چوری کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: ((لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا

(۴۸) اس میں اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے کسی صورت بھی منافقوں' شریروں' بدکاروں' فاسقوں' فاجروں سے راضی ہونا جائز نہیں اور نہ ہی ان سے دلی دوستی اور محبت کی پینگیں بڑھانا درست ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُجُوْدَهَا))(۴۹)

"بدترین چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نماز کی وہ کیسے چوری کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کے رکوع اور سجدوں کو مکمل طریقے سے ادا نہیں کرتا۔"

دورانِ نماز عدمِ اطمینان' رکوع اور سجدے میں پشت کو برابر نہ کرنا' رکوع سے اٹھنے کے بعد پیٹھ سیدھی نہ کرنا' دو سجدوں کے درمیان مطمئن ہو کر سیدھا نہ بیٹھنا' یہ ساری باتیں آج اکثر نمازیوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور شاید ہی آپ کو کوئی ایسی مسجد ملے جو اس قسم کے نمازیوں سے خالی ہو۔ اکثر مسجدوں میں عدمِ اطمینان اور عدمِ خشوع والے نمازیوں کے کئی نمونے آپ کو ملیں گے۔ حالانکہ نماز میں مکمل توجہ' اطمینان' سکون اور وقار' یہ نماز کا رکن ہے جس کے بغیر کسی کی نماز درست نہیں ہوتی اور اس معاملے میں تساہل حد درجہ خطرناک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ))(۵۰)

"جب تک آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

نماز میں عدمِ اطمینان اور رکوع اور سجدے میں پشت کو سیدھا نہ کرنا یقیناً ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور ایسا نمازی زجر و توبیخ اور سزا کا مستحق ہے۔

حضرت ابو عبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی' پھر چند صحابہ کرام کے درمیان بیٹھ گئے' اتنے میں

---

(۴۹) مسند احمد ۵/۳۱۰۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۹۹۷

(۵۰) سنن ابی داؤد ۱/ ۵۳۳۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۷۲۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنی شروع کی' دورانِ نماز وہ جھکتا اور سجدے میں کوّے کی طرح ٹھونگیں مارتا (یعنی سجدے میں سر رکھتے ہی فوراً اٹھالیتا جس طرح کوّا کھانے والی چیز میں جلدی جلدی چونچ مارتا ہے) نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((أَتَرَوْنَ هٰذَا؟ مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ يَنْقُرُ صَلاَتَهُ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ' اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِىْ يَرْكَعُ وَ يَنْقُرُ فِىْ سُجُوْدِهِ كَالْجَائِعِ لاَ يَاْكُلُ اِلاَّ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ ' فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ)) (۵۱)

"اسے دیکھ رہے ہو؟ جو شخص اس طریقے پر (نماز پڑھتا) مرگیا وہ محمدی طریقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے پر مرا۔ وہ نماز میں اس طرح چونچ مارتا ہے جیسے کوّا خون میں چونچ مارتا ہو۔ جو شخص رکوع اور سجدے میں جلدی جلدی کوے کی طرح ٹھونگیں مارتا ہے اس کی مثال اس بھوکے کی مانند ہے جو صرف ایک یا دو کھجوریں ہی کھائے۔ بھلا وہ اس کا پیٹ بھریں گی؟"

جناب زید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں رکوع اور سجدہ اچھے طریقے سے نہیں کر رہا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

((مَا صَلَّيْتَ' وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِىْ فَطَرَاللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) (۵۲)

"تُو نے نماز پڑھی ہی نہیں' اور اگر تُو اسی حالت میں مرگیا تو تیری موت محمدی فطرت (دین اسلام) پر نہ ہوگی۔"

نماز میں اطمینان و سکون کا لحاظ نہ رکھنے والے شخص کو جونہی مسئلے کا علم

(۵۱) صحیح ابن خزیمہ ۱/ ۳۳۲۔ نیز دیکھئے امام البانی کی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ' ص ۱۳۱
(۵۲) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۲/ ۲۷۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے تو جس نماز کا وقت ابھی باقی ہو اسے دہرا لینا چاہیئے اور عدمِ اطمینان والی گزشتہ فرض نمازیں جو گزر چکیں انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور سچی توبہ کرے۔

نماز اور کثرتِ حرکات

دورانِ نماز بے ہودہ افعال اور کثیر حرکتیں ایسی آفت ہے جس سے بہت ہی کم نمازی محفوظ رہے ہوں گے' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے جس میں کہا گیا ہے:

﴿ ...وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ:۲۳۸)

"اور (نماز کی حالت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے باادب کھڑے رہو۔"

اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی پر کان نہیں دھرتے جس میں بتایا گیا ہے کہ:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ ﴾

(المؤمنون:۱'۲)

"یقیناً ایسے مؤمنوں نے نجات حاصل کر لی جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں"۔ (یعنی ظاہری اعضاء اور دل کی یکسوئی سے نماز میں توجہ کرتے ہیں۔)

دورانِ نماز ان کے دل میں خوف وہیبت طاری ہوتی ہے اور ان کے ظاہری اعضاء بھی پُرسکون ہوتے ہیں' وہ نہ تو داڑھی وغیرہ سے کھیلتے اور نہ اِدھر اُدھر جھانکتے ہیں بلکہ ان پر خوف وخشیت کی ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جیسے عام طور پر کسی بادشاہ یا کسی بڑے شخص کے سامنے ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر زمین ہموار نہ ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنے میں دقت پیش آئے تو سجدہ کی خاطر پیشانی رکھنے کے لیے مٹی کو برابر کیا جا سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْسَحْ وَ اَنْتَ تُصَلِّيْ ' فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَصٰی)) (۵۳)

"دورانِ نماز مٹی وغیرہ کو سیدھا نہ کرو۔ اگر بہت ہی ضروری ہو تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں برابر کر سکتے ہو"۔ (تاکہ پیشانی رکھنے کے لیے جگہ ہموار ہو جائے۔)

علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ بغیر ضرورت مسلسل کثیر حرکتیں کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ جو لوگ دورانِ نماز بے مقصد حرکات کرتے ہیں' کبھی ٹائم دیکھتے ہیں' کبھی کپڑوں کو ٹھیک کرتے ہیں' کبھی انگلی ناک میں ڈالتے ہیں' کبھی اپنی نگاہ کو دائیں بائیں گھماتے ہیں' اوپر نیچے دیکھتے ہیں' اوران کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی اس حرکت کی وجہ سے کہیں ان کی بینائی نہ اچک لی جائے یا شیطان موقع پا کر اُن کی نماز کا کچھ حصّہ نہ لوٹ لے جائے۔

دورانِ نماز مقتدی کا امام سے سبقت کرنا

جلد بازی انسان کی فطرتی خصلت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ ﴾ (الاسراء:۱۱)

"اور انسان بڑا جلد باز ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اَلتَّاَنِّیْ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) (۵۴)

"سلیقے سے کام انجام دینا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔"

نماز باجماعت کے دوران آدمی اکثر مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کے دائیں بائیں کھڑے متعدد نمازی رکوع' سجدے' تکبیرات اور حتیٰ کہ سلام پھیرنے میں بھی امام

---

(۵۳) سنن ابی داؤد ۵۸۱/۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۷۴۵۲۔ اس حدیث کی اصل صحیح مسلم میں حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (شیخ ابن باز)

(۵۴) السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰/ ۱۰۴' سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی' ح ۱۷۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آگے بڑھ جاتے ہیں' اور بسا اوقات تو یہ مخالفت وہ خود اپنے بارے میں خیال کرتا ہے۔ اور بہت سے نمازی امام سے سبقت کو بہت معمولی خیال کرتے ہوئے اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے' حالانکہ ایک صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق بہت ہی سخت وعید منقول ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَمَا يَخْشَى الَّذِىْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ)) (۵۵)

"جو شخص اپنے سر کو (رکوع اور سجدے میں) امام سے پہلے اٹھالیتا ہے کیا وہ ڈرتا نہیں کہ کہیں اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا نہ بنادیں؟"

اگر نمازی سے یہ مطلوب ہے کہ وہ نماز پڑھنے کے لیے سکون اور وقار سے چل کر آئے تو دورانِ نماز کس قدر سکون اور وقار مطلوب ہوگا! اس کا اندازہ ہر عقل مند آدمی بخوبی کر سکتا ہے۔ امام سے پہل کرنے اور پیچھے رہنے کا مفہوم بعض لوگوں کے نزدیک بہت خلط ملط ہو گیا ہے۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ فقہاء کرام نے اس کے متعلق ایک سنہری قاعدہ بیان فرمایا ہے۔

قاعدہ:

مقتدی کو چاہیئے کہ اُس وقت حرکت شروع کرے جب امام کی اللہ اکبر ختم ہو' یعنی جونہی امام کی زبان سے اللہ اکبر کی راء ختم ہو مقتدی فوراً ہی اپنے امام کی پیروی میں قیام' رکوع' سجدے وغیرہ کے لیے حرکت کرے۔ امام کے اللہ اکبر ختم کرنے سے نہ پہل کرے اور نہ تاخیر کرے۔ اس طرح سے معاملہ بڑے صحیح طریقے سے چلے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی اقتداء و اتباع میں انتہائی درجہ حریص تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

(۵۵) صحیح مسلم ۱/۳۲۰' ۳۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ أَرَ اَحَدًا يَحْنِيْ ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَائَهُ سُجَّدًا (۵۶)

"صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپؐ رکوع سے سر اٹھالیتے تو جب تک آپؐ اپنی پیشانی مبارک کو سجدے میں نہ رکھ دیتے اُس وقت تک کوئی صحابی بھی سجدے میں جانے کے لیے اپنی کمر کو نہ جھکاتا۔ آپ کے بعد صحابہ کرام سجدے میں جاتے۔"

جب نبی کریم ﷺ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اور آپ کی جسمانی حرکات میں کسی قدر کمزوری اور ڈھیل پیدا ہوگئی تو آپ ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِي بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)) (۵۷)

"اے لوگو! میرا جسم کسی قدر بھاری ہوگیا ہے، لہٰذا رکوع اور سجدے کرنے میں مجھ سے پہل نہ کرو۔"

امام کو بھی چاہیئے کہ جب وہ نماز پڑھائے تو اللہ اکبر کہنے میں حد درجہ سُنّت کی پیروی کرے۔ جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ...... ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ، ثُمَّ

---

(۵۶) صحيح مسلم، ح ۴۷۴، طبع محمد فواد عبدالباقی

(۵۷) السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۹۳۔ شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، دیکھئے ان کی کتاب "ارواء الغلیل" ۲/۲۹۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ‘ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا‘ وَ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ (۵۸)

”رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے‘ پھر رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہتے ...... پھر سجدے کے لیے جھکتے وقت اللہ اکبر کہتے‘ پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے‘ پھر (دوسرا) سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے‘ پھر (دوسرے) سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے‘ پھر نماز ختم ہونے تک باقی تمام رکعات میں بھی اسی طرح کرتے۔ اور (تین یا چار رکعات والی نماز میں) دو رکعتوں سے فارغ ہو کر (تیسری کے لیے) اٹھتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے۔“

اگر امام ایک حالت سے دوسری حالت میں حرکت کرتے وقت متصل ساتھ ہی تکبیر کہے اور مقتدی بھی گزشتہ بیان کردہ کیفیت کی پابندی کریں تو نماز میں تمام جماعت کا معاملہ درست ہو سکتا ہے۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد آنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ... ﴾

(الاعراف: ۳۱)

”اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت زیب و زینت اختیار کر لیا کرو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا)) أَوْ قَالَ: ((فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) (۵۹)

(۵۸) صحیح بخاری‘ ح ۷۵۲۔ (۵۹) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۳۳۹/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے (کچا) پیاز یا لہسن کھایا وہ ہم سے علیحدہ رہے"۔ یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ "وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہے۔"

صحیح مسلم کی ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

((مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلاَ يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ)) (٦٠)

"جس شخص نے پیاز' لہسن اور گندنا (٦١) کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ پھٹکے' کیونکہ جن چیزوں سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں انہی بدبودار چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔"

امیرالمؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لاَ اَرَاهُمَا اِلاَّ خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ' لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ اَكَلَهَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا)) (٦٢)

---

(٦٠) صحیح مسلم ۳۹۵/۱

(٦١) گندنا سے مراد ایک بدبودار قسم کی سبزی ہے جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں اور بعض کے سرے نہیں ہوتے جسے عربی میں اَلْکُرَّاثُ کہتے ہیں اور اس کی واحد کُرَّاثَۃٌ ہے۔ (المنجد عربی اردو' ص۸٦۹' القاموس المحیط' ص ۲۲۳' مختار الصحاح للرازی' ص ۳٦۰)۔ "المعجم الوسیط" میں اس کی مزید تفصیل یوں لکھی ہے کہ اَلْکُرَّاثُ سے مراد ایک قسم کا لمبی شاخوں والا پودا ہے جو سفید سوسن یا چنبیلی کی اقسام سے ہے۔ اس کے پتے پھیلے ہوئے وسیع لیکن غیر چوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی زمینی شاخوں میں پیاز اگتا ہے۔ اس پودے کے درمیان بہت زیادہ پھولوں والا ایک گچھا ہوتا ہے اور یہ پودا سخت بدبودار ہوتا ہے۔ (المعجم الوسیط' ص ۷۸۲' طبع دارالدعوۃ' استانبول۔ نیز دیکھئے لسان العرب ۸۰/۲' طبع دار صادر بیروت) [مترجم]

(٦٢) صحیح مسلم ۳۹٦/۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے لوگو! تم دو بدبودار پودے پیاز اور لہسن کھاتے ہو‘ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اگر آپ مسجد میں کسی آدمی سے پیاز اور لہسن کی بدبو پاتے تو اسے مسجد سے نکلوا دیتے اور (مسجد نبوی سے کچھ فاصلے پر) بقیع نامی جگہ کی طرف چلے جانے کا حکم دیتے‘ لہٰذا جو شخص پیاز اور لہسن کھانا چاہے تو اسے پکا کر بدبو ختم کر کے کھائے۔“

اسی سے ملتا جلتا ایک مکروہ عمل یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اپنے کام کاج‘ ڈیوٹی وغیرہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں جبکہ ان کی بغلوں اور جرابوں وغیرہ سے گندی بدبو پھوٹ رہی ہوتی ہے۔ (۶۳) اور اس سے بھی بدتر یہ کہ بعض لوگ سگریٹ نوشی کرنے کے فوراً بعد ہی مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح اللہ کے عبادت گزار نمازیوں اور فرشتوں کے لیے تکلیف کا سبب بنتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۶۳) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ڈیوٹی کے دوران جس کا جسم اور کپڑے گندے ہوں اسے فرض نماز معاف ہو جاتی ہے۔ حاشا وکلا! بلکہ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہر بالغ‘ عاقل‘ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ محض گندے کپڑوں کا بہانہ بنا کر نماز چھوڑ دینا‘ یا نماز کو وقت سے لیٹ کر کے پڑھنا یا نماز کو مسجد میں جا کر باجماعت ادا کرنے کی بجائے تنہا ادا کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ اگر آسانی سے غسل کرنا اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر مسجد میں آنا میسر ہو تو یہ افضل ہے اور اگر ڈیوٹی کے دوران ایسا کرنا ناممکن ہو تو پھر انہی ڈیوٹی والے کپڑوں میں نماز پڑھ لے‘ بشرطیکہ وہ ناپاک نہ ہوں‘ لیکن نماز کو وقت سے لیٹ نہ کرے۔ کیونکہ کپڑوں کا گندا ہونا اور ناپاک ہونا ان دونوں میں فرق ہے۔ ناپاک سے مراد یہ ہے کہ کپڑوں پر ناپاکی لگی ہو اور اگر محض کارخانے وغیرہ میں کام کرنے کی وجہ سے کپڑے گندے ہو گئے ہوں تو ان میں نماز ہو جاتی ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا

عزّت اور نسل کی حفاظت چونکہ شریعت کے اہم' مرکزی اور بنیادی مقاصد ہیں اس لیے شریعت میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ ﴾

(الاسراء: ٣٢)

"خبردار! زنا کے قریب بھی مت جاؤ' یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔"

اسلام نے نگاہ نیچی رکھنے اور عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دے کر' نیز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں علیحدگی کو حرام قرار دے کر زنا تک پہنچانے والے تمام اسباب اور راستوں کو بھی بند کر دیا ہے۔

شادی شدہ زانی کو سب سے سخت اور سنگین سزا سنائی گئی ہے کہ اسے پتھر مار مار کر روح نکلنے تک سنگسار کیا جائے' تاکہ وہ اپنے کیے ہوئے گناہ کا برا انجام چکھے اور اس کے جسم کا ہر حصّہ جس طرح حرام سے لطف اندوز ہوا تھا اسی طرح سزا بھی برداشت کرے۔

اور غیر شادی شدہ [٦٤] زانی کو سو کوڑے مارے جائیں۔ شرعی حدود میں کوڑوں کی یہ سب سے زیادہ سزا ہے جو زانی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مؤمنوں کی ایک بھاری جماعت کا مشاہدہ کرنا اور مکمل ایک سال تک اپنے ملک سے جلاوطن کیا جانا یہ اس کے لیے اور بھی زیادہ ذلت' رسوائی' بدنامی' شرمندگی اور عار کا سبب بنتا ہے۔

زانی مردوں اور عورتوں کے لیے مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک برزخی

---

(٦٤) جس نے اپنی گزشتہ زندگی میں صحیح شرعی نکاح کے ذریعے عورت سے جماع نہ کیا ہو۔

(مؤلف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں یہ سزا تیار کی گئی ہے کہ انہیں ننگا کر کے ایک ایسے تندور میں ڈالا جائے گا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ ہو گا۔ جب اس تندور کے نیچے سے آگ جلائی جائے گی تو وہ چیخیں گے اور آگ کے شعلے انہیں بلند کر کے تندور کے اوپر والے سرے تک پہنچا دیں گے اور قریب ہو گا کہ وہ تندور سے باہر جا گریں لیکن جونہی آگ ہلکی ہو گی وہ دوبارہ تندور کے نچلے حصے میں آ پہنچیں گے اور انہیں قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔

اور اگر کوئی عمر رسیدہ شخص جو قبر کے دہانے تک پہنچ چکا ہو' جسے اللہ کی طرف سے لمبی زندگی کی مہلت بھی ملی لیکن اس بڑھاپے کی عمر میں بھی وہ زنا سے باز نہ آیا تب تو معاملہ نہایت ہی بدتر اور حد درجہ قابل مذمت ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))(۶۵)

"تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (غصے اور ناراضگی کی وجہ سے) نہ تو گفتگو کرے گا' نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا' بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہو گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) متکبر فقیر۔"

زانیہ عورت کی کمائی جسے وہ زنا کے ذریعے حاصل کرے' بدترین کمائی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنی شرمگاہ کی کمائی کھانے والی زانیہ عورت اس اہم ترین وقت میں دعا کی قبولیت سے محروم کر دی جاتی ہے کہ جب آدھی رات کو آسمان کے دروازے دعا مانگنے والوں کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔(۶۶)

(۶۵) صحیح مسلم ۱/۱۰۲ و ۱۰۳

(۶۶) صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۲۹۷۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ دستی اور فقیری کو عذر بنا کر اللہ کی حدود کو پامال کرنا ہرگز کوئی قابل قبول عذر نہیں ہے۔ پرانے زمانے میں کسی نے سچ کہا ہے کہ "شریف عورت بھوکی تو رہ سکتی ہے لیکن اپنے پستانوں کی کمائی (۶۷) نہیں کھاتی' چہ جائیکہ وہ اپنی شرمگاہ کی کمائی کھائے!"

آج موجودہ دور میں بے حیائی کا ہر دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ شیطان نے مکرو فریب اور اپنے چیلوں کے ذریعے زنا کا راستہ نہایت ہموار کر دیا ہے اور بہت سے گناہ گار' فاسق' فاجر لوگ مکمل طور پر شیطان کے پیچھے چل پڑے ہیں جس کے نتیجے میں بے پردگی' حرام نظریں' عورتوں مَردوں کا اختلاط' بے حیائی پھیلانے والے اخبارات اور رسالے' فحش فلمیں' اور ایسے ملکوں کی طرف سفر اختیار کرنا عام ہو گیا ہے جو ملک زنا اور فحاشی کے اڈے سمجھے جاتے ہیں۔ اور بدکاری کی تجارت کرنے والے بازار گرم ہیں۔ عزتوں کی پامالی' حرام بچوں کی کثرت اور اسقاطِ حمل کے ذریعے بچّوں کا قتل بہت بڑھ گیا ہے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رحمت' کرم نوازی' پردہ پوشی' اور عزت و پاک دامنی کا سوال کرتے ہیں جس کے ذریعے تُو ہمیں بے حیائی سے محفوظ رکھ! ہمارے دلوں کو پاک کر' ہماری شرمگاہوں کو محفوظ فرما اور ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان رکاوٹیں کھڑی فرما!!

---

(۶۷) پستانوں کی کمائی کھانے کا مطلب ہے کہ کسی کے بچے کو دودھ پلا کر رزق حاصل کرنا۔ یہ اگرچہ جائز ہے لیکن کوئی قابل احترام پیشہ نہیں۔ دودھ پلانے اور زنا کی کمائی کھانے کے درمیان زمین و آسمان کا سا فرق ہے۔ فافہم و تدبر! [ابو عبد الرحمن]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغلام بازی

لوط علیہ السلام کی قوم کا جرم یہ تھا کہ وہ لڑکوں کے ساتھ اپنی جنسی خواہش پوری کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ﴾ (العنکبوت: ۲۸، ۲۹)

"اور لوط (علیہ السلام کا بھی ذکر کرو) جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کے پاس بدکاری کے لیے آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو (مسافروں کو لوٹتے یا ان سے بدکاری کرتے ہو) اور اپنی عام مجلسوں میں بھی بے حیائی کے کام کرتے ہو؟"

اس خطرناک جرم کی بدی اور قباحت کے سبب قومِ لُوط کو اللہ تعالیٰ نے چار مختلف قسم کی سزائیں دیں: (۱) ان کی بینائی ختم کردی (۲) بستی کو الٹادیا (۳) ان پر کنکریلے تہ بہ تہ پتھروں کی بارش کی (۴) چیخ کا عذاب بھیجا۔

یہ چاروں عذاب قومِ لوط کے علاوہ اور کسی قوم پر اللہ تعالیٰ نے اکٹھے نازل نہیں فرمائے۔ اسلامی شریعت میں صحیح قول کے مطابق اغلام بازی کرنے والے اور کروانے والے کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں کو تلوار سے قتل کردیا جائے، بشرطیکہ مفعول خوشی اور رغبت سے یہ کام کروانے پر راضی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ)) (٦٨)

---

(٦٨) مسند احمد ۱/۳۰۰۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، ح ٦٥٦٥

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جسے تم قومِ لوط کی طرح بد کاری کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول (کرنے والے اور کروانے والے) دونوں کو قتل کردو۔“

زنا اور عمل قومِ لوطؑ جیسی بد کاریوں کی وجہ سے آج ہمارے زمانے میں مختلف قسم کے طاعون ‘ ایڈز ‘ اور طرح طرح کی لاعلاج بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں جو کہ ہم سے پہلے لوگوں میں موجود نہیں تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت نے بد کاری کی سخت ترین سزا جو مقرر کی ہے اس کے اندر کس قدر حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

بیوی کا ہم بستری سے انکار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهِ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)) (٦٩)

”جب شوہر اپنی بیوی کو ہم بستری کے لیے بلائے اور بیوی انکار کردے اور شوہر اپنی بیوی پر ناراضگی کی حالت میں ہی ساری رات گزار دے تو ایسی عورت پر صبح ہونے تک فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“

بہت سی عورتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کا اپنے شوہر سے کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو وہ بزعمِ خود خاوند کو بطورِ سزا ہم بستری کے لیے اپنے قریب نہیں آنے دیتیں جس سے خاوند کے زنا میں مبتلا ہونے جیسی عظیم خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ‘ بلکہ بسا اوقات تو معاملہ عورت کے لیے الٹ پڑ جاتا ہے ‘ خاوند سنجیدگی سے دوسری شادی کے لیے سوچنا شروع کردیتا ہے جس کی وجہ سے بجائے خاوند کو سزا دینے کے وہ خود سزا پالیتی ہے۔ اس لیے عورت کو چاہیے کہ جب بھی خاوند اسے قربت کے لیے طلب کرے فوراً اس کی حاجت کو پورا کرے ‘ تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تعمیل

---

(٦٩) صحیح بخاری شریف۔ دیکھیے فتح الباری شرح صحیح بخاری ٦/٣١٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْتُجِبْ وَاِنْ كَانَتْ عَلٰی ظَهْرِ قَتَبٍ)) (۷۰)

"جب شوہر اپنی بیوی کو ہم بستری کے لیے بلائے تو عورت پر واجب ہے کہ فوراً خاوند کی بات مان لے چاہے وہ اونٹ کے کجاوے پر ہی کیوں نہ سوار ہو۔"

دوسری طرف شوہر کو بھی چاہیے کہ اگر اس کی بیوی بیمار یا حاملہ یا کسی غم و پریشانی سے دوچار ہو تو ان حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے بیوی کو ہم بستری پر مجبور نہ کرے' تاکہ ان کے درمیان محبت و اتفاق برقرار رہے اور کسی قسم کا اختلاف نہ پھوٹنے پائے۔

عورت کا طلاق طلب کرنا

بہت سی عورتیں اپنے شوہروں سے معمولی اختلاف کی بناء پر یا حسب خواہش مال نہ ملنے کی وجہ سے طلاق طلب کرنے میں بہت جلد بازی کرتی ہیں اور بسا اوقات بعض رشتہ داروں یا گھروں کو اجاڑنے والی سہیلیوں اور پڑوسیوں کے اکسانے پر عورت یہ حرکت کرتی ہے اور کبھی اعصاب کو برانگیختہ کرنے والی باتیں بول کر اپنے خاوند کو چیلنج کرتی ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر تم واقعی مَرد ہو تو مجھے طلاق دے دو۔ یہ بات سبھی کے علم میں ہے کہ طلاق کی وجہ سے خاندان کی تباہی اور اولاد کی آوارگی جیسی

---

(۷۰) زوائد البزار ۱۸۱/۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۴۷

دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ))

(سنن النسائی و سنن الترمذی بحوالہ صحیح الجامع الصغیر' ح ۵۳۴)

"جب مَرد ضرورت پوری کرنے کے لیے اپنی بیوی کو بلائے تو اسے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے' خواہ وہ تندور پر (روٹی لگا رہی) ہو۔" [اضافہ از ابو عبد الرحمٰن]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور طلاق لینے کے بعد عورت اُس وقت پچھتاتی ہے جبکہ پچھتانا بالکل بے سود ہوتا ہے۔ انہی اسباب کی بناء پر شریعت نے (بغیر عذر) طلاق طلب کرنے کو حرام قرار دیا ہے جس سے شریعت کی حکمت ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا الطَّلَاقَ مِنْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ))(٧١)

"جس عورت نے بغیر کسی سبب اور فقر کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔"

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُخْتَلِعَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ ھُنَّ الْمُنَافِقَاتُ))(٧٢)

"(بغیر عذر کے) خلع(٧٣) لینے والیاں اور اپنے خاوندوں سے چھٹکارا حاصل کر کے گھروں کو اجاڑنے والیاں منافقات ہیں۔"

لیکن اگر کوئی شرعی عذر موجود ہو' مثلاً خاوند نماز نہیں پڑھتا' یا نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے' یا کسی حرام کام پر عورت کو مجبور کرتا ہے' یا عورت کو سزائیں دے کر یا اس کے شرعی حقوق روک کر اُس پر ظلم و ستم کرتا ہے اور نصیحت کرنے کے باوجود بھی نہیں سمجھتا اور اس کے لیے اصلاح کی کوششیں بھی کارگر ثابت نہیں ہوتیں تو ان حالات میں عورت اگر اپنے دین اور جان کو بچانے کے لیے طلاق مانگ لے تب اس میں کوئی گناہ اور حرج نہیں۔

---

(٧١) مسند احمد ٥/٢٧٧۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ٢٧٠٣

(٧٢) المعجم الکبیر للطبرانی ١٧/٣٣٩۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ١٩٣٤

(٧٣) خلع سے مراد یہ ہے کہ عورت کا اپنے خاوند کو اپنے مال کا کچھ حصہ دے کر مال کے عوض طلاق طلب کرنا۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہار (۷۴)

زمانۂ جاہلیت والے متعدد کلمات اُمّتِ مُسلمہ میں دوبارہ رواج پا چکے ہیں جن میں سے ایک ظہار بھی ہے۔ یعنی خاوند کا اپنی بیوی سے یوں کہنا کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے" یا "تُو مجھ پر میری بہن کی طرح حرام ہے" یا اس جیسے دیگر بُرے الفاظ جن کو اسلامی شریعت نے سخت معیوب اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے' کیونکہ ان میں عورت پر ظلم و ستم کی جھلک نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کی قباحت کو اس طرح بیان فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۝ ﴾ (المجادلة: ۲)

"تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں' ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے پیٹ سے وہ پیدا ہوئے۔ یقیناً یہ لوگ (اپنی بیویوں کو ماں کہہ کر) ایک نامعقول' بے ہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ (تبھی تو اس نے کفارے کو معافی کا ذریعہ بنایا)"

جس طرح کسی کو غلطی سے قتل کرنے اور ماہِ رمضان کے دن میں بیوی سے جماع کرنے کا کفّارہ بہت سخت ہے اسی طرح اسلامی شریعت نے ظہار کا کفّارہ بھی

---

(۷۴) ظہار سے مراد یہ ہے کہ بیوی کو یوں کہہ دینا "اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّي" یعنی تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اس کو طلاق شمار کیا جاتا تھا' لیکن اسلام نے بتایا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ اس کی حقیقی ماں نہیں بن جاتی۔ لیکن چونکہ اس نے بہت بڑی بات کہہ دی ہے اس لیے بطورِ سزا اس کا کفارہ مقرر کیا گیا ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ مزید دیکھیے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت مقرر کیا ہے اور ظہار کرنے والا مرد جب تک کفارہ ادا نہ کرے اپنی بیوی کے قریب نہیں جا سکتا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ﴾ (المجادلة: ۳، ۴)

"اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں اور پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں (یعنی بیوی سے ہم بستری کرنا چاہیں) تو ان کے ذمے ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے (جماع کرنے) سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا لازمی ہے۔ تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے۔ پھر جس شخص کو غلام نہ مل سکے تو وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے (جماع) سے پہلے مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے' اور جس شخص کو یہ بھی طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جاتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو' اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں (ان کا خیال رکھو) اور کافروں (نہ ماننے والوں) کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔"

حالتِ حیض میں جماع کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے پیغمبر!) لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ گندگی ہے۔ حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو (جماع نہ کرو) اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔" (ناف سے لے کر گھٹنے تک کا علاقہ ممنوعہ ہے' باقی حسب سابق سب کچھ جائز ہے)

عورت حیض سے فارغ ہو کر جب تک غسل نہ کرلے اپنے خاوند کے لیے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۲)

"پھر جب وہ عورتیں حیض سے پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے ان کے پاس آؤ۔" (یعنی عورت کے آگے کی جانب شرم گاہ میں مجامعت کرو نہ کہ دبر میں' کیونکہ وہ تو ہر صورت میں حرام ہے۔)

حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا اس قدر بدترین گناہ ہے کہ اس کی قباحت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

((مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ)) (۷۵)

"جس شخص نے حیض والی عورت سے ہم بستری کی یا عورت سے اس کی دبر میں جماع کیا یا کاہن (نجومی) کے پاس گیا اس نے حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا کفر کیا۔"

جس شخص نے شرعی مسائل سے ناواقفیت کی بناء پر جہالت اور غلطی سے حیض والی عورت سے جماع کر لیا وہ گنہگار نہ ہو گا' لیکن جس نے جانتے بوجھتے دانستہ یہ کام کیا تو بعض علماء کے قول کے مطابق اس پر ایک دینار یا نصف دینار کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔ یہ کفارہ صرف ان علماء کے نزدیک لازم ہے کہ جو کفّارہ والی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں —— اور پھر کفّارہ کے قائل علماء کے مابین کفّارہ کی مقدار میں اختلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے اختیار ہے چاہے تو ایک دینار اور چاہے تو نصف دینار ادا کردے' اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر حیض کے ابتدائی دنوں میں شدتِ حیض کے دوران جماع کیا تو ایک دینار اور اگر حیض کے آخری دنوں میں خون کی کمی کے دوران یا غسل حیض سے پہلے جماع کیا تو نصف دینار ادا کرے۔ (۷٦)

اور مروّجہ حساب کے مطابق دینار 4.25 گرام سونے کے برابر ہے۔ یا تو اتنا سونا صدقہ کردے یا پھر اس کی قیمت کے برابر نقدی (روپوں وغیرہ کی صورت میں) بطورِ صدقہ تقسیم کردے۔

غیر فطری جگہ میں جماع کرنا

بیمار ذہنیت اور کمزور ایمان کے حامل منحرف قسم کے لوگ اپنی بیوی کے پچھلے راستے (پاخانے والی جگہ) میں جماع کرنے سے پرہیز نہیں کرتے' جبکہ یہ حرکت کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا)) (۷۷)

"وہ شخص ملعون ہے جو عورت کو پچھلے راستے سے استعمال کرتا ہے۔"

بلکہ نبی کریم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ:

((مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ)) (۷۸)

---

(۷٦) درست رائے یہ ہے کہ اسے اختیار ہے چاہے تو مکمل دینار ادا کرے اور چاہے تو نصف دینار۔ خواہ اس نے حیض کے ابتدائی دنوں میں جماع کیا ہو یا آخری دنوں میں' اس سے کفارہ کی مقدار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (شیخ ابن باز)

(۷۷) مسند احمد ۴۷۹/۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۸٦۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس شخص نے عورت کی دبر میں جماع کیا' یا عورت سے حیض کے دنوں میں جماع کیا یا کاہن (نجومی) کے پاس گیا اس نے محمد ﷺ پر نازل کی گئی شریعت کا کفر کیا۔"

بہت سی پاکباز عورتیں اس غیر فطری طریقہ جماع سے انکار کر دیتی ہیں لیکن بعض خاوند اپنی بیویوں کے اس حرام کام پر رضامند نہ ہونے کی صورت میں طلاق کی دھمکی دے دیتے ہیں اور بعض عورتیں جو علماء سے ایسے مسائل پوچھنے میں شرم محسوس کرتی ہیں' ان کے خاوند دھوکہ بازی سے انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ غیر فطری جگہ میں جماع حلال اور جائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں:

﴿ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَأْتُوا۟ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ ﴾

(البقرۃ: ۲۲۳)

"تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں' تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔"(۷۹)

(۷۸) سنن الترمذی ۱/۲۴۳۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۹۱۸

(۷۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل لٹا کر پشت کی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے' تب اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری' مسلم) اور اس میں بتایا کہ جماع چاہے عورت کو چت لٹا کر آگے سے کرو یا پیٹ کے بل لٹا کر پشت کی جانب سے کرو یا کروٹ پر کرو بہرحال ہر طرح جائز ہے' لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر صورت میں جماع عورت کی پیشاب والی جگہ (فرج) میں ہی کرو۔

اور دُبر میں جماع کو جائز قرار دینے والوں کا اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ ﴿ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ﴾ "جیسے چاہو" میں تو دبر بھی آجاتی ہے' انتہائی غلط استدلال ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی قرار دیا ہے' یعنی جس طرح اناج حاصل کرنے کے لیے کھیتی میں بیج ڈالا جاتا ہے اسی طرح بچہ حاصل کرنے کے لیے عورت کے رحم میں منی کا نطفہ ڈالا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت میں ﴿ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ ﴾ کے جملے سے صرف کھیتی میں جماع کرنے کا حکم دیا ہے' یعنی اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ اور یہ کسی سے مخفی نہیں کہ منی کا نطفہ ڈالنے اور بچہ پیدا کرنے کیلئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بات سبھی کے علم میں ہونی چاہیئے کہ احادیثِ نبویہ قرآن کے مفہوم کو متعین کرتی ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں احادیث میں بتلایا کہ خاوند اپنی بیوی کے

⟵ کھیتی عورت کی فرج (پیشاب کی جگہ) ہے نہ کہ دُبر (پاخانے والی جگہ)
اس کے علاوہ بھی متعدد ایسی دلیلیں موجود ہیں جو دبر کے استعمال کو حرام قرار دیتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (البقرۃ:۱۸۷) "اور اب تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسمت میں لکھا ہے (لڑکا یا لڑکی) اس کی طلب کے لیے خواہش کرو"۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جماع سے ایک مقصود یہ بھی ہے کہ اولاد حاصل کی جائے اور وہ صرف فرج میں جماع کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے' کیونکہ دبر کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے بنایا ہی نہیں اور نہ ہی وہاں سے بچے کی پیدائش ممکن ہے۔ تو اس آیت کا مطلب یوں ہوا کہ "اب تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور یہ جماع بچہ حاصل کرنے والی جگہ میں ہی ہونا چاہیئے جو کہ فرج ہے۔"
نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾ (البقرۃ:۲۲۲) "جب عورتیں حیض سے پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ (جماع کرو) جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے (یعنی ان کی فرج سے)"۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ تم اپنی عورتوں کے پاس ان کی فرج سے آؤ اور شرم گاہ سے تجاوز کر کے پاخانہ والی جگہ کی طرف مت بڑھو۔ (تفسیر ابن کثیر' تفسیر اضواء البیان)
علامہ قرطبی نے زیر بحث آیت ﴿ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بارہ صحابیوں نے مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح اور حسن درجے کی مشہور حدیثیں نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ جماع کے لیے عورتوں کی پاخانہ والی جگہ کو استعمال کرنا حرام ہے۔ اور یہ حدیثیں امام احمد بن حنبل' ابوداوٗد' نسائی اور ترمذی وغیرہ نے بیان کی ہیں۔ علامہ ابن الجوزی اور شیخ ابوالعباس نے ان حدیثوں کو مختلف سندوں کے ساتھ ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علامہ ابن الجوزی کی کتاب کا نام "تحريم المحل المكروه" "ناپسندیدہ جگہ کی حرمت" اور شیخ ابوالعباس کی کتاب کا نام "اِظْهَارُ اِدْبَارِ مَنْ اَجَازَ الْوَطْئَ فِي الْاَدْبَارِ" "دبر میں جماع کو جائز قرار دینے والوں کا اظہارِ شکست" ہے۔
دبر کا استعمال ایک غیر فطری فعل ہے جس کو کوئی بھی عقل مند شریف انسان ہرگز پسند نہیں کرتا۔
مزید تفصیل کے لیے مذکورہ بالا زیر بحث آیت کی تفسیر میں دیکھیئے۔ (تفسیر ابن کثیر' تفسیر قرطبی' اضواء البیان ۱/۱۴۵) [مترجم]
تفصیل مزید کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن' ج ۲' ص ۵۱ تا ۵۴ اور کنز المجربات ج ۲' ص ۴۴۹ تا ۴۵۹۔ تالیف استاذ الحکماء حکیم محمد عبداللہ آف جہانیاں منڈی [اضافہ از ابو عبدالرحمن]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس آگے سے آنا چاہے یا پیچھے سے اس کو اجازت ہے لیکن مجامعت بہر صورت بچہ نکلنے والی جگہ میں ہی ہونی چاہیئے۔ اور یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاخانے والی جگہ (دُبر) بچے کی جائے پیدائش نہیں۔

اور اس گناہ کے وجود میں آنے کا سبب یہ ہے کہ انسان شادی والی صاف ستھری زندگی میں داخل ہونے سے پہلے حرام اور شاذ قسم کے جنسی تجربات' یا بے حیائی پر مبنی فلموں سے بھرا ہوا دماغ اور اس جیسی دیگر گندی جاہلانہ چیزیں وراثت میں لے کر آتا ہے اور ان گناہوں سے سچی توبہ کیے بغیر ہی شادی کر لیتا ہے۔ اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ عورت کی دبر میں جماع کرنا ہر صورت میں حرام ہے چاہے میاں بیوی دونوں اتفاق اور باہمی رضامندی سے ہی یہ کام کیوں نہ کریں' کیونکہ کسی حرام کام پر باہمی رضامندی اس کو حلال نہیں بنا دیتی۔

بیویوں کے درمیان ناانصافی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیویوں کے درمیان انصاف کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ ﴾ (النساء: ۱۲۹)

"اور تم کتنا ہی چاہو تم سے یہ تو نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح پورا انصاف کر سکو۔ خیر اتنا تو کرو کہ بالکل ایک ہی کی طرف مکمل نہ جھک جاؤ اور دوسری کو بیچ میں لٹکتی ہوئی چھوڑ دو[۸۰] (کہ نہ طلاق دو اور نہ حقوق

(۸۰) یعنی کسی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو دلی تعلق اور قلبی محبت میں وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کر سکتا' کیونکہ محبت ایک دلی فعل ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں۔ خود نبی ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زوجیت ادا کرو) اور اگر تم درستی سے چلو (عورتوں میں انصاف کرو) اور (ظلم وزیادتی سے) بچے رہو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔"

شریعت جس عدل کا مطالبہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ رات گزارنے میں تمام بیویوں کے درمیان انصاف سے کام لیا جائے اور ہر بیوی کو اس کے حقوق ادا کئے جائیں' یعنی خرچہ لباس وغیرہ مہیا کیا جائے۔ دلی محبت میں عدل مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ انسان کے اختیار سے باہر ہے۔

ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے بعض لوگ ایک بیوی کی طرف زیادہ مائل اور دوسری سے بے توجہی برتتے ہیں۔ ایک بیوی کے پاس زیادہ شب گزاری کرتے یا اس پر زیادہ خرچ کرتے ہیں اور دوسری کو بیکار چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام ہے اور ایسا ناانصاف شخص قیامت کے دن کس حال میں آئے گا! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ شِقُّهُ مَائِلٌ)) (۸۱)

"جس شخص کی دو بیویاں تھیں اور وہ ایک ہی کی طرف جھکا رہا (اور دوسری

٭ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی بیویوں میں سے سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ خواہش کے باوجود انصاف نہ کرنے سے مطلب یہی قلبی میلان اور محبت میں عدم مساوات ہے اور اگر یہ دلی محبت ظاہری حقوق کی برابری میں رکاوٹ نہ بنے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل گرفت نہیں۔ جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دلی محبت زیادہ ہونے کے باوجود آپ نے اپنی تمام بیویوں کے ظاہری حقوق شب گزاری' خرچہ' لباس وغیرہ مہیا کرنے میں برابر انصاف سے کام لیا۔ لیکن اکثر لوگ اس قلبی محبت کی وجہ سے دوسری بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور ظاہری طور پر بھی محبوب بیوی کی طرح دوسری بیویوں کے حقوق ادا نہیں کرتے اور انہیں درمیان میں لٹکتی ہوئی بنا کر رکھ چھوڑتے ہیں' نہ انہیں طلاق دیتے ہیں اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتے ہیں۔ یہ انتہائی ظلم ہے جس سے اسلام نے روکا ہے۔ (تفسیر احسن البیان) [انتخاب از مترجم]

(۸۱) سنن ابی داؤد ۲/۶۰۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۶۴۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نظر انداز کیے رکھا) وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ گرا ہوا ہو گا (فالج زدہ کی طرح جھکا ہوا)۔"

نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا

شیطان لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے اور حرام کاموں میں مبتلا کرنے کا شدید خواہش مند ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے محتاط رہنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ ﴾ (النّور: ۲۱)

"اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم مت چلو (اُس کی پیروی نہ کرو)۔ جو شخص شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔"

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا شیطان کا وہ ہتھکنڈہ ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو زنا میں مبتلا کرتا ہے' اسی لیے اسلامی شریعت نے اس چور دروازے کو بھی بند کر دیا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) (۸۲)

"جب بھی کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَ مَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ)) (۸۳)

---

(۸۲) سنن الترمذی ۳/ ۴۷۴۔ مشکاۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ' ح ۳۱۱۸

(۸۳) صحیح مسلم ۴/ ۱۷۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آج کے بعد خاوند کی عدم موجودگی میں اس کی عورت کے پاس کوئی آدمی تنہا نہ جائے' بلکہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ضرور ہونے چاہئیں۔"

کسی آدمی کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ گھر' حجرے یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت مثلاً اپنی بھابی' نوکرانی وغیرہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے۔ اسی طرح ڈاکٹر کا بیمار عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا بھی درست نہیں (۸۴)۔ بہت سے لوگ اپنے آپ پر یا دوسروں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے اس معاملے میں بہت غفلت سے کام لیتے ہیں جس کے نتیجے میں زنا یا زنا کے محرکات وجود میں آتے ہیں اور نسب کا اختلاط نیز حرام اولاد کی دردناک داستانوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

عورت سے ہاتھ ملانا

ہمارے معاشروں میں بعض عادات شریعتِ الٰہی سے تجاوز کر گئی ہیں اور باطل عادات و تقالید احکامِ الٰہی پر اِس حد تک غالب آچکی ہیں کہ اگر آپ کسی کو شریعت کا حکم بتائیں' اس کے سامنے دلیل کو بھی بالکل واضح کر دیں تو وہ آپ پر قدامت پسندی' شرپسندی' قطع رحمی اور صاف نیتوں پر شک کرنے کا الزام لگائے گا۔ غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا بھی انہی بُری عادات اور جاہلانہ معاشرتی تقالید کا حصّہ ہے۔

چچا کی بیٹی' پھوپھی کی بیٹی' ماموں کی بیٹی' خالہ کی بیٹی' بھابی' چچی' ممانی سے مصافحہ کرنا ہمارے معاشرے میں پانی پینے کی طرح عام ہو گیا ہے۔ جبکہ یہ معاملہ شرعی طور پر اس حد تک خطرناک ہے کہ اگر لوگ بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو کبھی ایسی حرکت نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۸۴) خاتون ڈاکٹر کی عدم موجودگی میں عورت محرم کو ساتھ لے کر ڈاکٹر کے پاس جائے۔ یہ اضطراری حالت میں صحیح ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَاَنْ يُّطْعَنَ فِي رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِّنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)) (۸۵)

"تم میں سے کسی کے سر میں نشانہ لگا کر لوہے کی سوئی ماری جائے تو یہ کسی غیر محرم عورت کو چھونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔"

کسی غیر محرم اجنبی عورت کو چھونا ہاتھ کا زنا ہے' جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِيْ)) (۸۶)

"(حرام چیزوں کو دیکھ کر) دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں' (حرام چیزوں کو چھو کر) دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں' (حرام کاموں کی طرف چل کر) دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں' اور شرم گاہ بھی زنا کرتی ہے۔"

کیا حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی پاک دل ہو سکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ)) (۸۷)

"میں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔"

نیز آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنِّيْ لَا اَمَسُّ اَيْدِي النِّسَاءِ)) (۸۸)

"میں اجنبی عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

---

(۸۵) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۰/۲۱۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح ۴۹۲۱

(۸۶) مسند احمد ۱/۴۱۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۴۱۲۶

(۸۷) مسند احمد ۶/۳۵۷۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۲۵۰۹

(۸۸) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴/۳۴۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۷۰۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَلَا وَاللّٰهِ مَامَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) (۸۹)

"اللہ کی قسم! (عورتوں سے بیعت لیتے وقت بھی) رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا' بلکہ آپ ﷺ صرف زبانی زبانی عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے"۔ (۹۰)

اور بعض شوہر ایسے بھی ہیں کہ ان کی پاک باز بیویاں ان کے بھائیوں (یعنی اپنے دیور یا جیٹھ) سے ہاتھ نہ ملائیں تو وہ انہیں طلاق کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ایسے شوہروں کو اللہ سے ڈر جانا چاہیئے۔

---

(۸۹) صحیح مسلم ۱۴۸۹/۳

(۹۰) بعض پیشہ ور دولت اور ایمان کے لٹیرے نام نہاد پیر اور عورتوں کے جھرمٹوں میں گھرے ہوئے گدی نشین اپنی مریدنیوں سے ہاتھ ملاتے' بوس و کنار کرنے اور ہر طرح کی جنسی خدمت لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ یہ شیطان صفت انسانی بھیڑیے سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حلال اور حرام کے مسئلے صرف عام لوگوں کے لیے ہیں جبکہ پیروں' مرشدوں اور گدی نشینوں کے لیے سب کچھ جائز ہے۔ پاکستان کے مشہور شہر لاہور میں "بوسہ پیر عرف ناخنوں والی سرکار" کا قصہ کئی مرتبہ سنا جا چکا ہے جو اپنے مریدوں اور مریدنیوں کو ایک دوسرے کا بوسہ لینے کا حکم دیتا ہے۔

ایک طرف تو یہ شیطان کے چیلوں عیاش پیروں اور گدی نشینوں کا شیطانی کردار اور دوسری طرف ساری کائنات کے افضل و اعلیٰ' رسولوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کا حال یہ کہ دل و نگاہ پاک و صاف ہونے کے باوجود' امت کے روحانی باپ ہونے کے باوصف اپنی امتی عورتوں سے بیعت کے دوران ہاتھ ملانے کو جائز نہیں رکھتے۔ کس قدر فرق ہے دین کی سچی تعلیمات اور جھوٹے پیروں میں! اس لیے جو شخص پیر و مرشد پکڑنا ہی چاہے تو وہ صرف حضرت محمد ﷺ کو ہی اپنا پیر و مرشد بنائے' انہی کی پیروی کرے' انہی کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرے' کیونکہ بھلائی کا کوئی کام ایسا نہ ہو گا جو انہوں نے اپنی امت کو بتلایا نہ ہو اور نقصان دہ کوئی امر ایسا نہ ہو گا جس سے انہوں نے اپنی امت کو روکا نہ ہو۔ ان کی مکمل تعلیمات قرآن و حدیث کی صورت میں محفوظ ہیں۔ تو ان جیسے سچے' مخلص' خیر خواہ' پاکباز حقیقی پیر و مرشد کو چھوڑ کر دوسروں کا دامن تھامنا کسی بھی عقل مند مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پر کپڑا وغیرہ رکھ کر (یا دستانہ پہن کر) بھی عورت سے مصافحہ جائز نہیں۔ چاہے براہِ راست ہاتھ ملائے یا کپڑے کی آڑ میں' دونوں حالتوں میں ہی غیر محرم عورت سے مصافحہ حرام ہے۔

عورت کا خوشبو لگا کر مَردوں کے پاس سے گزرنا

عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا اور اسی حالت میں مَردوں کے پاس سے گزرنا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس فعل سے جس قدر سختی کے ساتھ روکا اور ڈرایا ہے اسی قدر یہ چیز آج کل ہمارے زمانے میں عام ہو چکی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)) (۹۱)

"جو عورت خوشبو لگا کر کسی قوم کے پاس سے گزری تاکہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں' ایسی عورت بدکار اور زانیہ ہے۔"

بعض عورتیں اس قدر غفلت سے کام لیتی ہیں کہ خوشبو لگا کر اپنی گاڑی کے ڈرائیور' دکان دار یا سکول کے گیٹ کیپر کے پاس سے گزرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتیں' جبکہ اسلامی شریعت نے اس قدر سختی برتی ہے کہ خوشبو استعمال کرنے والی عورت اگر گھر سے باہر جانا چاہے' گو اس کا مسجد میں جانے کا ہی ارادہ کیوں نہ ہو' جب تک وہ غسل جنابت کی طرح مکمل غسل نہ کر لے گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوْجَدَ رِيْحُهَا لَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلَ اِغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) (۹۲)

---

(۹۱) مسند احمد ۴/۴۱۸۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۱۰۵

(۹۲) مسند احمد ۲/۴۴۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۲۷۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف اس نیت سے گئی کہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں، جب تک وہ غسل جنابت کی طرح پوری طرح غسل نہ کرلے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"

ہم اللہ ہی کے سامنے شکوہ کرتے ہیں کہ آج دورِ حاضر میں شادی بیاہ اور زنانہ تقریبات میں کس قدر پرفیوم اور خوشبو کا استعمال ہوتا ہے اور عورتیں کس طرح پُرکشش تیز خوشبو والے عطر لگا کر بازاروں، گاڑیوں، جہازوں اور مَردوں عورتوں کے اختلاط والی جگہوں، حتیٰ کہ رمضان المبارک کی راتوں میں مسجدوں میں بھی آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں، جبکہ اسلامی شریعت کا حکم یہ ہے کہ عورتوں کو ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو ہلکی ہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھے اور ناسمجھ مَردوں اور عورتوں کے گناہوں کے سبب ہم میں سے نیک مَردوں اور عورتوں کی گرفت نہ کرے اور تمام مسلمانوں کو سیدھا راستہ دکھلائے۔

بغیر محرم عورت کا سفر کرنا

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ))

"کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔"

یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے ہر قسم کے سفر حتیٰ کہ سفرِ حج کو بھی شامل ہے۔ عورت کا محرم کے بغیر تنہا سفر کرنا فاسقوں فاجروں کو اس کے متعلق غلط سوچ میں مبتلا کر سکتا ہے۔ نتیجتاً وہ اس کی عزت کے درپے ہو سکتے ہیں اور عورت اپنی فطری کمزوری کے سبب مَردوں کے دھوکے میں آ کر مکمل طور پر اپنی عزت سے ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھو سکتی ہے' یا کم از کم اس کی شرافت اور پاک دامنی پر داغ آ سکتا ہے۔

اسی طرح عورت کا بغیر محرم کے جہاز میں سفر کرنا بھی درست نہیں' چاہے ایئر پورٹ پر روانہ کرنے والا اور اگلے ایئر پورٹ پر وصول کرنے والا محرم ہی کیوں نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ دورانِ سفر عورت کے ساتھ والی سیٹ پر کون بیٹھے گا؟ اور اگر جہاز کو کسی فنی خرابی کی وجہ سے کسی دوسرے ایئر پورٹ پر اترنا پڑے یا پرواز میں تاخیر ہو جائے اور جہاز مقررہ وقت پر پرواز نہ کرے تب عورت کا پُرسانِ حال کون ہو گا؟ جبکہ اس قسم کے واقعات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔

صرف وہ شخص عورت کا محرم بن سکتا ہے جس میں چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) مسلمان ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو (۴) مَرد ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَبُوْهَا اَوِ ابْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا)) (۹۳)

"عورت کا محرم اس کا باپ' بیٹا' شوہر یا بھائی اور ہر وہ شخص بن سکتا ہے جس کا اس عورت کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔"

غیر محرم عورت کی طرف قصداً دیکھنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ ﴾ (النور: ۳۰)

"(اے نبی ﷺ!) مسلمان مَردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی کسی حرام چیز کی طرف مت دیکھیں) اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز استعمال سے بچائیں' نیز انہیں ڈھانپ کر رکھیں) یہی ان کے لیے

(۹۳) صحیح مسلم ۲/۹۷۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر اور پاکیزہ ہے' اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ ان سب سے باخبر ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ)) (۹۴)

"آنکھ کا زنا حرام چیزوں کی طرف دیکھنا ہے۔"

لیکن کسی شرعی ضرورت کے پیش نظر غیر محرم عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے نکاح کرنے کی نیت سے اپنی منگیتر کو دیکھنا یا ڈاکٹر کا بیمار عورت کو علاج کی خاطر دیکھنا وغیرہ۔

اسی طرح عورت کا کسی غیر محرم مرد کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا بھی حرام ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ .. ﴾

(النّور: ۳۱)

"(اے نبی ﷺ!) آپ مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں (کسی اجنبی مرد کی طرف مت دیکھیں) اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔"

اسی طرح کسی بے ریش اور خوبصورت لڑکے کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھنا بھی حرام ہے۔ اور مرد کا کسی مرد کی شرم گاہ کو اور عورت کا کسی عورت کی شرم گاہ کو دیکھنا حرام ہے۔ اور ہر شرم گاہ جس کو دیکھنا ناجائز ہے اس کو چھونا بھی ناجائز ہے' چاہے وہ کپڑے کی آڑ میں ہی کیوں نہ ہو۔

بعض لوگ اخبارات' میگزین' ڈائجسٹ اور فلموں میں حرام تصویروں کی طرف اس حجت سے دیکھتے ہیں کہ یہ تو محض تصویریں ہیں' حقیقی مرد یا عورت تو نہیں۔ اس طرح شیطان ان کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے اور ان پر اپنا وار

---

(۹۴) صحیح بخاری' دیکھئے فتح الباری ۲۶/۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے‘ حالانکہ ان فحش تصویروں اور بے حیائی پر مبنی فلموں کو دیکھ کر انسان کی جنسی شہوت کس قدر بھڑک اٹھتی ہے اور فساد کے دروازے کس طرح کھلتے ہیں‘ یہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اپنے گھر میں فحاشی برداشت کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ)) (۹۵)

”تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) ماں باپ کا نافرمان (۳) بے غیرت جو اپنے اہل خانہ میں فحاشی کو برداشت کرتا ہے۔“

اس بے غیرتی کی مختلف شکلیں آج ہمارے زمانے میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً گھر میں بیٹی یا بیوی کو کسی اجنبی مَرد کے ساتھ ملتے جلتے یا عشقیہ گفتگو کرتے دیکھ کر چشم پوشی کرنا‘ یا اپنے گھر کی کسی عورت کو اجنبی مَرد کے ساتھ تنہائی اور خلوت میں دیکھ کر خاموش رہنا‘ یا اسے کسی اجنبی مَرد مثلاً ڈرائیور وغیرہ کے ساتھ اکیلے گاڑی میں سفر کرنے کی اجازت دینا‘ یا اپنے گھر کی عورتوں کو بغیر شرعی پردے کے گھر سے باہر جانے کی اجازت دینا جس کے نتیجے میں ہر آنے جانے والا انہیں تاک جھانک کر دیکھتا ہو۔ اسی طرح بے حیائی اور فساد پھیلانے والے میگزین اور فلمیں لا کر گھر میں رکھنا وغیرہ۔

---

(۹۵) مسند احمد ۶۹/۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی‘ ح ۳۰۴۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسب تبدیل کرنا

کسی مسلمان کے لیے شرعی طور پر قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے' یا اپنا نسب نامہ کسی ایسی قوم سے ملائے جن میں سے وہ نہیں۔ بعض لوگ اپنی مادّی ضروریات کے حصول کے لیے سرکاری کاغذات میں اپنا جھوٹا نسب نامہ ظاہر کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ باپ اپنے بچوں کو ان کی چھوٹی عمر میں ہی چھوڑ دیتا ہے اور بچے بڑے ہو کر باپ سے ناراضگی کی وجہ سے بطورِ انتقام اپنا نسب نامہ کسی دوسرے شخص سے منسوب کر لیتے ہیں۔ اپنے حقیقی نسب نامہ میں ردّ و بدل کرنے کی یہ ساری شکلیں ہی حرام ہیں' کیونکہ اس سے محرمیت' نکاح اور وراثت جیسے دیگر بہت سے مسائل میں عظیم بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت سعد اور حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَ هُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ)) (۹۶)

"جس نے جانتے بوجھتے دانستہ اپنا نسب تبدیل کیا اس پر جنت حرام ہے۔"

شریعت میں ہر وہ کام حرام ہے جس میں انسان کا نسب نامہ تبدیل کیا گیا ہو یا جھوٹ کی آمیزش کی گئی ہو۔ بعض لوگ اگر کسی معاملے میں اپنی بیوی سے جھگڑ پڑیں تو اس پر بدکاری کا الزام لگا کر اپنے بچے سے دستبردار ہو جاتے ہیں' حالانکہ وہ بچہ اسی کے بستر پر اسی کی بیوی سے پیدا ہوا ہے۔ اور بسا اوقات بعض عورتیں بھی امانت میں خیانت کرتے ہوئے زنا سے حاملہ ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے نسب میں ایسے بچے کو شامل کر دیتی ہیں جو اس کا حقیقی بچہ نہیں ہوتا۔ جبکہ شریعت میں اس کے متعلق بہت سخت وعید آئی ہے۔

---

(۹۶) صحیح بخاری بحوالہ فتح الباری ۴۵/۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیتِ ملاعنہ (۹۷) نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ ' وَ اَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَ هُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَ فَضَحَهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ)) (۹۸)

"جس عورت نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو شامل کیا جو اس خاندان کا نہیں (یعنی زنا کے بچے کو خاوند سے منسوب کیا) ایسی عورت کا اللہ کی نگاہ میں کوئی مقام نہیں اور نہ ہی اللہ اسے اپنی جنت میں داخل فرمائیں گے' اور جس شخص نے دانستہ طور پر اپنے بیٹے کا انکار کر دیا ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ پردہ فرمالیں گے (اسے نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے) اور (حشر کے میدان میں) اگلی پچھلی تمام قوموں کے روبرو اسے رسوا کر دیں گے۔"

---

(۹۷) آیتِ ملاعنہ سے مراد سورت النور کی آیات ۶ تا ۱۰ ہیں۔ اور لعان کا مطلب یہ ہے کہ کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنی آنکھوں سے کسی غیر کے ساتھ بدکاری کرتے دیکھ لیا جس کا وہ خود تو عینی گواہ ہے لیکن چونکہ زنا کی سزا کے لیے چار مردوں کی عینی گواہی ضروری ہے اس لیے جب تک وہ اپنے ساتھ مزید تین عینی گواہ پیش نہ کرے اس کی بیوی پر زنا کی حد نہیں لگ سکتی' لیکن اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ایسی بدکردار بیوی کو برداشت کرنا بھی اس کے لیے ناممکن ہے۔ تو شریعت نے اس کا حل یہ پیش کیا ہے کہ یہ شخص عدالت میں حاکم مجاز کے سامنے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہے یا یہ بچہ یا حمل اس کا نہیں ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسی طرح اس کی بیوی بھی اگر خاوند کے جواب میں چار مرتبہ قسم کھا کر کہہ دے کہ میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر میرا خاوند سچا ہے (اور میں جھوٹی ہوں) تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس صورت میں وہ زنا کی سزا سے بچ جائے گی اور اس کے بعد اُن دونوں میاں بیوی میں ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جائے گی۔ اسے لعان اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دونوں ہی اپنے آپ کو جھوٹا ہونے کی صورت میں مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان' اردو' ص ۹۵۹) (انتخاب مترجم)

(۹۸) سنن ابی داؤد ۲/ ۶۹۵۔ مشکاۃ المصابیح' ح ۳۳۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود کھانا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں سود کھانے والوں کے علاوہ کسی اور سے اعلانِ جنگ نہیں کیا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾

(البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے (لوگوں کے ذمہ) اس کو چھوڑ دو اگر تم واقعی ایمان دار ہو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے (سود نہیں چھوڑتے) تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سود کتنا بڑا جرم ہے! یہ جاننے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والوں سے اعلانِ جنگ کیا ہے۔ شخصیات اور حکومتوں پر نگاہ رکھنے والا ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ سودی لین دین نے خطرناک حد تک خرابی' ہلاکت اور تباہی مچائی ہے۔ دیوالیہ پن' مارکیٹوں کا مندا ہونا' اقتصادیات میں جمود' قرضوں کی ادائیگی سے عاجزی' معاشی ترقی میں تعطل' بے روزگاری کی شرح میں اضافہ' کمپنیوں اور اداروں کا انہدام' روزمرہ کی جانفشانی اور خون پسینے کی کمائی کو لمبے چوڑے سودی قرضوں کی ادائیگی میں بہا دینا' اور بے پناہ دولت کو صرف چند لوگوں (جاگیرداروں) کے ہاتھوں میں محصور کر دینے سے معاشرے میں طبقاتی امتیاز پیدا کرنا' یہ سب سود ہی کی کارستانیاں ہیں' اور شاید جنگ کی یہ بعض شکلیں ہیں کہ جس کی دھمکی اللہ تعالیٰ نے سودی لین دین میں کرنے والوں کو سنائی ہے۔

سودی لین دین میں براہِ راست یا بالواسطہ شرکت کرنے والے تمام بنیادی فریق' دلال' معاون اور مددگار تمام اشخاص حضرت محمد ﷺ کی زبانِ نبوت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملعون قرار دیئے گئے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوْكِلَهُ وَ كَاتِبَهُ وَ شَاهِدَيْهِ وَ قَالَ: ((هُمْ سَوَاءٌ)) (۹۹)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے' کھلانے والے' لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ: ''گناہ میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔''

اس حدیث کی بناء پر سودی کاروبار میں بطورِ کلرک کام کرنا' یا سودی لین دین کی تصحیح و ترتیب' رجسٹر میں اندراج' وصولی' سپردگی' چوکیداری' نیز رقم کو سودی بینکوں میں جمع کروانا ناجائز ہے۔ مجمل طور پر یوں کہہ سکتے ہیں کہ سودی کاروبار میں کسی بھی طریقے سے شرکت یا مدد حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سود جیسے کبیرہ گناہ کی قباحت کو واضح کرنے میں شدید حریص تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلرِّبَا ثَلاَثَةٌ وَ سَبْعُوْنَ بَابًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ' وَ اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ)) (۱۰۰)

''سود کے تہتر (۷۳) دروازے ہیں' ان میں سے سب سے ہلکے درجے کا سود گناہ میں اس طرح ہے کہ جیسے آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرلے (یعنی سود کا گناہ سگی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر ہے) اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت پر حملہ ہے۔'' (۱۰۱)

اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ

---

(۹۹) صحیح مسلم ۱۲۱۹/۳

(۱۰۰) المستدرک للحاکم ۳۷/۲۔ صحیح الجامع الصغیر ح ۳۵۳۳

(۱۰۱) کیونکہ سود کا تعلق مال سے ہے اور عزت کا تعلق نفس سے ہے اور انسان کو اپنی عزت مال سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اسی لیے عزت میں تنقیص کو سود کی سب سے بڑی قسم قرار دے دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((دِرْھَمُ رِبًا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَ ھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَ ثَلاَثِیْنَ زَنْیَۃٍ)) (۱۰۲)

"کوئی آدمی جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھالے تو یہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدتر گناہ ہے۔"

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر سودی لین دین امیر اور فقیر کے درمیان ہو تب منع ہے' اور اگر دو غریبوں کے درمیان ہو تو جائز ہے' حالانکہ سود کی حرمت عام ہے' ہر حال میں اور ہر شخص کے لیے سود حرام ہے۔

ہمارا معاشرہ واضح گواہی دیتا ہے کہ سود کے سبب کتنے ہی بڑے بڑے تاجر اور مال دار فقیر بن گئے۔ اور سودی کاروبار میں دولت چاہے کتنی ہی بڑھ جائے لیکن اس میں برکت ختم ہو کر رہتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا وَ اِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہُ تَصِیْرُ اِلٰی قُلٍّ)) (۱۰۳)

"سودی مال تعداد میں چاہے کتنا ہی بڑھ جائے لیکن اس کا انجام کار بالآخر خسارہ' کمی' اور برکت کا خاتمہ ہوتا ہے۔"

اسی طرح سود کی حرمت اس کی شرح فیصد پر بھی منحصر نہیں کہ اگر اس کی شرح فیصد زیادہ ہو تو حرام ہے اور کم ہو تو جائز ہے' بلکہ سود چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ بہرصورت حرام ہے۔ اور سودی شخص جب قیامت کے دن اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس کی حالت ایسی ہوگی جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر پاگل اور دیوانہ کردیا ہو اور وہ دورہ پڑنے کی وجہ سے دائیں بائیں گرتا اٹھتا ہو۔ سود کے بدترین جرم ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس سے توبہ کرنے کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور توبہ کا طریقہ

(۱۰۲) مسند احمد ۲۲۵/۵۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح ۳۳۷۵

(۱۰۳) المستدرک للحاکم ۳۷/۲۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۳۵۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بتلادیا ہے۔ چنانچہ سودی لوگوں سے مخاطب ہو کر ربِّ کریم نے فرمایا:

﴿ ...وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ:۲۷۹)

"اگر تم توبہ کرنا چاہتے ہو تو راس المال (تمہارا اصل مال بغیر منافع کے) تمہارا ہی ہو گا' نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے"۔ (یعنی تم اصل زر سے زیادہ وصول کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے ظلم ہو گا اور اگر تمہیں اصل زر بھی نہ دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہو گا۔)

ہر مؤمن کو چاہئے کہ سود جیسے کبیرہ گناہ سے دور بھاگے اور اس کی قباحت اور برائی کا احساس دل میں پیدا کرے۔ حتیٰ کہ جو لوگ چوری ہو جانے کے ڈر سے مجبوراً اپنی رقم سودی بینکوں میں رکھواتے ہیں انہیں بھی چاہئے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم نے اضطراری حالت میں مُردار کھانے والے کی مانند یا اس سے بھی بڑھ کر اپنے آپ کو لاچار اور مجبور سمجھتے ہوئے اپنا پیسہ بینک میں رکھوایا ہے اور ہم دلی طور پر اس سے خوش نہیں ہیں' نیز اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے علاوہ سودی بینکوں کا متبادل کوئی دوسرا حل تلاش کرنے کی بھی کوشش کریں۔ اور ان کے لیے بینکوں سے سود کا مطالبہ کرنا کسی صورت جائز نہیں' بلکہ اگر بینکوں کی طرف سے ان کے کھاتے میں سود جمع بھی کر دیا جائے تو وہ اس سودی رقم سے چھٹکارا حاصل کرنے کی نیت سے اسے کسی جائز کام میں خرچ کر دیں اور صدقہ کی نیت نہ کریں' کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صدقہ بھی پاک چیزوں سے ہی قبول کرتا ہے۔ اور وہ اس سودی پیسے سے کسی قسم کا استفادہ نہیں کر سکتے' کھانے پینے' کپڑے' رہائش' سواری' بیوی بچوں اور والدین کے واجب اخراجات' زکوٰۃ ادا کرنے' ٹیکسوں کی ادائیگی' اپنی جان سے ظلم کو دور کرنے الغرض کسی بھی مصرف میں اس سودی روپے پیسے کو استعمال میں نہیں لا سکتے' بلکہ اللہ کی پکڑ سے ڈرتے ہوئے کسی طرح اس سے چھٹکارا حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کریں۔

سامان بیچتے وقت اس کے عیب چھپانا

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اناج کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اپنا دستِ مبارک غلّہ کے انبار میں داخل کیا تو آپ کے ہاتھ کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے غلّہ کے مالک سے پوچھا: "یہ نمی کہاں سے آئی ہے؟" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش ہونے کی وجہ سے یہ اناج بھیگ گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تُو نے اس بھیگے ہوئے غلے کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ غلہ بھیگا ہوا ہے؟" پھر فرمایا:

((مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا)) (۱۰۴)

"جس نے دھوکہ' خیانت اور ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

آج کل خوفِ خدا سے عاری بہت سے تاجر اور سوداگر سامانِ تجارت کے عیب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیے وہ کئی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً عیب والی جگہ پر پلاسٹر چپکا کر' یا خراب چیز کو سامان والی پیٹی میں نیچے رکھ کر' یا کیمیائی ادویات وغیرہ استعمال کر کے سامان کو ظاہری طور پر دلکش بنا کر' یا الیکٹرانک مشین کی عیب والی آواز چھپا کر دھوکہ بازی سے کام لیتے ہیں اور جب گاہک سامان خرید کر گھر پہنچتا ہے تو سامان بہت جلد خراب یا ضائع ہو جاتا ہے۔ اور بعض دکان دار تو سامان کی آخری تاریخ (Expiry Date) کو بدل دیتے ہیں یا گاہک کو سامان کا معائنہ اور جانچ پڑتال کرنے سے روکتے ہیں۔ خاص طور پر گاڑیاں اور مختلف آلات بیچنے والے بہت سے تاجر گاڑیاں وغیرہ فروخت کرتے وقت ان کے عیب لوگوں کو نہیں بتاتے' جب کہ عیب چھپانا حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۰۴) صحیح مسلم ۱/ ۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ وَ لاَ یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِیْهِ بَیْعًا فِیْهِ عَیْبٌ اِلاَّ بَیَّنَهُ لَهُ)) (۱۰۵)

"مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں' اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ہاتھ کوئی عیب والی چیز فروخت کرے اور اس کے عیب کو بیان نہ کرے' بلکہ اس پر ضروری ہے کہ فروخت کے وقت اس کے عیب کو لازماً واضح کرے۔"

گاڑیوں کا کاروبار کرنے والے بعض تاجر نیلام گھر میں یہ آواز لگاتے ہیں کہ میں لوہے کا ڈھیر بیچتا ہوں' جو خریدنا چاہے یہ لوہا خرید لے' اور وہ گاڑی کے عیب گاہک کو نہیں بتاتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ گاڑی کو لوہا کہہ کر ہم گناہ سے بریٔ الذّمہ ہو گئے ہیں' حالانکہ ایسی تجارت برکت سے خالی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا' فَاِنْ صَدَقَا وَ بَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِی بَیْعِهِمَا' وَ اِنْ كَذَبَا وَ كَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَیْعِهِمَا)) (۱۰۶)

"خرید و فروخت کرنے والے (دکان دار اور گاہک) جب تک مجلس میں موجود رہیں اپنے درمیان طے شدہ خرید و فروخت (کو جاری رکھنے یا توڑنے) کا پورا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ سچ بولیں اور معاملے کو بالکل واضح رکھیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور سامانِ تجارت کے عیوب چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔"

---

(۱۰۵) سنن ابن ماجہ ۷۵۴/۲۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۶۷۰۵

(۱۰۶) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۳۲۸/۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاؤ بڑھانا

بعض لوگ بغیر ارادۂ خریداری چیز کا بھاؤ بڑھاتے ہیں یا دوسروں سے بڑھ کر بولی لگاتے ہیں تاکہ گاہکوں کو دھوکہ دیں اور انہیں سامان اصل قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدنے پر مجبور کریں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَلَا تَنَاجَشُوْا)) (۱۰۷)

"بغیر ارادۂ خریداری سامان کی قیمت میں اضافہ نہ کرو۔"

(یا سامان کو فروخت کرنے کے لیے اس کی جھوٹی تعریف نہ کرو)

یقیناً یہ دھوکے کی ایک قسم ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ)) (۱۰۸)

"دھوکہ اور چال بازی کرنے والے جہنم کی آگ میں ہیں۔"

منڈیوں' نیلام گھروں اور گاڑیوں کی مارکیٹوں میں سودا کرانے والے بہت سارے دلالوں کی کمائی ناپاک اور حرام ہے' کیونکہ وہ اس میں بہت سے حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مثلاً ان دلالوں کا اندرونِ خانہ سازش سے بغیر ارادۂ خریداری کسی چیز کا بھاؤ بڑھانا' گاہک کو دھوکہ دینا' یا سامان بیچنے کے لیے آنے والے تاجر کو اُس کے سامان کی قیمت بہت زیادہ گرا کر دھوکہ دینا' حالانکہ یہی سامان اگر ان دلالوں کی اپنی ملکیت ہو تو وہ گاہکوں کا بھیس بدل کر اس سامان کا ریٹ بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر اس کو فروخت کریں اور اس طرح اللہ کے بندوں کو دھوکہ اور نقصان پہنچائیں۔

---

(۱۰۷) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۴۸۴

(۱۰۸) سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی' ح ۱۰۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾

(الجُمعة: ۹)

"اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز (جمعہ) کے لیے پکارا جائے (اذانِ جمعہ دی جائے) تو تم اللہ کے ذکر (نمازِ جمعہ) کی طرف جلدی آیا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو' یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔"

بعض دکان دار جمعہ کی دوسری اذان کے بعد بھی اپنی دکانوں میں یا جامع مسجدوں کے آگے چیزیں فروخت کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور جو لوگ ان سے چیزیں خریدتے ہیں وہ بھی گناہ میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں' چاہے وہ ایک مسواک ہی کیوں نہ خریدیں۔ اور راجح قول کے مطابق جو تجارت جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کی جائے' باطل ہے۔

بعض ہوٹلوں' روٹی کی دکانوں اور کارخانوں کے مالک اپنے پاس کام کرنے والے ملازموں کو نمازِ جمعہ کے وقت کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ان مالکان کو اگرچہ ظاہری طور پر اپنی تجارت بڑی نفع بخش نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں انہیں سوائے نقصان کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور ملازموں پر بھی یہ واجب ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق عمل کریں:

((لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ)) (۱۰۹)

"اللہ کی نافرمانی میں کسی انسان کا کہنا ماننا جائز نہیں۔"

---

(۱۰۹) مسند احمد ۱/۱۲۹۔ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے ح ۱۰۶۵۔ اس حدیث کی اصل صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے (عبدالعزیز بن باز)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہم جوا کھیلنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (المائدة: ۹۰)

"(اے ایمان والو!) بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بُت وغیرہ اور قرعہ کے تیر گندی باتیں' شیطانی کام ہیں' لہٰذا ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کامیاب و کامران ہو جاؤ۔"

زمانہ جاہلیت کے لوگ جوا کھیلتے تھے۔ اور ان کے ہاں جوئے کی سب سے مشہور شکل یہ تھی کہ دس آدمی اونٹ کی خریداری میں برابر کے شریک ہوتے' پھر تیروں کے ذریعے قسمت آزمائی کرتے۔ اور یہ ان کے ہاں قرعہ اندازی کی ایک معروف شکل تھی جس کی بناء پر اس اونٹ میں سے سات آدمیوں کو تو مختلف حصّے مل جاتے اور تین آدمیوں کو کچھ بھی نہ ملتا۔

آج ہمارے موجودہ دَور میں بھی جوا مختلف شکلوں میں موجود ہے جس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) لاٹری:

لاٹری کی مختلف شکلیں ہیں۔ سب سے معمولی قسم یہ ہے کہ پیسے خرچ کر کے نمبر یا ٹکٹ خریدا جاتا ہے' پھر ان نمبروں کی بنیاد پر لاٹری نکلتی ہے جس کے نتیجے میں اوّل' دوم' سوم آنے والوں کو مختلف انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ لوگ اپنے گمان کے مطابق اس کا نام چاہے رفاہِ عامّہ یا خدمتِ خلق ہی کیوں نہ رکھیں بہرحال یہ جوئے کی قسم ہے اور حرام ہے۔

اسی طرح کوئی سامان خریدنا جبکہ اس کے اندر کی چیز نامعلوم ہو (مثلاً کوئی پیکٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا بند لفافہ خریدنا اور یہ معلوم نہیں کہ اس پیکٹ کے اندر کیا چیز ہے) یا سامان کی خریداری کے وقت نمبر دیا جانا اور پھر ان نمبروں پر لاٹری کا نکلنا تاکہ انعام جیتنے والوں کی تعیین کی جاسکے' یہ سب لاٹری ہی کی قسمیں ہیں۔

(۲) انشورنس:

انشورنس بھی جوئے کی ایک شکل ہے۔ مثلاً اپنی زندگی' سواری یا سامان کا بیمہ کرانا' نیز آگ سے بچنے کے لیے یا کسی دوسرے کی ایذا رسانی سے بچنے کے لیے اپنی زندگی کی ہر چیز کا بیمہ کروانا۔ اس طرح انشورنس کی مختلف شکلیں آج ہمارے دَور میں موجود ہیں' حتیٰ کہ اب تو بعض گلوکار اور گویئے اپنی آوازوں کا بھی بیمہ کراتے ہیں۔ (۱۱۰)

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ کئی اور صورتیں بھی جوئے میں شامل ہیں جن سے قرآن نے منع کیا ہے۔ اب موجودہ دَور میں تو جوئے کے لیے خاص کلب موجود ہیں اور ان کلبوں میں جوئے جیسے عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے کے لیے خاص قسم کے سبز ٹیبل معروف ہیں۔ اسی طرح فٹ بال وغیرہ کے ٹورنامنٹ کے دوران لوگ مختلف قسم کی شرطیں اور بازیاں لگاتے ہیں۔ یہ بھی جوئے کی ہی ایک قسم ہے۔ اسی طرح بعض کھلونوں کی دکانوں' کلبوں اور سٹیڈیم وغیرہ میں مختلف قسم کے کھلونے اور گیمز پائی جاتی ہیں جو جوئے پر مشتمل ہیں' جیسے کہ "فلپرز" نامی کھیل وغیرہ۔

جہاں تک مقابلوں کا تعلق ہے وہ تین قسم کے ہیں:

---

(۱۱۰) انشورنس کے شرعی حکم اور اس کے اسلامی بدل کے موضوع پر مزید تفصیلات جاننے کے لیے عربی میگزین " مجلة البحوث الاسلامية " شمارہ ۱۷' ۱۹' ۲۰ کا مطالعہ کیجئے۔ یہ میگزین الرئاسة العامة لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد' الرياض' سعودی عرب سے شائع ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) **شرعی و دینی مقصد والے مقابلے** : ایسے مقابلے انعام کے ساتھ بھی جائز ہیں اور بغیر انعام کے بھی درست ہیں' جیسے میدانِ جہاد میں استعمال ہونے والے اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑ کے مقابلے' تیراندازی اور نشانہ بازی کے مقابلے' اور راجح قول کے مطابق شرعی علوم کی تحصیل کے مقابلے' مثلاً قرآن مجید حفظ کرنے کا مقابلہ بھی اسی جائز قسم میں شمار ہو گا۔

(۲) ایسے مقابلے جن سے کوئی شرعی ہدف تو مقصود نہیں لیکن وہ مقابلے فی ذاتہ جائز ہیں' جیسے فٹ بال میچ کے مقابلے' دوڑ کے مقابلے' بشرطیکہ وہ نمازوں کو ضائع کرنے یا واجب ستر کو ننگا کرنے جیسے گناہوں سے پاک ہوں۔ اس قسم کے مقابلے بغیر انعام کے جائز ہیں۔

(۳) ایسے مقابلے جو فی ذاتہ حرام ہیں یا حرام تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں' جیسے عورتوں کا مقابلۂ حسن اور نتیجتاً کسی ایک کو ملکۂ حسن قرار دیا جانا' یا باکسنگ کا مقابلہ جس میں چہرے پر مارا جاتا ہے جبکہ چہرے پر مارنا شریعت کی نگاہ میں حرام ہے' یا سینگوں والے مینڈھوں کو لڑانا' مرغوں کی لڑائی کرانا اور ان سے ملتے جلتے غلط کاموں پر مشتمل مقابلے حرام ہیں۔

چوری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ (المائدۃ: ۳۸)

"چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو! یہ بدلہ ہے ان کے کرتوت کا' اور اللہ کی طرف سے تنبیہہ اور عبرت ناک سزا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوری کے جرائم میں سب سے بڑا جرم بیت اللہ شریف کے حاجیوں کی چوری کرنا ہے۔ ایسا چور پوری روئے زمین میں افضل ترین جگہ مکّہ مکرمہ میں اللہ کے پاک گھر کعبہ شریف کے پڑوس میں رہتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کو کوئی اہمیت نہیں دیتا' جب کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ کسوف (۱۱۱) کے دوران مشاہدہ جہنم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((لَقَدْ جِيئَ بِالنَّارِ وَذٰلِكَ حِينَ رَاَيْتُمُوْنِي تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا' وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ (اَمْعَاءَهُ) فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَاِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ)) (۱۱۲)

"میرے سامنے جہنم کی آگ کو لایا گیا' جس وقت تم نے مجھے دیکھا کہ میں (دورانِ نماز) تھوڑا سا پیچھے ہٹا کہ کہیں اس کی جھلسا دینے والی آگ مجھے نقصان نہ پہنچائے حتیٰ کہ مَیں نے اس میں مڑی ہوئی لاٹھی والے کو بھی دیکھا جو اپنی آنتوں کو جہنم میں کھینچ رہا تھا' اس کا جرم یہ تھا کہ ٹیڑھے سرے والی لاٹھی کے ساتھ حاجیوں کا سامان چراتا تھا (گزرتے ہوئے لاٹھی کے مڑے سرے کے ساتھ کسی حاجی کا سامان وغیرہ اچک لیتا) اگر حاجی کو پتہ چل جاتا تو اسے کہتا کہ تمہارا سامان بغیر ارادہ میری لاٹھی کے ساتھ اٹک گیا تھا' اور اگر حاجی کو خبر نہ ہو پاتی تو وہ سامان لے کر چلا جاتا۔"

مسلمانوں کے مشترکہ مال و دولت کی چوری بھی سنگین جرم ہے (۱۱۳)۔ ایسی

---

(۱۱۱) نمازِ کسوف سے وہ دو رکعت نفل نماز مراد ہے جو سورج کو گہن لگنے کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ مزید تفصیلات جاننے کے لیے حدیث اور فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ [مترجم]

(۱۱۲) صحیح مسلم

(۱۱۳) مثلاً حکومتی املاک کی چوری کہ جس کی ملکیت میں تمام مسلمان برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ بعض لوگ شادی بیاہ اور مختلف تقریبات میں ناجائز طور پر واپڈا بجلی کی چوری کرتے ہیں۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوری کا ارتکاب کرنے والے لوگ اپنی اس حرکت کو جائز کرنے کے لیے دلیل یہ دیتے ہیں کہ صرف ہم اکیلے ہی تو نہیں اور بھی بہت سے لوگ ایسے ہی کرتے ہیں' حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ تمام مسلمانوں کی چوری شمار ہوتی ہے' کیونکہ سرکاری مال تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے۔ اور خوفِ خدا سے عاری لوگوں کے فعل کو وجہ جواز بنا کر ان کی تقلید کرنا کسی طرح درست نہیں۔

بعض لوگ کافروں کے مال چرانے کو کوئی گناہ نہیں سمجھتے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ چونکہ وہ کافر ہیں لہٰذا ان کے مال کی چوری میں کوئی حرج نہیں' حالانکہ یہ بات بھی کسی طرح درست نہیں۔ جن کافروں کے مال لوٹنا جائز ہیں ان سے مراد صرف وہ جنگجو کافر ہیں جو مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے میں مصروف ہوں' تمام غیر مسلم کمپنیاں یا ان کے افراد مراد نہیں ہیں۔

خفیہ طریقے سے دوسروں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرنا بھی چوری کا ایک ذریعہ ہے۔ بعض لوگ دوسروں کے گھر مہمان بن کر جاتے ہیں اور میزبان کے گھر کا صفایا کر دیتے ہیں۔ بعض میزبان بھی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے مہمان کے بیگ پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ بعض لوگ مارکیٹوں اور دکانوں میں گھس کر اپنی جیبوں یا کپڑوں میں کچھ سامان چھپالیتے ہیں۔ اسی طرح بعض عورتیں بھی دکانوں سے خفیہ طور پر سامان چرا کر اپنے کپڑوں میں چھپالیتی ہیں۔ اور بعض لوگ سستی یا تھوڑی چیزوں کی چوری کو بہت معمولی سمجھتے ہیں' جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَ يَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ)) (۱۱۴)

"ایسے چور پر اللہ کی لعنت ہو جو ایک انڈا چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' اور ایک رسی چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔"

(۱۱۴) صحیح بخاری' دیکھیے فتح الباری ۸۱/۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے کوئی چیز چرائی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے سامنے سچی توبہ کرنے کے بعد چرائی ہوئی چیز کو ظاہری طور پر یا پوشیدہ طریقے سے یا کسی شخص کے واسطے سے اس کے اصل مالک کی طرف واپس لوٹا دے' اور اگر پوری کوشش اور تگ و دو کے باوجود بھی اس چیز کے مالک یا وارث کو تلاش کرنے سے عاجز آ جائے تو پھر مالک کی طرف سے ثواب کی نیت کر کے اس چیز کو اللہ کے راستے میں صدقہ خیرات کر دے۔

رشوت لینا اور دینا

کسی صاحب حق کا حق غصب کرنے' سچ کو جھوٹ ثابت کرنے یا باطل رائج کرنے کے لیے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا بہت بڑا جرم ہے۔ کیونکہ یہ صاحبِ حق کے ساتھ ناانصافی' فیصلے میں ظلم اور فساد پھیلانے کا ذریعہ ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ ﴾

(البقرة: ۱۸۸)

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو اور ظلم و ستم سے کسی کا کچھ مال ہتھیانے کے لیے حاکموں کو رشوت بھی نہ دیا کرو' حالانکہ تم (حقیقت کو) اچھی طرح جانتے بھی ہو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ)) (۱۱۵)

"(اپنے حق میں) فیصلہ کروانے کے لیے رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

---

(۱۱۵) مسند احمد ۲/۳۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۰۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر کوئی ایسی صورت بن جائے کہ اپنے جائز حق کا حصول یا ظلم کو روکنا بغیر رشوت دیئے ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں رشوت دینے والا شخص مذکورہ بالا نبوی وعید میں داخل نہ ہوگا۔

موجودہ زمانے میں رشوت بہت وسیع پیمانے پر پھیل چکی ہے' حتیٰ کہ بعض ملازمین کی تنخواہوں سے بڑھ کر رشوت ان کا ذریعہ آمدنی ہے' بلکہ بہت سی کمپنیوں کے بجٹ میں مختلف ناموں کے ساتھ رشوت ایک مستقل دفعہ (article) بن گئی ہے اور بہت سے معاملات ایسے ہو گئے ہیں جو رشوت سے ہی شروع ہوتے ہیں اور رشوت پر ہی ختم ہوتے ہیں جس سے غریبوں کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ رشوت کے سبب بہت سے عہدے خراب ہو گئے۔ نیز ملازمین و کارکنوں کو خراب کرنے میں رشوت کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو رشوت ادا کرے اس کا کام بہت اچھے طریقے سے کیا جاتا ہے اور جو بے چارہ رشوت ادا نہ کر سکے اس کا کام کرنے میں لاپرواہی برتی جاتی ہے' یا اس کے معاملے کو لیٹ کر دیا جاتا ہے' یا اس کا کام خراب طریقے سے ادھورا سا کیا جاتا ہے' اور اس کے بعد آنے والے رشوت دے کر اپنا کام کرا کے جا چکے ہوتے ہیں جبکہ وہ لائن میں کھڑا منہ تکتا رہ جاتا ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ تجارت کے عوض میں حاصل ہونے والا جو منافع کمپنی کے مالک کا حق تھا اسی رشوت کے سبب اس کے اپنے ہی مقرر کردہ ایجنٹوں کی جیبوں میں جا پہنچتا ہے۔ تو اِن اور انہی جیسے دیگر اسباب اور خرابیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی تعجب نہیں کہ رشوت کے جرم میں شریک تمام بنیادی فریقوں کے خلاف نبی کریم ﷺ بددعا کریں کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے اور وہ لعنتِ الٰہی کے مستحق ٹھہریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ)) (۱۱۶)

---

(۱۱۶) سنن ابن ماجه' ح ۲۳۱۳۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۱۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا

جب کسی کے دل میں اللہ کا خوف ختم ہو جائے تو اس کی طاقت و قوت اس کے خلاف وبالِ جان بن جاتی ہے اور پھر وہ اپنی طاقت دوسروں کے مال و دولت اور زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنے اور ظلم و ستم کرنے میں استعمال کرتا ہے۔ کسی کی زمین کو ناحق غصب کرنے پر شریعت نے سخت ترین سزا سنائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) (۱۱۷)

"جس نے کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کیا اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کے نیچے تک دھنسا دیا جائے گا۔"

حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ اَنْ يَّحْفِرَهٗ (وَ فِي الطَّبْرَانِي: يَحْضُرَهٗ) حَتّٰى آخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ' ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ)) (۱۱۸)

"جس آدمی نے ظلم کے ساتھ ایک بالشت بھر زمین بھی ہتھیا لی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن یہ سزا دیں گے کہ وہ اس حصے کو ساتوں زمینوں کے نیچے تک کھودے گا' پھر ان ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں اس وقت تک ڈال دیا جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ لوگوں کے فیصلے کر کے فارغ نہ ہو جائے۔"

---

(۱۱۷) صحیح بخاری' دیکھئے فتح الباری ۵/ ۱۰۳

(۱۱۸) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲/ ۲۷۰۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۲۷۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی زمین پر ناجائز غاصبانہ قبضہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنی زمین کو وسیع کرنے کے لیے زمین کی حدود اور علامات میں ردّوبدل کرکے اپنے پڑوسی کی زمین کا کچھ حصّہ اپنی زمین میں ملالے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ)) (۱۱۹)

"جس نے زمین کی حدود اور علامات کو بدلا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

سفارش کرنے کے عوض تحائف قبول کرنا

لوگوں میں اثرورسوخ' بلند رتبہ یا کسی اعلیٰ منصب کا حصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر بہت بڑا انعامِ الٰہی ہے' بشرطیکہ انسان اس نعمت الٰہیہ کا شکرادا کرے۔ اور شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچانے کے لیے اپنے اثر ورسوخ اور منصب کو استعمال میں لائے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے اس عمومی فرمان میں داخل ہوگا:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) (۱۲۰)

"تم میں سے جو اپنے کسی مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو اسے ضرور نفع پہنچانا چاہیئے۔"

اگر کسی صاحب اثرورسوخ نے حرام کام کا ارتکاب کیے بغیر یا کسی کے حق پر زیادتی کیے بغیر بالکل خالص نیّت کے ساتھ اپنے کسی مسلمان بھائی سے ظلم کو دور کرنے یا اسے اس کا حق واپس دلانے کے لیے اپنے اثرورسوخ کا استعمال کیا تو ان شاءاللہ وہ اللہ کے ہاں اس کا بہت بڑا اجر پائے گا۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۱۹) صحیح مسلم بشرح النووی ۱۳/۱۴۱

(۱۲۰) صحیح مسلم ۴/۱۷۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا)) (۱۲۱)

(اپنے مسلمان بھائیوں کی) سفارش کرو' اللہ کے ہاں اجر پاؤ گے۔"

لیکن سفارش کرنے کے عوض ہدیہ یا معاوضہ قبول کرنا جائز نہیں۔ اور اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَفَّعَ لِاَحَدٍ شَفَاعَةً' فَاُهْدِیَ لَهُ هَدِیَّةً (عَلَیْهَا) فَقَبِلَهَا (مِنْهُ) فَقَدْ اَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا)) (۱۲۲)

"جس نے کسی کی سفارش کی اور اس سفارش کے عوض اسے کوئی تحفہ دیا گیا اور اس نے وہ تحفہ قبول کرلیا تو اس نے سود کی ایک بہت بڑی قسم کا ارتکاب کیا۔"

بعض لوگ کسی شخص کو ملازمت دلوانے' کسی کی ٹرانسفر کروانے' مریض کو مفت علاج کی سہولت مہیا کرنے یا اس جیسے دیگر کام کروانے کے لیے خود یہ شرطیہ پیشکش کرتے ہیں کہ اگر تم ہمیں اتنی رقم دے دو تو ہم اپنی سفارش' واسطے' پہنچ اور اثر و رسوخ کو استعمال کرکے تمہارا کام کروادیں گے' جبکہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ گزشتہ حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے راجح اور صحیح بات یہ ہے کہ سفارش کرنے پر اس کا معاوضہ وصول کرنا حرام ہے' بلکہ سابقہ شرط لگائے بغیر بھی اگر کسی سے سفارش کا معاوضہ وصول کرے تب بھی اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے ناجائز قرار پاتا ہے۔ (۱۲۳)

کسی کے ساتھ نیکی کرنے والے کو اپنی نگاہ ہمیشہ اس اجر و ثواب پر ہی رکھنی

---

(۱۲۱) سنن ابی داؤد' ح ۵۱۳۲۔ نیز دیکھئے صحیح بخاری و صحیح مسلم اور فتح الباری ۱۰/۴۵۰

(۱۲۲) مسند احمد ۵/۲۶۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح ۶۲۹۲

(۱۲۳) اس مسئلہ میں مجھے شیخ عبدالعزیز بن باز نے بالمشافہ مستفید فرمایا۔ (مؤلف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے جو اسے اللہ کے ہاں قیامت کے دن نصیب ہوگا۔ ایک آدمی کو اپنا کوئی کام کروانے کے لیے سفارش کی ضرورت تھی' وہ حسن بن سہل [۱۲۴] کے پاس سفارش کا طلب گار بن کر آیا۔ حسن بن سہل نے سفارش کر کے اس کا کام کروادیا تو وہ آدمی حسن بن سہل کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ حسن بن سہل نے کہا: "تم کس چیز پر ہمارا شکریہ ادا کر رہے ہو؟ جبکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح مال کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسی طرح جاہ و منصب اور اثر و رسوخ کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے' تمہارا کام کر کے در حقیقت میں نے اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ نکالی ہے"۔ [۱۲۵]

یہاں پر یہ اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے معاملے کی دیکھ بھال کروانے یا کارروائی مکمل کروانے کے لیے اگر کسی شخص کو اجرت پر رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں' کیونکہ یہ اجارہ (مزدوری پر کوئی کام کروانا) کے قبیل سے ہے جو کہ شرعی شروط کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے اثر و رسوخ' وساطت اور سفارش کو استعمال ہی تب کرے جب اسے مال دیا جائے تب ممنوع ہوگا۔

مزدور سے کام مکمل لینا اور اس کی مزدوری پوری نہ دینا

مزدور کا حق جلد از جلد ادا کرنے کی نبی کریم ﷺ نے بہت تاکید کی ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے:

((اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ)) [۱۲۶]

---

(۱۲۴) حسن بن سہل بن عبداللہ السرخسی اپنے زمانے کا مشہور قائد' ادیب اور فصاحت و بلاغت' سخاوت اور ذہانت میں بے مثل شخصیت اور عباسی خلیفہ مامون کا وزیر تھا۔ خلیفہ مامون اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ ۱۶۶ھجری میں پیدا ہوا اور ۲۳۶ ہجری خراسان کے شہر سرخس میں فوت ہوا۔ (الاعلام' خیرالدین الزرکلی ۱۹۲/۲) [از مترجم]

(۱۲۵) الآداب الشرعية لابن المفلح ۱۷۶/۲

(۱۲۶) سنن ابن ماجه ۸۱۷/۲- صحيح الجامع الصغير للالباني' ح ۱۴۹۳- (درست یہ ہے کہ اس حدیث کو صیغہ تمریض کے ساتھ ذکر کیا جائے' کیونکہ اس میں کچھ ضعف ہے۔ ابن باز)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت دے دو۔"

مسلمان معاشروں میں ایک ظلم یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض کارکنوں، مزدوروں اور ملازموں کو ان کے حقوق نہیں دیئے جاتے۔ مزدوروں پر ہونے والے ظلم و ستم کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) مزدور کے حق کا مکمل طور پر انکار کر دینا جبکہ مزدور کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہو جس سے وہ اپنا حق ثابت کر سکے۔ اس مزدور کا حق دنیا میں تو ضائع ہو گیا لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تو ہرگز ضائع نہ ہو گا۔ مظلوم کا مال کھانے والے کو قیامت کے دن میدانِ حشر میں لایا جائے گا اور اس کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی، اگر ظالم کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوم کے حقوق ابھی باقی ہوئے تو مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو گھسیٹ کر جہنم میں پھینکا جائے گا۔

(۲) مزدور کا حق پورا ادا نہ کرنا بلکہ ناحق طور پر بلاوجہ اس کی تنخواہ وغیرہ میں کمی کر دینا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ ﴾ (المطففین: ۱)

"ناپ تول وغیرہ میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی، ہلاکت، تباہی اور بربادی ہے۔"

اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ بعض کفیل (مالکان) ویزے بھیج کر مختلف ملکوں سے ملازم منگواتے ہیں اور ان ملازموں کے ساتھ انہوں نے ایگریمنٹ فارم کے ذریعے ایک مخصوص تنخواہ پر اتفاق کیا ہوتا ہے، لیکن جب ملازم کفیل کی ماتحتی میں آکر کام شروع کر دیتے ہیں تو کفیل ایگریمنٹ فارم میں ردّ و بدل کر کے تنخواہ کم کر دیتا ہے، اب مزدور بے چارے مجبوراً ناخوشی اسی کم تنخواہ پر ہی کام کرتے ہیں[۱۲۷]۔ اور بسا اوقات (عربی زبان سے ناواقفیت یا ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے) وہ

---

(۱۲۷) کیونکہ ویزا اور ٹکٹ خریدنے کے لیے انہوں نے قرض پکڑ کر اسی نوے ہزار روپیہ ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا حق بھی ثابت نہیں کر سکتے اور اپنے معاملے کا شکوہ اللہ ہی کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اگر مالک مسلمان ہو اور مزدور غیر مسلم ہو اور پھر مسلمان مالک اس غیر مسلم مزدور پر اس طرح ظلم کرے تو یہ اس کے قبولِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور اس طرح مالک اس مزدور کے اسلام نہ لانے کا گناہ بھی اپنے سر اٹھالیتا ہے۔

(۳) مزدور پر طے شدہ اتفاق سے بڑھ کر مزید اضافی کام ڈال دینا یا کام کی مدت بڑھا دینا (مثلاً روزانہ آٹھ گھنٹے کام کرنے پر اتفاق تھا لیکن کام بارہ گھنٹے لینا) اور مقررہ وقت سے زیادہ اوور ٹائم کی اجرت بھی نہ دینا۔

(۴) مزدور کے حقوق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا اور مزدور کی طرف سے زبردست کوششوں' شکایتوں' مسلسل پیروی اور عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اسے تنخواہ وغیرہ مہیا کرنا۔ بعض اوقات ٹال مٹول کرنے سے مالک کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مزدور اکتا کر اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور تنخواہ کا مطالبہ ترک کر دے' یا مالک مزدوروں کی تنخواہیں روک کر ان پیسوں کو اپنے کاروبار میں لگانا چاہتا ہے۔ بعض مالکان تو اپنے ماتحت ملازموں کی تنخواہیں آگے سودی قرضوں پر دے دیتے ہیں جبکہ بے چارے مسکین ملازم کے پاس گھر میں بیوی بچوں کا خرچہ بھیجنے اور خود اپنے لیے ایک دن کا راشن بھی نہیں ہوتا' حالانکہ وہ بیوی بچوں کی خاطر ملک بدر ہو کر یہاں پردیس میں آیا تھا۔ ایسے ظالم مالکان کے لیے تباہی اور بربادی ہو اور قیامت کے دن دردناک عذاب چکھنے کے لیے انہیں تیار رہنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

⟸ خرچ کیا ہوتا ہے اور اب ان کے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں' یا تو کم تنخواہ پر کام نہ کریں اور جس طرح خالی ہاتھ آئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ واپس لوٹ جائیں اور ساری زندگی قرض کے بوجھ تلے دبے رہیں یا پھر مجبوراً اسی کم تنخواہ پر ہی کام کریں۔ اور عمومی طور پر لوگ دوسرا راستہ ہی اختیار کرتے ہیں لیکن پتھر کی طرح ان سخت دل ظالم مالکان کو مزدوروں پر کوئی ترس نہیں آتا۔ والی اللہ المشتکی۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ ' وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا وَ اَكَلَ ثَمَنَهُ ' وَ رَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَ لَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهُ)) (۱۲۸)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قیامت کے دن تین آدمیوں سے مَیں بذاتِ خود جھگڑا کروں گا۔ (۱۲۹) ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور پھر اس سے عہد شکنی کی۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔ اور تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور سے پورا کام لیا لیکن اس کو اس کی اُجرت نہ دی۔"

عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان ناانصافی

بعض لوگ اپنی اولاد میں سے کسی کو عطیات اور تحائف سے نوازتے اور کسی کو محروم رکھتے ہیں۔ اولاد کے درمیان ایسی ناانصافی حرام ہے۔ ہاں 'اگر کوئی شرعی وجہ جواز ہو تو اولاد میں سے کسی ایک کو عطیہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسے اولاد میں سے کسی ایک پر کوئی ایسی ضرورت یا مصیبت آن پڑی جو دوسروں پر نہیں آئی ' مثلاً وہ بیماری میں مبتلا ہو گیا ' یا قرض کے بوجھ تلے دب گیا ' یا اسے کوئی ذریعہ معاش نہیں ملتا ' یا اس کے بال بچے بہت زیادہ ہیں ' یا اس نے اپنے آپ کو حصولِ علم کے لیے وقف کر رکھا ہے اور اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ' یا مثلاً اس نے مکمل قرآن حکیم حفظ کیا تو والد نے اس کی اس عظیم محنت پر اس کو بطورِ انعام عطیہ دیا۔ (۱۳۰) تو ان شرعی وجوہات

---

(۱۲۸) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ' شرح صحیح بخاری ۴/۴۴۷

(۱۲۹) سنن ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ((وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ)) "جس کا مخالف مَیں ہو جاؤں اسے میں شکست دے دیتا ہوں"۔ (سنن ابن ماجہ ' ح ۲۴۴۲) [مترجم]

(۱۳۰) عمومی طور پر اس سے ملتی جلتی ہر وہ صورت جس میں بیٹا کمانے سے عاجز اور باپ قادر ہو تو باپ اپنے اس مخصوص بیٹے پر خاص طور سے خرچ کر سکتا ہے۔ (ابن باز)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بناء پر اگر والد اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو بطورِ خاص عطیہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ساتھ نیت میں یہ بھی رکھے کہ اگر میری باقی اولاد میں سے بھی کوئی دوسرا اس طرح کا ضرورت مند ہو گا تو میں اس کو بھی اسی طرح عطیہ دوں گا جس طرح میں نے اپنے اس ضرورت مند بیٹے کو دیا ہے۔ اس کی عام دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (المائدۃ: ۸)

"عدل و انصاف کیا کرو۔ یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔"

اور خاص دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے باپ بشیر رضی اللہ عنہ مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا

"میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطیہ کیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اس طرح کا غلام بطور عطیہ دیا ہے؟"

میرے باپ نے کہا: نہیں یا رسول اللہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس غلام کو واپس لوٹا لو"۔ (۱۳۱)

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ)) "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو!"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں: فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ)) "تب مجھے اس پر گواہ مت بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر کسی کا گواہ نہیں بنتا"۔ (۱۳۲)

---

(۱۳۱) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۵/۲۱۱

(۱۳۲) صحیح مسلم ۳/۱۲۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹے اور اپنا عطیہ بیٹے سے واپس لے لیا۔ (۱۳۳)

بعض خاندانوں اور کنبوں کے حالات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ آباء و اجداد عطیہ وغیرہ دینے میں اپنی اولاد میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے اور اس طرح وہ اپنی اولاد کے مابین دشمنی اور بغض کا بیج بوتے اور ایک دوسرے کے خلاف ان کے سینوں میں غصے کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ مثلاً کسی بیٹے کو محض اس لیے عطیہ سے نوازا کہ وہ شکل و صورت میں اپنے چچوں پر گیا ہے اور کسی کو محض اس لیے محروم رکھا کہ وہ اپنے ماموؤں کے مشابہ ہے' یا مثلاً کسی کی دو بیویاں ہوں' ایک بیوی کی اولاد کو تو بہت کچھ نوازا اور دوسری بیوی کی اولاد کو محروم رکھا' یا ایک بیوی کی اولاد کو تو بڑے اعلیٰ درجے کے سپیشل سکولوں میں داخل کروایا اور دوسری بیوی کی اولاد سے اس کے برعکس سلوک کیا۔

اولاد میں اس ناانصافی کا بھیانک انجام باپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑے گا' کیونکہ باپ کی نظروں سے گرا ہوا شفقتِ پدری سے محروم بچہ عموماً مستقبل میں اپنے باپ کا فرماں بردار نہیں ہوتا۔ عہدِ نبوی میں جس آدمی نے عطیہ دیتے وقت اپنی اولاد میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

((اَلَيْسَ يَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً)) (۱۳۴)

"کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تیری فرماں برداری کرنے میں تیرے تمام بیٹے برابر کے شریک ہوں؟"

بغیر ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر گداگری کرنا

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ' قَالُوْا:

(۱۳۳) فتح الباری ۵/۲۱۱

(۱۳۴) صحیح مسلم ۱۶۲۳، مسند احمد ۴/۲۶۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا الْغِنَى الَّذِیْ لاَ یَنْبَغِیْ مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ: قَدْرُمَا یُغَدِّیْهِ وَ یُعَشِّیْهِ)) (۱۳۵)

"جس شخص نے بے نیاز ہونے کے باوجود گداگر بن کر کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کیا وہ جہنم کے انگارے جمع کرتا ہے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس بے نیازی کی حد کیا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا منع ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاس دوپہر اور شام کا کھانا موجود ہو وہ غنی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا یُغْنِیْهِ جَاءَ تْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُدُوْشًا اَوْ كُدُوْشًا فِیْ وَجْهِهِ)) (۱۳۶)

"جو غنی ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے بھیک مانگے وہ بھیک قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم بن کر ظاہر ہوگی۔"

بعض گداگر مسجدوں میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکایات سناتے اور نمازیوں کے ذکر اذکار کا موقع خراب کرتے ہیں اور بعض جھوٹے کاغذات بنا کر من گھڑت قصے سنا کر جھوٹ بولتے ہیں، جبکہ بعض پیشہ ور سوالی تو اپنے خاندان کے افراد کو مختلف مسجدیں تقسیم کر دیتے ہیں کہ فلاں نے فلاں مسجد میں بھیک مانگنی ہے تو فلاں نے فلاں مسجد میں۔ اور اس طرح وہ مختلف مسجدوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور بعد میں سب کو اکٹھا کر کے حساب کرتے ہیں کہ آج کتنا منافع ہوا! حالانکہ وہ

---

(۱۳۵) سنن ابی داؤد ۲/۲۸۱۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، ح ۶۲۸۰

(۱۳۶) مسند احمد ۱/۳۸۸۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، ح ۶۲۵۵۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْأَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَكْثِرْ)) "جس نے اپنی دولت بڑھانے کی غرض سے لوگوں سے بھیک مانگی وہ جہنم کے انگارے اکٹھے کر رہا ہے۔ اب اس کی مرضی ہے چاہے زیادہ لے یا تھوڑے۔" [ابن باز]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر غنی ہوتے ہیں کہ ماسوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جب وہ مرتے ہیں تب ان کی جائیداد اور مال لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ ایسے حقیقی محتاج اور فقیر بھی ہیں کہ وہ شرم اور عفت کے مارے لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور نہ ہی اصرار کے ساتھ لوگوں سے بھیک مانگتے ہیں' اور ان کی اس ظاہری بے نیازی کو دیکھ کر ان کی اصل حقیقت حال سے ناواقف انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ غنی ہیں اور تبھی ان پر صدقہ خیرات کرنے کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا۔

واپس نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا

حقوق العباد اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ حقوق اللہ سے تو بندہ توبہ کے ذریعے بری ہو سکتا ہے لیکن حقوق العباد کی ادائیگی سے اُس وقت تک چھٹکارا ممکن نہیں جب تک قیامت کا وہ دن نہیں آجاتا کہ جس دن درہم و دینار کام نہیں آئیں گے' بلکہ نیکیوں یا گناہوں کے ساتھ فیصلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا... ﴾

(النساء: ۵۸)

"اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں واپس لوٹادو۔"

قرض لینے میں تساہل برتنا ہمارے معاشرے میں عام سی بات ہو گئی ہے۔ قرض لینے والے بعض لوگ اس لیے قرض نہیں لیتے کہ وہ سخت ضرورت مند ہیں بلکہ محض اپنی مادی عیش پرستی کو وسعت دینے اور دوسروں کی اندھی تقلید کرتے ہوئے نئی گاڑی' گھر کا نیا سامان وغیرہ خریدنے کے لیے قرض کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور اکثر حالات میں ایسے لوگ قسطوں پر چیزیں خریدنے کی وجہ سے قسطوں کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں' جبکہ قسطوں والی خرید و فروخت کی بہت سی شکلیں شبہ یا حرام سے خالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ بغیر شدید ضرورت کے قرض لینے میں جلد بازی کا نتیجہ بعد میں ادائیگی قرض میں ٹال مٹول یا دوسروں کے اموال ضائع کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

قرض لے کر واپس نہ کرنے کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَائَھَا اَدَّی اللّٰهُ عَنْهُ ' وَ مَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَھَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ)) (۱۳۷)

"جس نے لوگوں سے اس نیت سے (قرض وغیرہ کی صورت میں) مال لیا کہ بعد میں ادا کروں گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کر دیتے ہیں (یعنی قرض کی ادائیگی میں اس کی مدد کرتے ہیں) اور جس نے ضائع اور ہڑپ کر جانے کی نیت سے لوگوں کا مال لیا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ضائع کر دیتے ہیں۔"

ادائیگیٔ قرض میں تساہل برتنا بہت عام ہو چکا ہے اور لوگوں کی نگاہ میں یہ بہت معمولی سی بات ہے' حالانکہ قرض کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ حتیٰ کہ شہید بھی بہت سی خوبیوں' اجر عظیم اور بلند مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود قرض کی عدم ادائیگی کے برے انجام سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ التَّشْدِیْدِ فِی الدَّیْنِ ' وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهِ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ ' ثُمَّ اُحْیِیَ ثُمَّ قُتِلَ ' ثُمَّ اُحْیِیَ ثُمَّ قُتِلَ ' وَ عَلَیْهِ دَیْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ دَیْنُهُ)) (۱۳۸)

"سبحان اللہ! قرض کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر زیادہ سختی نازل فرمائی ہے! مجھے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر کوئی

(۱۳۷) صحیح بخاری' فتح الباری ۵/۵۴

(۱۳۸) سنن النسائی ۷/۳۱۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۳۵۹۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اللہ کے راستے میں شہید کر دیا جائے، پھر دوبارہ زندہ کر دیا جائے، پھر شہید ہو جائے، پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید ہو جائے (تین مرتبہ شہادت کا مرتبہ پانے کے باوجود) اگر وہ مقروض ہو تو جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے وہ جنّت میں داخل نہ ہو گا۔"

یہ حدیث سننے کے بعد بھی قرض کی ادائیگی میں تساہل برتنے والے کیا اپنی جہالت سے باز آئیں گے یا نہیں؟

حرام کھانا

جب دل سے خوفِ الٰہی ختم ہو جائے تو پھر انسان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ دولت کہاں سے کماتا اور کہاں پر خرچ کرتا ہے، بلکہ اس کا مقصد تو کسی بھی طریقے سے اپنے سرمایہ اور بینک بیلنس کو بڑھانا ہوتا ہے، چاہے چوری، ڈکیتی، رشوت، جھوٹ، حرام کاروبار، سودی لین دین، یتیم کا مال کھا کر، نجومی گری کا پیشہ اپنا کر، گانے والا گویا بن کر، عصمت فروشی کے ذریعے، مسلمانوں کے بیت المال اور عام ممتلکات پر دست درازی کر کے، لوگوں کے پیچھے پڑ کر اُن کا مال چھین کر اور بغیر ضرورت کسی کے سامنے دست سوال دراز کر کے ہی کیوں نہ ہو۔ اور پھر وہ مذکورہ بالا حرام طریقوں سے دولت کما کر بڑے اطمینان سے کھاتا پیتا، پہنتا، سوار ہوتا، گھر بناتا، یا کرائے کا گھر لے کر اسے ہر قسم کے دنیاوی ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ کرتا اور اپنے پیٹ کو جہنم کی آگ سے بھرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ)) (۱۳۹)

"ہر وہ گوشت (جسم) جس کی پرورش حرام سے ہوئی، جہنم کی آگ اس کے لیے زیادہ مناسب اور قریب ہے۔"

قیامت کے دن پوچھ گچھ ہو گی کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟ حرام

---

(۱۳۹) [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے والوں کی وہاں پر صحیح تباہی اور بربادی ہو گی۔ لہٰذا اب بھی اگر کسی شخص کے پاس حرام کا مال باقی ہو تو اسے جلد از جلد اس سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیئے' اگر کسی کا حق غصب کیا ہو تو فوراً اس کا حق واپس لوٹا دینا چاہیئے اور اس سے معافی مانگنی چاہیئے اس قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس دن ظالموں اور مظلوموں کے درمیان درہم و دینار کے ذریعے فیصلے نہیں ہوں گے' بلکہ نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔

شراب پینا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ ﴾

(المائدة : ۹۰)

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر' یہ سب گندی باتیں' شیطانی کام ہیں' ان سے بالکل الگ تھلگ رہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔"

شراب سے الگ رہنے کا یہ حکم شراب کے حرام ہونے کی سب سے قوی دلیل ہے۔ مزید برآں شراب کا حکم کافروں کے جھوٹے معبود بتوں اور مجسّموں کے ساتھ بیان کر کے اس کی قباحت کو مزید واضح کر دیا گیا ہے' لہٰذا اب ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل باقی نہیں رہ جاتی جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ شراب حرام ہے' بلکہ یہ فرمایا کہ شراب سے بچو۔ شراب کی عدمِ حرمت کو ثابت کرنے کے لیے ان کا یہ قول کوئی معنی نہیں رکھتا۔

شراب پینے والے کے متعلق حدیثِ نبوی میں بہت سخت وعید آئی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يُّسْقِيَهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ طِيْنَةِ الخَبَالِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ:
((عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ)) (۱۴۰)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے یہ عہد لے رکھا ہے کہ جس نے کوئی نشہ آور چیز نوش کی اسے طینۃ الخبال پلائیں گے!" صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! طینۃ الخبال کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "طینۃ الخبال جہنمیوں کا پسینہ یا ان کے جسم سے خارج ہونے والا فاسد مواد (خون' پیپ وغیرہ) ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ مُدْمِنُ خَمْرٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَ هُوَ كَعَابِدِ وَثَنٍ)) (۱۴۱)

"مسلسل شراب پینے والا شراب کا عادی مرگیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا جیسے وہ بتوں کا پجاری ہو"۔ (یعنی شراب کا عادی اور بتوں کا پجاری گناہ میں ایک برابر ہیں)۔

موجودہ دور میں شراب اور نشہ آور چیزوں کی بے شمار نئی اقسام ایجاد ہو گئی ہیں جنہیں متعدد عربی اور عجمی ناموں سے پکارا جانے لگا ہے۔ مثلاً بیرۃ (Beer)' جِعۃ (Heer) الکحل (Alcohal)' عرق (Arrack)' فودکا (Vodka)' شمپانیا (Champagne) وغیرہ۔

اس طرح اس امت میں لوگوں کی وہ قسم ظاہر ہو چکی ہے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی:

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي الخَمْرَ وَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)) (۱۴۲)

"میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کرکے اسے پی کر رہیں گے۔"

---

(۱۴۰) صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷

(۱۴۱) طبرانی ۱۲/۴۵۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح ۶۵۲۵

(۱۴۲) مسند احمد ۵/۳۴۲۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۵۴۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح کہ بعض لوگ حقائق پر پردہ ڈالتے اور دھوکہ بازی سے کام لیتے ہوئے شراب کو روح افزا کہتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ:۹)

"وہ (بزعمِ خود) اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر وہ شعور نہیں رکھتے۔"

اس ضمن میں شریعت نے ایک عظیم ترین، قطعی اور فیصلہ کن قاعدہ مقرر کر دیا ہے جس نے دین کے ساتھ کھیل تماشہ کرنے والوں کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اور وہ قاعدہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))[۱۴۳]

"ہر نشہ آور چیز شراب کے حکم میں ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

چنانچہ ہر وہ چیز جو عقل میں خرابی یا نشہ پیدا کرے، تھوڑی ہو یا زیادہ، بہر صورت حرام ہے۔[۱۴۴] نام چاہے کتنے ہی متعدد اور مختلف ہوں لیکن در حقیقت وہ ایک ہی چیز ہے اور اس کا حکم بھی معروف ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور آخر میں شراب پینے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وعید درج کی جاتی ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، وَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ

---

(۱۴۳) صحیح مسلم ۱۵۸۷/۳

(۱۴۴) اسی معنی میں یہ حدیث ہے: ((مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ)) یعنی جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کا سبب بنے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ (ابوداؤد، ح۳۶۸۱) نیز دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، ح۳۱۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَشَرِبَ فَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ))(۱۴۵)

”جس نے شراب پی اور نشہ کیا اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی، اگر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا، اور اگر (مرنے سے پہلے) سچی توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، اور اگر اس نے دوبارہ شراب پی اور نشہ کیا اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں، اگر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا، اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے، اگر اس نے تیسری مرتبہ پھر شراب پی اور نشہ کیا تو اس کی چالیس روزہ نماز قبول نہیں، اگر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا اور اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول فرمائیں گے، اور اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ برحق وعدہ ہے کہ اسے رَدْغَةُ الْخَبَالِ سے پلائیں گے!“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ردغة الخبال کیا چیز ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنمیوں کے جسم سے خارج ہونے والا گندہ مواد (پسینہ، خون، پیپ وغیرہ) ہے۔“

اگر کبھی کبھار ہلکا نشہ کرنے والوں کی یہ سزا بیان کی گئی ہے تو ثقیل نشہ کے عادی (بھنگ، چرس، افیون، ہیروئن، کوکین، نشہ آور انجکشن) یا اس سے بھی سخت نشہ آور ادویات مسلسل استعمال کرنے والوں کا کیسا بدترین انجام ہو گا؟ اور اللہ تعالیٰ انہیں کس قدر شدید ترین سزاؤں سے نوازیں گے؟ ہر عقل مند آدمی بخوبی یہ بات سوچ سکتا ہے!

(۱۴۵) سنن ابن ماجہ، ح ۳۳۷۷۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح ۶۳۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے اور چاندی کا استعمال

گھریلو استعمال کی چیزیں فروخت کرنے والی دکانوں میں سے شاید ہی کوئی دکان آج سونے چاندی کے برتنوں سے خالی نظر آئے' یا سونے چاندی کے پانی سے پالش کیے ہوئے برتن ملیں گے۔ اسی طرح امیروں کے گھروں اور متعدد ہوٹلوں میں بھی اسی قسم کے برتن دیکھنے میں آئیں گے' بلکہ اب تو مختلف تقریبات میں لوگ سونے چاندی کے برتن ایک دوسرے کو بطورِ قیمتی تحائف پیش کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اپنے گھروں میں تو سونے چاندی کے برتن نہیں رکھتے لیکن دوسروں کے ہاں جاکر یا شادی بیاہ کی تقریبات میں ان برتنوں کا آزادانہ استعمال کرتے ہیں۔ اسلامی شریعت کی نگاہ میں یہ سب حرام ہے اور ان برتنوں کے استعمال کے متعلق نبی کریم ﷺ نے بہت سخت وعید سنائی ہے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الَّذِیْ یَاْکُلُ اَوْ یَشْرَبُ فِیْ آنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالذَّھَبِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ)) (۱۴۶)

"جو شخص سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے درحقیقت وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ کر کے بھرتا ہے۔"

حرمت کا یہ حکم برتنوں اور کھانے میں استعمال ہونے والے تمام قسم کے چمچوں' چھریوں' کانٹوں' ڈشوں' پلیٹوں اور شادی بیاہوں میں پیش کیے جانے والے سونے چاندی کے مٹھائی ڈبوں سب کو شامل ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سونے چاندی کے برتن استعمال تو نہیں کرتے مگر محض ڈیکوریشن کے لیے شیشے کی الماریوں اور شوکیس میں سجا کر رکھتے ہیں' لیکن حرام

(۱۴۶) صحیح مسلم ۳/۱۶۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مکمل سدِّباب کے لیے اور بطورِ پیشگی احتیاط یہ بھی جائز نہیں۔[۱۴۷]

جھوٹی گواہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ... فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ○ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ﴾ (الحج: ۳۰'۳۱)

"بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرو۔ یک طرفہ ہو کر خالص اللہ کے بندے بنو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہما اپنے والد صاحب سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے تین مرتبہ فرمایا: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) "کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بھی سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتلاؤں؟" پھر خود ہی فرمایا:

((اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا' فَقَالَ: ((اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ)) قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ[۱۴۷ الف]

"(سب سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں:) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے' سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: "خبردار! اور جھوٹی بات کہنا:" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جملے کو بار بار دہرایا حتیٰ کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ اے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں!"

چونکہ جھوٹی گواہی دینے میں لوگ بہت بے احتیاطی برتتے ہیں' اور جھوٹی

---

(۱۴۷) اس مسئلہ میں شیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ نے مجھے بالمشافہ مستفید فرمایا۔ (مؤلف)

(۱۴۷ الف) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۵/۲۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہی پر آمادہ کرنے والے اسباب دشمنی' حسد وغیرہ کا کثرت سے ہونا' جھوٹی گواہی کی بنیاد پر بہت سی خرابیوں کا وجود میں آنا' جھوٹی گواہی کی وجہ سے کتنے لوگوں کے حقوق ضائع ہو جانا اور کتنے ہی معصوم بے گناہ لوگوں پر ظلم ہونا' جھوٹی گواہی کی بنیاد پر بعض لوگوں کا کتنی وہ چیزیں حاصل کر لینا جن کے وہ مستحق نہ تھے یا ان کے ساتھ وہ نسب نامہ منتھی کر دیا جانا جو ان کا حقیقی نسب نامہ نہ تھا' یہ چند ایک اسباب ہیں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے اس جملے کو بار بار دہرایا۔

جھوٹی گواہی میں تساہل برتنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عدالت میں اگر کسی شخص کو گواہی کی ضرورت پڑ جائے تو وہ عدالت کے احاطے میں موجود کسی بھی ناواقف شخص سے مل کر کہتا ہے تم میرے حق میں گواہی دو میں تمہارے حق میں گواہی دوں گا۔ چنانچہ وہ اس کے حق میں زمین یا گھر کی ملکیت' یا تنازع میں اس کے بے گناہ ہونے کی گواہی دے دیتا ہے' حالانکہ اس گواہی کے لیے ضروری تھا کہ وہ کیس کی اصل حقیقت حال سے واقف ہوتا یا جائے وقوعہ کا عینی شاہد ہوتا' لیکن جس کے حق میں وہ گواہی دے رہا ہے اس سے تو اس کی پہلی ملاقات ہی عدالت کے دروازے پر ہوئی ہے' وہ اس کو جانتا تک نہیں۔ ایسی گواہی سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ گواہی اس طرح ہونی چاہیئے جس طرح کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ وَ مَا شَهِدْنَا اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا... ﴾ (یوسف :۸۱)

''ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم اچھی طرح جانتے تھے....''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گانے بجانے کے آلات اور موسیقی سننا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ...

(لقمان: ٦)

"اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو فضول باتوں کو خریدتے ہیں (۱۴۸) تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بہکائیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ اس آیت سے مراد گانے سننا اور گانا ہے۔ (۱۴۹)

حضرت ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ ...)) (۱۵۰)

"میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز کرلیں گے..."

---

(۱۴۸) فضول باتیں خریدنے سے مراد یہ ہے کہ آلات طرب شوق سے اپنے گھروں میں لاتے اور پھر ان سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ "لھو الحدیث" سے مراد گانا بجانا' اس کا سازو سامان اور آلات موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسان کو خیر اور معروف سے غافل کر دے' اس میں قصے کہانیاں' ڈرامے' ناول' افسانے' اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر' رسالے اور بے حیائی کے پرچارک اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات ریڈیو' ٹی وی' وی سی آر' ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی۔ عہد رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اسی مقصد کے لیے خرید رکھی تھیں تاکہ وہ لوگوں کا دل گانے سنا کر بہلاتی رہیں تاکہ قرآن اور اسلام سے وہ دور رہیں۔ اس اعتبار سے اس میں گلوکارائیں بھی آجاتی ہیں جو آج کل فن کار' فلمی ستارہ' ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب' خوشنما اور دل فریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ (تفسیر احسن البیان' حافظ صلاح الدین یوسف) [انتخاب مترجم]

(۱۴۹) تفسیر ابن کثیر ۶/ ۳۳۳

(۱۵۰) صحیح بخاری' ح ۵۵۹۰۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيَكُوْنَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَ قَذْفٌ وَ مَسْخٌ وَ ذٰلِكَ إِذَا شَرِبُوا الْخُمُوْرَ وَاتَّخَذُوا الْقَيْنَاتِ وَ ضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ)) (۱۵۱)

"اس امت میں مندرجہ ذیل عذاب آئیں گے: زمین میں دھنس جانا، پتھروں کی بارش، اور شکل وصورت کا بدل جانا، اور یہ عذاب تب آئیں گے جب لوگ شراب پئیں گے، گانے والی لونڈیاں اختیار کریں گے اور آلاتِ موسیقی بجائیں گے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھول بجانے سے منع فرمایا ہے اور بانسری بین وغیرہ کے متعلق فرمایا کہ وہ فاجرانہ اور احمقانہ آواز ہے۔ گزشتہ علماء سلف امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ گانے بجانے اور موسیقی کے آلات مثلاً سارنگی، طنبورہ (Mandolin Lute)، بانسری، جانجھ، باجا وغیرہ حرام ہیں۔

اور جس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے بجانے کے آلات سے روکا ہے بلاشبہ وہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے موسیقی کے جدید آلات مثلاً سارنگی، تاروں والا باجا (Zither)، اورج، پیانو (Piano) اور گٹار (Guitar) وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ بلکہ گانے بجانے کے پرانے آلات کی نسبت موسیقی کے جدید آلات انسان کو مست اور مدہوش کرنے میں زیادہ مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ اور موسیقی کا نشہ شراب کے نشے سے بھی زیادہ قوی ہے اور یہ بات بعض اہلِ علم ابنِ قیمؒ وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

اگر موسیقی کے ساتھ گانا بھی شامل ہو، مثلاً گانے والی فنکارہ عورتوں کی پُر فتنہ آوازیں انسانوں کو مست کر رہی ہوں تب تو حرمت اور بھی زیادہ شدید اور گناہ

---

(۱۵۱) سلسلة الاحاديث الصحيحة، ح ۲۲۰۳۔ امام البانی نے اسے ابن ابی الدنیا کی کتاب "ذم الملاهي" کی طرف منسوب کیا ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے، ح ۲۲۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور اگر گانے کے بول عشق و محبت پر مبنی ہوں اور عورتوں کے حسن و جمال کی عکاسی کرتے ہوں تب تو مصیبت اور بھی سنگین ہو جاتی ہے۔ اسی لیے علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ گانے زنا کے ایلچی ہیں' دل میں نفاق کا بیج بوتے ہیں۔ آج ہمارے زمانے میں گانے اور موسیقی کا موضوع علی الاطلاق سب سے بڑا فتنہ بن گیا ہے اور مزید بر آں مصیبت یہ کہ اب تو موسیقی بہت سی چیزوں' مثلاً گھڑیوں' گھنٹیوں' بچوں کے کھلونوں' کمپیوٹروں اور بعض ٹیلیفون سیٹوں وغیرہ میں گھس آئی ہے۔ چنانچہ اس سے بچنا اور دُور رہنا بہت حوصلہ طلب کام بن گیا ہے اور بہت ہی مضبوط ارادے والا شخص اس سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

غیبت

مسلمانوں کی غیبت اور عزّتوں پر زبان درازی بہت سی محفلوں کی زینت اور خوش طبعی کا ذریعہ بن گئی ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے بندوں کو روکا اور سخت نفرت دلائی ہے اور غیبت کو ایک ناپسندیدہ اور بھیانک صورت کے ساتھ تشبیہہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط ﴾ (الحجرات: ۱۲)

"اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ یقیناً تم کو اس سے نفرت آئے گی۔"

نبی کریم ﷺ نے غیبت کا مفہوم سمجھانے کے لیے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا:

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ! قَالَ: ((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيْلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: ((اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ' وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ)) (۱۵۲)

(۱۵۲) صحیح مسلم ۴/۲۰۰۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جانتے ہو غیبت کیا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی ان باتوں کو بیان کرو جن کو وہ ناپسند کرتا ہے"۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اپنے بھائی کی جن ناپسندیدہ باتوں کو مَیں بیان کروں اگر وہ باتیں واقعی اس میں موجود ہوں تب بھی غیبت شمار ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ ناپسندیدہ باتیں اس میں موجود ہوں تو تُو نے اس کی غیبت کی' اور اگر وہ باتیں اس میں موجود ہی نہیں تب تُو نے اس پر بہتان طرازی کی۔"

خلاصہ یہ کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی ان باتوں یا عیوب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا جن کو وہ ناپسند کرتا ہو' غیبت کہلاتا ہے' چاہے وہ عیوب اس کے جسم' دین' دنیا' اس کی شخصیت' اَخلاق یا خلقت سے متعلق ہوں۔ غیبت کی متعدد شکلیں ہیں' مثلاً اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کرنا' یا بطورِ مذاق اس کی کسی حرکت کی نقل اتارنا وغیرہ۔ غیبت کے بدترین گناہ اور قبیح جرم ہونے کے باوجود لوگ اس میں بہت بے احتیاطی کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَاهَا مِثْلُ اِتْيَانِ الرَّجُلِ اُمَّهُ' وَ اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ اَخِيْهِ)) (۱۵۳)

"سُود کے بہتّر (۷۲) دروازے ہیں' ان میں سب سے ہلکے درجے کا سود ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا سود اپنے کسی مسلمان بھائی کی عزّت پر زبان درازی کرنا ہے"۔ (۱۵۴)

---

(۱۵۳) سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی' ح ۱۸۷۱

(۱۵۴) چونکہ سود کا تعلق مال و دولت سے ہے اور عزت کا تعلق نفس سے اور انسان کو اپنی عزت نفس مال سے زیادہ پیاری ہوتی ہے' وہ مال کا خسارہ برداشت کر سکتا ہے لیکن ہتکِ عزت برداشت نہیں کرتا اس لیے نبی اکرم ﷺ نے عزت میں تنقیص کو سود کی سب سے بڑی قسم قرار دیا۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص کسی ایسی محفل میں موجود ہو جہاں کسی کی غیبت کی جا رہی ہو تو غیبت کو روکنا اور جس کی غیبت کی جا رہی ہو اپنے اُس مسلمان بھائی کی عزّت کا دفاع کرنا واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی رغبت دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۱۵۵)

"جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس کے چہرے سے دُور فرمائیں گے۔"

چغل خوری

فساد پھیلانے کی نیت سے باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا لوگوں کے تعلقات بگاڑنے کا ذریعہ ہے' نیز حسد' بغض' کینہ اور دشمنی کی آگ بڑھکانے کا سب سے بڑا سبب ہے اور ایسی حرکت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نے سخت مذمّت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ○ ﴾

(القلم : ۱۰'۱۱)

"(اے محمد ﷺ!) آپ ہر اُس شخص کا کہنا نہ مانیں جو زیادہ قسمیں کھانے والا' بے وقار' کمینہ' عیب گو اور چغل خور ہو۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)) (۱۵۶)

"چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔"

---

(۱۵۵) مسند احمد ۶/۴۵۰۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۶۲۳۸

(۱۵۶) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۱۰/۴۷۲۔ قتّات کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ جو لوگوں کی غفلت اور بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کان لگا کر چپکے سے ان کی باتیں سنے اور پھر دوسروں کے سامنے جا کر بیان کرے۔ دیکھئے النہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر الجزری ۴/۱۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ کے ایک باغ میں سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مُردوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُعَذَّبَانِ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((بَلٰى (وَ فِي رِوَايَةٍ: وَ اِنَّهُ لَكَبِيْرٌ) كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) (۱۵۷)

"ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا: کیوں نہیں! یقیناً وہ گناہ بہت بڑا ہے جس کی وجہ سے ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ (۱۵۸) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا، اور دوسرا چغل خور تھا۔ (لوگوں کو لڑانے کے لیے اِدھر کی باتیں اُدھر اور اُدھر کی باتیں اِدھر پہنچاتا تھا)۔"

چغلی کی ایک بدترین شکل یہ ہے کہ میاں بیوی میں آپس کے تعلقات کو بگاڑنے کے لیے شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف اکسایا جائے۔ اسی طرح بعض ملازموں کا اپنے کسی دوسرے ملازم ساتھی کو نقصان پہنچانے کے لیے اس کی باتیں مینیجر تک پہنچانا بھی چغلی ہی کی ایک قسم ہے اور ایسے سب دھندے حرام ہیں۔

---

(۱۵۷) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱/۳۱۷

(۱۵۸) عبارت کے مفہوم میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت تعارض نہیں، اسی لیے علماء کرام نے اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:
(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل سمجھا تھا کہ یہ کبیرہ گناہ نہیں ہیں، پھر فوراً وحی کے ذریعے آپ کو بتایا گیا کہ یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ چنانچہ آپ نے فوراً اس کی وضاحت فرمادی۔ (۲) "اِنَّهُ لَكَبِيْرٌ" میں ضمیر کا مرجع عذاب ہے، یعنی جو عذاب ان کو ہو رہا ہے وہ بہت بڑا ہے۔ (۳) گناہ تو کبیرہ ہے لیکن قتل وغیرہ کی طرح اکبر الکبائر نہیں۔ (۴) بظاہر کوئی کبیرہ گناہ معلوم نہیں ہوتا لیکن درحقیقت وہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۵) ان قبر والوں کے گمان میں یہ کبیرہ گناہ نہیں تھا جب کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۶) ہیں تو یہ کبیرہ گناہ لیکن ان سے بچنا کوئی اتنا بڑا دشوار کام نہیں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ﴾ (النُّور: ۲۷)

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو (اور تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اندر کون ہے) اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو۔"

گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کا سبب یہ ہے کہ کہیں گھر والوں کی قابلِ ستر چیزوں پر نگاہ نہ پڑ جائے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)) (۱۵۹)

"طلب اجازت کو نگاہ کی وجہ سے ضروری قرار دیا گیا۔"

آج ہمارے موجودہ زمانے میں بلڈنگیں ایک دوسرے کے قریب ہونے، عمارتیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہونے، گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے ایک دوسرے کے بالمقابل کھلنے کی وجہ سے پڑوسیوں کی ایک دوسرے پر بے پردگی کا امکان بہت بڑھ گیا ہے۔ بہت سے لوگ اپنے پڑوسیوں کا پردہ ظاہر ہونے پر نگاہوں کو نیچا نہیں کرتے بلکہ اوپر والی منزل یا اونچے مکانوں میں رہنے والے بعض

---

(۷) بذاتِ خود یہ گناہ اتنا بڑا نہیں تھا لیکن اس پر مسلسل اصرار کی وجہ سے کبیرہ بن گیا۔ جس طرح کہا جاتا ہے "لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع التوبۃ" یعنی مسلسل اصرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ سے کبیرہ گناہ بھی مٹ جاتا ہے۔
مزید تفصیل کے لیے شروحاتِ کتب احادیث دیکھیے۔ مثلاً فتح باری ۱/ ۳۲۲۔ طبعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۹م۔ [مترجم]

(۱۵۹) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۱: ۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اپنے گھروں کی کھڑکیوں اور چھتوں سے اپنے نیچے والے پڑوسیوں کو جان بوجھ کر جھانکتے ہیں' جبکہ یہ خیانت' پڑوسیوں کی ہتکِ عزّت اور زنا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اسی تانک جھانک کے سبب کتنے ہی فتنے اور فساد رونما ہوئے اور یہ معاملہ کس حد تک خطرناک ہے! اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اگر گھر کا مالک جھانکنے والے کی آنکھ نکال دے تو شریعت نے اس کی آنکھ کو رائیگاں قرار دیا ہے' یعنی آنکھ نکالنے کے سبب گھر کے مالک پر کوئی دِیَت یا قصاص لازم نہیں آئے گا۔ رسول اکرم نبیّ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ يَّفْقَؤُوْا عَيْنَهُ)) (۱۶۰)

"جس نے بغیر اجازت کسی کے گھر جھانکا تو گھر والوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔"

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((فَفَقَؤُوْا عَيْنَهُ فَلاَ دِيَةَ لَهُ وَلاَ قِصَاصَ)) (۱۶۱)

"اگر گھر والے اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کے لیے دیت ہے اور نہ قصاص۔"

سرگوشی کرنا

کسی محفل میں تین اشخاص میں سے صرف دو کا آپس میں آہستہ آہستہ رازدارانہ کلام کرنا اور تیسرے کو شامل گفتگو نہ کرنا محفل کی آفت ہے' مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض و عداوت کی آگ بھڑکانے کے لیے شیطانی تدبیر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کا حکم اور سبب بیان

(۱۶۰) صحیح مسلم ۱۶۹۹/۳

(۱۶۱) مسند احمد ۳۸۵/۲۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۶۰۲۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةٌ فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلَ (۱۶۲) اَنَّ ذٰلِكَ یُحْزِنُهٗ)) (۱۶۳)

"جب تم تین کی تعداد میں ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی (راز دارانہ گفتگو) نہ کریں جب تک کہ وہاں دوسرے لوگ موجود نہ ہوں' کیونکہ صرف دو کا سرگوشی کرنا تیسرے کو پریشان کرتا ہے"۔ (۱۶۴)

چوتھے کی موجودگی میں تین کا سرگوشی کرنا' پانچویں کی موجودگی میں چار کا سرگوشی کرنا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح دو کا کسی ایسی زبان میں گفتگو کرنا جس کو تیسرا نہ سمجھتا ہو' یہ بھی حرام اور سرگوشی میں ہی شمار ہوگا۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سرگوشی میں تیسرے شخص کو یا تو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یا اسے یہ وہم ڈالا جاتا ہے کہ سرگوشی کرنے والے اس کے ساتھ کوئی برا ارادہ رکھتے ہیں' تبھی تو انہوں نے اس کو اپنی گفتگو میں شریک نہیں کیا۔

لباس کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا

لباس کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکائے رکھنا لوگوں کے ہاں بہت معمولی سی بات ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ بعض لوگوں کا لباس زمین کو چھو رہا ہوتا ہے یا وہ اسے اپنے پیچھے زمین پر گھسیٹتے چلے آتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ

---

(۱۶۲) ایک حدیث میں "مِنْ اَجْلِ" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

(۱۶۳) صحیح بخاری' ح ۶۲۹۰۔ فتح الباری ۱۱/ ۸۳

(۱۶۴) یعنی تیسرے کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ سرگوشی میرے خلاف ہو رہی ہے' یا انہوں نے مجھے حقیر سمجھتے ہوئے شریک گفتگو نہیں کیا۔ اس لیے پیشگی احتیاط کے طور پر اسلام نے تیسرے کی موجودگی میں دو کی سرگوشی کو حرام قرار دیا ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: اَلْمُسْبِلُ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ: اِزَارَهُ) وَالْمَنَّانُ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ: اَلَّذِيْ لاَ يُعْطِيْ شَيْئًا اِلاَّ مَنَّهُ) وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلَفِ الْكَاذِبِ)) (۱۶۵)

"تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم کلام نہ ہوں گے' نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک فرمائیں گے' بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا' اور وہ تین آدمی یہ ہیں: (۱) اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا' جو بھی چیز دے اس پر احسان ضرور جتائے (۳) جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے سامان کو فروخت کرنے والا۔"

کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اگر کہتا ہے کہ مَیں تکبّر کی وجہ سے نہیں لٹکاتا تو گویا خود ہی اپنی زبان سے اپنے نفس کی پاکی پیش کرتا ہے جو کسی صورت مقبول نہیں' حالانکہ نبوی وعید ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے ہر شخص کے متعلق آئی ہے چاہے اس کا تکبر کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((مَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ)) (۱۶۶)

"تہبند کا جو حصّہ ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ جہنم کی آگ میں جائے گا"۔

(یعنی ٹخنوں سے نیچے تک چادر لٹکانے والے کا قدم جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔)

اگر تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکائے تو اس کی سزا اور بھی زیادہ سخت ہے۔ جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۱۶۷)

---

(۱۶۵) صحیح مسلم ۱/۱۰۲

(۱۶۶) مسند احمد ۶/۲۵۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۵۷۱

(۱۶۷) صحیح البخاری' ح ۳۴۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا (یعنی ٹخنوں سے نیچے تک لٹکا کر چلتے وقت زمین پر گھسیٹتا رہا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔“

اس کی یہ سزا مزید سخت اس لیے ہو گئی کہ اس نے دو حرام کاموں کو جمع کیا' ایک تکبّر اور دوسرا کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی حرمت ہر لباس کے لیے عام ہے۔ جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ' مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (۱۶۸)

”تہبند' قمیص اور پگڑی' ان سبھی میں کپڑے کو زائد لٹکانا ناجائز ہے۔ اور جس نے ان میں سے کسی کپڑے کو بھی تکبر سے زمین پر گھسیٹا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔“

ہاں' البتہ چونکہ ہوا وغیرہ کی وجہ سے عورت کے پاؤں ننگے ہونے کا خطرہ رہتا ہے اس لیے عورت کو قدم ڈھانپنے کے لیے یہ اجازت ضرور دی گئی ہے کہ وہ ایک بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ کے برابر کپڑا نیچے لٹکا سکتی ہے' لیکن اس حد سے زیادہ لٹکانا ناجائز ہے' جس طرح کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بعض دلہنوں کے کپڑے کئی کئی بالشت یا کئی میٹر نیچے لٹک رہے ہوتے ہیں' بلکہ بعض اوقات تو دلہن کے کپڑے اس قدر لمبے ہوتے ہیں کہ ایک معاون و مددگار کی ضرورت پڑ جاتی ہے جو اس کے کپڑوں کو اٹھا کر رکھے تاکہ دلہن کو چلنے میں آسانی رہے۔

---

(۱۶۸) سنن ابی داؤد ۴/ ۳۵۳۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۲۷۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَردوں کے لیے سونا پہننا چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُحِلَّ لاِنَاثِ اُمَّتِیَ الْحَرِیْرُ وَالذَّھَبُ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا))(۱۶۹)

"میری امت کی عورتوں کے لیے ریشم اور سونا جائز قرار دیا گیا اور مَردوں پر حرام کیا گیا ہے۔"

آج کل مارکیٹوں میں بالخصوص مَردوں کے لیے تیار کردہ سونے کی مصنوعات گھڑیاں، عینکیں، بٹن، قلم، زنجیریں، چابیوں کے رِنگ وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ یا مکمل طور پر سونے کے پانی سے پالش کی ہوئی متعدد مَردانہ چیزیں فروخت ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک برائی یہ بھی ہے کہ بعض مقابلوں میں انعام جیتنے والے کے لیے سونے کی مَردانہ گھڑی کا اعلان کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے کھینچ کر پھینک دیا۔ پھر فرمایا:

((یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی جَمْرَۃٍ مِّنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُھَا فِیْ یَدِہٖ؟))

"تم میں سے کوئی دیدہ و دانستہ آگ کے انگارے اپنے ہاتھ میں پہنتا ہے؟"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اس سے کوئی جائز فائدہ اٹھالینا! اس آدمی نے کہا: جس انگوٹھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتار کر پھینک دیا اللہ کی قسم میں اسے ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔(۱۷۰)

---

(۱۶۹) مسند احمد ۳۹۳/۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی، ح ۲۰۷

(۱۷۰) صحیح مسلم ۱۶۵۵/۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا چھوٹے' باریک اور تنگ کپڑے پہننا

موجودہ زمانے میں ہمارے دشمنوں نے ہم پر ایک یلغار اس طرح بھی کی کہ طرح طرح کے ڈیزائن اور فیشن ایبل لباس تیار کر کے انہیں مسلمانوں میں رائج کر دیا جو چھوٹے' تنگ یا باریک ہونے کی وجہ سے واجب ستر کو بھی نہیں ڈھانپتے' بلکہ بہت سے فیشن ایبل لباس تو ایسے بھی ہیں کہ کسی عورت کا انہیں اپنے محرم مردوں یا دوسری عورتوں کے سامنے بھی پہننا جائز نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہمیں پہلے سے پیشین گوئی کر کے بتلا دیا تھا کہ قیامت کے قریب عورتیں غیر ساتر لباس پہنیں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ' وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ ' لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيْحَهَا ' وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا)) (۱۷۱)

"جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ قوم جن کے پاس گائے کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۱۷۲) دوسری قسم وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں

---

(۱۷۱) صحیح مسلم ۳/ ۱۶۸۰

(۱۷۲) مراد ظالم حکمران کے وہ ظالم سپاہی جو بلاوجہ لوگوں کو پیٹیں گے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ مذموم وصف امت اسلام کے بہت سے افراد کی علامت بن گیا ہے۔ خاص طور پر جب سے مصر پر بحریہ کی حکومت قائم ہوئی ہے وہ لوگوں کو ناجائز طور پر لاٹھیوں اور کوڑوں سے خوب پیٹتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی' ۱۳/ ۸۴ طبعة دار الكتب العلمية بيروت) [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ (۱۷۳) سیدھی راہ سے بھٹکنے والی اور دوسروں کو بہکانے والی (۱۷۴)، ان کے سر بختی اونٹ (۱۷۵) کے کوہان کی طرح ہوں گے۔ (۱۷۶) ایسی عورتیں جنّت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ جنّت کی خوشبو بھی ان کو نصیب نہیں ہوگی' حالانکہ جنّت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔" (۱۷۷)

---

(۱۷۳) یعنی اپنے جمال کو ظاہر کرنے کے لیے بدن کا کچھ حصّہ ڈھانپیں گی اور کچھ ننگا رکھیں گی۔ یا ایسے باریک اور تنگ کپڑے پہنیں گی جس سے بدن کا رنگ اور حجم صاف نظر آتا ہوگا۔ اور یہ سب کچھ اب ظاہر ہو چکا ہے۔ روز مرہ کے اخبارات اور میگزین میں شائع ہونے والے نت نئے مغربی فیشن ایبل ڈیزائنوں کا مقصد ہی عورت کو ننگا کرنا ہے اور یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی بہت بڑی سازش ہے جس سے وہ مسلمانوں کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں دشمنوں کی اس چال اور سازش کو سمجھ لینا چاہیئے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا تنگ یا باریک لباس جسے پہن کر عورت مَردوں کے لیے فتنے کا سبب بنتی ہو' اس کا پہننا حرام ہے۔ اس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ وہ کپڑے تو پہنے ہوئے ہوں گی لیکن تقویٰ کے لباس سے عاری ہوں گی۔ اور یہ معنی بھی متحمل ہے کہ وہ نعمتیں پہنے ہوئے ہوں گی لیکن شکر سے عاری ہوں گی۔

(۱۷۴) یہ جملہ بھی متعدد معانی کا متحمل ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: (۱) اطاعت الٰہی اور عفت و عصمت سے اعراض کرنے والی اور یہ مذموم فعل دوسری عورتوں کو بھی سکھانے والی (۲) بُری نیت سے مَردوں کی طرف خود مائل ہونے والی اور مَردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی (۳) کندھوں کو ہلا ہلا کر تکبر سے چلنے والی (۴) زانیہ عورتوں کی مانند بالوں کو موڑ کر مخصوص ڈیزائن بنانے والی۔

(۱۷۵) بختی اونٹ سے عظیم جسم اور عظیم کوہانوں والے اونٹوں کی ایک مخصوص قسم مراد ہے۔

(۱۷۶) یعنی دوپٹہ' ربن (ribbon)' ہیئر بینڈ' کلپ وغیرہ باندھ کر بالوں کو اوپر کی طرف بڑھا کر اپنے سروں کو بڑا ظاہر کریں گی جیسے اونٹ کی کوہان ہو۔ جس طرح کہ آج کل ہمارے زمانے میں بعض عورتیں جوڑے باندھتی ہیں یا بیوٹی پالرز میں بالوں کے طرح طرح کے ڈیزائن بنوا کر خود ہی اپنی عاقبت برباد کرتی ہیں۔

(۱۷۷) یعنی پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہوگی۔ یہ بات مسند احمد کی روایت میں وضاحت سے موجود ہے۔

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی نبوت کی سچی دلیل اور آپؐ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسی چیز کی خبر دی جو آپ کے زمانے میں موجود نہ تھی' لیکن آج ہم نے وہ چیز اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ وحی الٰہی کے بغیر نہیں بولتے تھے۔ اس حدیث میں مسلمان عورتوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ بے پردگی اور بے حیائی سے بچیں ورنہ وہ جہنم کا ایندھن بن جائیں گی۔ اور رہ وہ قوم جس کے مَردوں کی غیرت کا جنازہ نکل جائے اور عورتیں سڑکوں پر نکل آئیں اس قوم کا حشر دنیا و آخرت میں تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ [حواشی از مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض عورتیں ایسا لباس پہنتی ہیں جس کی سائیڈوں پر بطور ڈیزائن متعدد سوراخ بنے ہوتے ہیں' یا وہ نیچے سے لے کر اوپر تک ایک لمبے کٹ کی صورت میں اتنا کشادہ ہوتا ہے کہ عورت جب بیٹھتی ہے تو اس کے ستر کا کچھ حصّہ کھل جاتا ہے۔ ایسا لباس حرام ہونے کے علاوہ اس میں کافروں کے ساتھ مشابہت ہے اور ان کے ایجاد کردہ رسوا کن فیشن ایبل ڈیزائنوں میں ان کی اندھی پیروی کا پہلو بھی نمایاں ہے جو بذاتِ خود ایک گناہ ہے۔ اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

اسی طرح ایک خطرناک امر یہ بھی ہے کہ بعض کپڑوں پر فحش تصویریں پرنٹ ہوتی ہیں' مثلاً فنکاروں' گلوکاروں' بینڈ ماسٹروں' شراب کی بوتلوں' صلیب' کلبوں' خبیث انجمنوں کے علامتی بیج' اور جاندار چیزوں کی تصویریں جو شرعی طور پر حرام ہیں' یا پھر انسان کی عزت اور پاک دامنی کو دھچکا لگانے والے حیا باختہ جملے پرنٹ ہوتے ہیں جو کہ عام طور پر اجنبی زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ (۱۷۸)

مصنوعی بال لگانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کی نئی نئی شادی ہوئی ہے' خسرہ کے سبب اس کے بال جھڑ گئے ہیں' کیا میں اسے مصنوعی بال لگا سکتی ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) (۱۷۹)

"اصلی بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگانے والی اور لگوانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

---

(۱۷۸) جیسا کہ بعض اوباش لڑکے اور لڑکیاں "I Love You" یا "Kiss Me" جیسے جملے اپنے کپڑوں پر سجائے گھومتے پھرتے ہیں۔

(۱۷۹) صحیح مسلم ۱۶۷۹/۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ تَصِلَ الْمَرْاَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا)) (۱۸۰)

"نبی کریم ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے کہ کوئی عورت اپنے سر کے ساتھ مصنوعی بال چمٹائے۔"

ہمارے موجودہ زمانے میں بال چپکانے کی مثال "وِگ" کی صورت میں موجود ہے اور جہاں یہ حرام کام انجام دیا جاتا ہے وہ جگہیں بیوٹی پالرز کے نام سے معروف ہیں جو کئی طرح کی برائیوں کی آماج گاہ ہیں۔

اپنے اصلی بالوں میں دیگر بالوں کی پیوند کاری بھی حرام ہی کی ایک شکل ہے' جیسا کہ مَرد اور خواتین اداکار اور فنکار فلموں اور ڈراموں میں مصنوعی بال لگا کر کردار ادا کرتے ہیں۔

جنسِ مخالف کی مشابہت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے یہ ضابطہء فطرت مقرر کیا ہے کہ مَرد اپنی اس مَردانگی کو برقرار رکھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا اور عورت اپنے زنانہ پن کی حفاظت کرے جس پر اس کی خلقت ہوئی۔ اور یہ وہ قانونِ فطرت ہے کہ جس پر عمل پیرا ہوئے بغیر لوگوں کا نظامِ زندگی درست نہیں رہ سکتا۔

مَردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا انسانی فطرت کی صریح خلاف ورزی ہے' فساد کے دروازے کھولنے اور معاشرے میں اباحیت کو رواج دینے کے مترادف ہے۔ اور ایسی مشابہت شرعی طور پر بھی حرام ہے' کیونکہ شرعی نصوص میں اگر کسی کام کو موجبِ لعنت قرار دیا گیا ہو تو یہ اس کام کے حرام اور کبیرہ گناہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(۱۸۰) صحیح مسلم ۱۶۷۹/۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (۱۸۱)

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مَردوں اور مَردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (۱۸۲)

"عورتیں بننے کی کوشش کرنے والے مَردوں اور چال ڈھال میں مَرد بننے کی کوشش کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی۔"

مشابہت کبھی تو حرکات و سکنات اور چال چلن میں ہوتی ہے' جیسے مَرد کا اپنے جسم کی شکل و صورت' اندازِ گفتگو اور چلتے وقت زنانہ پن ظاہر کرنا' اور کبھی لباس میں ہوتی ہے۔ اسی لیے مَرد کے لیے ہار' کنگن' پازیب یا بالیاں پہننا جائز نہیں' جیسا کہ بعض گھٹیا قسم کے بچگانہ عقل لوگوں کے ہاں یہ چیزیں عام ہیں جو لمبے لمبے بال رکھ کر عورتوں سے مشابہت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح عورت کے لیے مَردوں کا مخصوص لباس جبہ' قمیص وغیرہ پہننا جائز نہیں' بلکہ عورت پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو ڈیزائن' سلائی اور ظاہری شکل و صورت میں مَرد کے لباس سے مختلف ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ' وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) (۱۸۳)

(۱۸۱) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۳۳۲

(۱۸۲) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۳۳۳

(۱۸۳) سنن ابی داؤد ۴/ ۳۵۵۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۵۰۷۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زنانہ طرز کا لباس پہننے والے مَرد پر اللہ کی لعنت ہو' اور مَردانہ طرز کا لباس پہننے والی عورت پر بھی اللہ لعنت کرے۔"

بالوں کو سیاہ خضاب لگانا

صحیح قول کے مطابق بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنا حرام ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس فعل پر سخت وعید سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((یَکُوْنُ قَوْمٌ یَخْضِبُوْنَ فِی آخِرِالزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یُرِیْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) (۱۸۴)

"کچھ لوگ آخری زمانے میں کبوتر کی پوٹ کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے۔ ایسے لوگ جنت کی خوشبو تک بھی نہ پائیں گے۔"

بڑھاپے کے آثار نمایاں ہونے پر سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کا عمل بہت سے لوگوں میں عام رواج پاچکا ہے جس سے بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں' مثلاً اپنے آپ کو جوان ظاہر کرکے لوگوں کو دھوکہ اور فریب دینا' اپنی اصلی حقیقت کو چھپاکر جھوٹی صورت سے اپنا دل بہلانا وغیرہ۔ اور یقیناً اس عمل کا انسان کی روش اور طرزِ عمل پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اس سے انسان ایک قسم کی خود فریبی اور دھوکہ میں مبتلا رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے سفید بالوں کو زرد' سرخ یا براؤن رنگ کی مہندی وغیرہ سے رنگتے تھے۔ اور جب فتح مکّہ کے دن (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) ابو قحافہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال انتہائی سفید ہونے کی وجہ سے یوں محسوس ہوتے تھے جیسے سفید پھولوں والا پودا ہو۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۸۴) سنن ابی داؤد ۴/۴۱۹' ح ۴۲۱۲ ۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۸۱۵۳۔ (سنن النسائی' بسندٍ صحیح/ابن باز)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ)) (۱۸۵)

"ان کے سفید بالوں کو کسی چیز سے (مہندی وغیرہ سے رنگ کر) بدل دو' البتہ سیاہی سے بچو۔ (یعنی سیاہ خضاب کے علاوہ اور کسی بھی رنگ کی مہندی سے ان کے بال رنگ ڈالو)"

اور صحیح قول کے مطابق اس مسئلے میں عورت کا حکم بھی مرد کی طرح ہی ہے' یعنی عورت بھی اپنے سفید بالوں کو سیاہ خضاب سے نہیں رنگ سکتی۔

جاندار کی تصویر بنانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) (۱۸۶)

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ترین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً...)) (۱۸۷)

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اس طرح پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس طرح میں پیدا کرتا ہوں (۱۸۸) (میرا چیلنج ہے کہ) یہ بھی ذرا (میری طرح) اناج کا دانہ اگا کر دکھائیں' یہ بھی ذرا چیونٹی

---

(۱۸۵) صحیح مسلم ۳/ ۱۶۶۳

(۱۸۶) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۱۰/ ۳۸۲

(۱۸۷) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۱۰/ ۳۸۵

(۱۸۸) یعنی جس طرح میں نے انسان کی شکل و صورت بنائی مصور بھی تصویر کشی کے ذریعے میری نقل اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی پیدا کر کے دکھائیں..."(۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ ' يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ (۱۹۰)

"ہر (جاندار چیز کی) تصویر بنانے والا جہنم کی آگ میں ہو گا' اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر میں روح پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ اسے جاندار بنا دیں گے' پھر وہی تصویر مصور کو جہنم میں عذاب دے گی"۔(۱۹۱) حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا: "اگر تم لازماً تصویر بنانا ہی چاہتے ہو تو پھر درخت یا کسی غیر جاندار چیز کی بنا لو۔"

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ انسانوں اور جانوروں میں سے کسی جاندار چیز کی تصویر بنانا حرام ہے چاہے اس کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر چھپی ہو' ہاتھ سے نقاشی ہو' یا کسی چیز پر کھدائی کے ذریعے بنائی ہو' یا نقش و نگاری سے کندہ کی گئی ہو' یا تراشی گئی ہو' یا سانچوں میں ڈال کر بنائی گئی ہو۔ بہر حال احادیث کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر قسم کی تصویر حرام ہے۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ شرعی نصوص کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور کٹ حجتی کرتے ہوئے یہ نہیں کہتا کہ میں کون سا ان تصویروں کی پوجا کرتا ہوں؟ یا کب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں؟ میں تو صرف فوٹو اتارتا ہوں اور بس!

---

(۱۸۹) یعنی یہ مصور حیوانات میں سے ایک چھوٹی سی چیونٹی اور نباتات میں سے چھوٹا سا دانہ نہیں بنا سکتے تو اس سے بڑی چیزیں بنانا ان کے اختیار میں کہاں؟ مقصود ان کی عاجزی اور بے بسی ظاہر کرنا ہے۔ [مترجم]

(۱۹۰) صحیح مسلم ۳/۱۶۷۱

(۱۹۱) یعنی اس کی بنائی ہوئی تصویریں اللہ کے حکم سے زندہ انسان بن کر اسے جہنم میں عذاب دیں گی۔ یا اس کی ہر تصویر کے بدلے زندہ انسان کھڑا کیا جائے گا جو اسے سزا دے گا۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ تصویروں کے عام ہونے سے جنسی اشتعال بلکہ زنا میں مبتلا ہونے جیسی عظیم خرابیاں پیدا ہوئیں۔ اگر کوئی عقل مند آدمی غور و فکر اور بصیرت کی نگاہ سے صرف اسی ایک خرابی پر ہی غور کر لے جو ہمارے موجودہ دور میں تصویروں کے پھیلاؤ سے وجود میں آئی ہے تو اسے کچھ نہ کچھ حکمت ضرور سمجھ میں آ سکتی ہے جس کی وجہ سے اسلامی شریعت نے تصویر کشی کو حرام قرار دیا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھر سے جاندار چیزوں کی تصویریں نکال دے تاکہ یہ تصویریں اس کے گھر میں فرشتوں کے دخول میں رکاوٹ نہ بنیں۔ جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ)) (۱۹۲)

"جس گھر میں کتّا اور تصاویر ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

بعض گھروں میں تو مجسّمے اور مورتیاں بھی موجود ہیں اور لوگ انہیں بطورِ تحفہ پیش کرتے ہیں یا بطورِ ڈیکوریشن گھروں میں سجا کر رکھتے ہیں' اور ان میں بعض مورتیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی کافر پوجا کرتے ہیں۔ باقی تصویروں کی بنسبت ایسی مورتیوں اور مجسّموں کی ممانعت زیادہ شدید ہے۔

اسی طرح لپیٹ کر یا چھپا کر رکھی ہوئی تصویروں کی بنسبت آویزاں کی گئی یا لٹکائی گئی تصویروں کا گناہ زیادہ سخت ہے' کیونکہ فریموں میں محفوظ کر کے آویزاں کی گئی تصویروں کے سبب ہی ان کی پوجا پاٹ کی گئی' کتنے غم تازہ ہوئے' اور ان تصویروں کو دیکھ کر ہی کتنے لوگوں نے اپنے باپ دادا اور من پسند شخصیتوں پر جاہلانہ فخر کیا۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ ہم تو تصویریں یاد تازہ کرنے کے لیے رکھتے ہیں' حالانکہ اپنے کسی مسلمان عزیز یا قریبی کی اصل یاد تو دل میں ہوتی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔

چنانچہ ہر تصویر کو گھر سے نکال دینا چاہیئے یا مٹا دینا چاہیئے۔ البتہ جن کو مٹانے

(۱۹۲) صحیح بخاری۔ دیکھئے فتح الباری ۱۰/ ۳۸۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حد سے زیادہ مشقت ہو ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ مثلاً ڈکشنریوں' کتابوں اور ڈبوں وغیرہ پر بنی ہوئی تصویروں کی مصیبت بہت عام ہو چکی ہے۔ بہرحال جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی تصویروں کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے اور بالخصوص فحش تصویروں سے تو ہر صورت بچنا چاہیئے۔ البتہ ضرورت کے تحت تصویر کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً شناختی کارڈ' پاسپورٹ وغیرہ کے لیے۔ اسی طرح بعض علماء نے ایسی تصویریں رکھنے کی بھی اجازت دی ہے جنہیں حقارت کے ساتھ پاؤں تلے روندا جاتا ہو۔ (۱۹۳)

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ... ﴾ (التغابن: ۱۶)

"تم سے جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت کے مطابق اللہ سے ڈرتے رہو۔"

جھوٹا خواب بیان کرنا

بعض لوگ عوام میں سستی شہرت اور برتری حاصل کرنے' مال سمیٹنے' یا اپنے دشمنوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے جھوٹے خواب بیان کرتے ہیں اور بہت سے جاہل عوام بھی خوابوں کی سچائی پر شدید اعتقاد رکھتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں جھوٹے خواب سنا کر خوب دھوکا دیا جاتا ہے' حالانکہ جھوٹے خواب سنانے والوں کے متعلق بہت سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰی اَنْ یَدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ' اَوْ یُرِیَ عَیْنَهُ مَا لَمْ تَرَ' وَیَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ یَقُلْ)) (۱۹۴)

---

(۱۹۳) جیسے مثلاً بستر' تکیہ' فرش' قالین وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں۔ اور اس سے مقصود تصویروں کی تعظیم ختم کرنا ہے' کیونکہ دنیا میں سب سے پہلا شرک انہی تصویروں' مجسموں اور مورتیوں کی تعظیم سے پھیلا۔ ملاحظہ فرمائیں سورت نوح' آیت ۲۳ کی تفسیر۔ [مترجم]

(۱۹۴) صحیح بخاری' دیکھئے فتح الباری ۶/۵۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے (۱۹۵) یا ایسا خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس نے نہ دیکھا ہو (۱۹۶) اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی نہ ہو۔"

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ)) (۱۹۷)

"جس نے کوئی جھوٹا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو اُسے قیامت کے دن یہ مشکل کام سونپا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا"۔ (۱۹۸)

قبرستان کی بے حرمتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)) (۱۹۹)

---

(۱۹۵) مثلاً یوں کہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں' حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ ہو۔ [مترجم]

(۱۹۶) مثلاً جھوٹ سے کہے کہ میں نے خواب میں یوں دیکھا اور یوں دیکھا' حالانکہ دیکھا کچھ بھی نہیں تھا۔ چونکہ اچھا خواب فرشتہ اللہ کے حکم سے دکھلاتا ہے اور خواب وحی الٰہی کا ایک حصہ ہے اس لیے خواب بیان کرنے میں جھوٹ بولنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا جھوٹ کی سب سے بدترین قسم ہے' اسی لیے نبی کریم ﷺ نے جھوٹا خواب گھڑنے والوں کو سخت ترین وعید سنائی ہے۔ [مترجم]

(۱۹۷) صحیح بخاری' دیکھیے فتح الباری ۱۲/ ۴۲۷

(۱۹۸) یعنی جب تک وہ جو کے دو دانوں میں گرہ نہیں لگائے گا اس وقت تک اس سے عذاب نہیں ٹلے گا۔ اور چونکہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگانا انسانی طاقت سے باہر ہے اس لیے مقصود اس سے عذاب کا شدید اور طویل المدت ہونا ہے۔ [مترجم]

(۱۹۹) صحیح مسلم ۲/ ۶۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم میں سے کسی کا آگ کے انگارے پر بیٹھنا جو کپڑوں کو جلا کر جلد تک پہنچ جائے یہ قبر پر بیٹھنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔"

آپ مشاہدہ کریں گے کہ بعض لوگ جب اپنے مُردوں کو دفنانے جاتے ہیں تو آس پاس کی قبروں کو پاؤں تلے اور بسا اوقات جوتوں سمیت روندتے ہوئے مُردوں کے احترام کی کوئی پرواہ نہیں کرتے' حالانکہ اس حرکت کو عظیم گناہ قرار دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَةٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ))(۲۰۰)

"میں آگ کے انگارے پر یا تلوار کی تیز دھار پر چلوں' یا جوتے کو اپنے پاؤں کے ساتھ سی لوں یہ مجھے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے کہیں زیادہ پسند ہے"۔(۲۰۱)

چنانچہ ہر عقل مند سوچ سکتا ہے کہ اگر قبروں پر چلنا یا بیٹھنا اس قدر عظیم گناہ ہے تو پھر قبرستان کی زمین پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں تجارتی یا رہائشی اسکیم بنانا کس قدر بڑا جرم ہو گا؟ اور بعض بد نصیب ایسے بھی ہیں جو قبرستان کی دیوار پھلانگ کر قبرستان میں قضائے حاجت کرتے اور مُردوں کو اپنی نجاست اور بدبو سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَمَا اُبَالِیْ اَوَسَطَ الْقَبْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسَطَ السُّوْقِ))(۲۰۲)

"مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں قبرستان میں قضائے حاجت کر لوں یا بازار کے عین درمیان میں"۔(۲۰۳)

---

(۲۰۰) سنن ابن ماجہ ۴۹۹/۱۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۵۰۳۸

(۲۰۱) یعنی آگ کے انگارے یا تلوار کی تیز دھار پہ چلنا' یا جوتی کو پاؤں کے ساتھ سی لینا اگرچہ بہت تکلیف دہ اور مشکل کام ہیں لیکن یہ سارے دشوار گزار کام مجھے برداشت ہو سکتے ہیں مگر کسی مسلمان کی قبر پر چلنا مجھے گوارا نہیں۔ [مترجم]

(۲۰۲) سنن ابن ماجہ ۴۹۹/۱۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۵۰۳۸

(۲۰۳) یعنی میرے نزدیک قبرستان میں قضائے حاجت کرنا ایسے ہی ہے جیسے بازار کے عین ⟵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی قبرستان میں قضائے حاجت کرنا اسی طرح برا ہے جس طرح بازار کے عین وسط میں لوگوں کے سامنے ستر کو ننگا کر کے قضائے حاجت کرنا۔ یہ نبوی وعید کسی حد تک ان لوگوں کو بھی شامل ہو گی کہ جو قبرستان اور خاص طور پر ویران قبرستان میں گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ قبرستان کی زیارت کے وقت یہ ادب ملحوظ رہنا چاہیئے کہ انسان قبروں کے درمیان جوتا اتار کر چلے۔

پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا

اسلامی شریعت کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اُس نے ہر اُس کام کا حکم دیا جو انسان کی حالت کو بہتر بنائے۔ مثلاً گندگی اور ناپاکی ختم کرنے کا حکم دیا اور اسی لیے قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنے اور پانی سے استنجا کرنے کو ضروری قرار دیا گیا اور استنجا کرنے کی وہ کیفیت بھی بتلا دی جس سے صفائی اور پاکی حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ گندگی دور کرنے میں بہت سستی برتتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑے ناپاکی سے لت پت رہتے ہیں اور پھر ان کی نماز بھی درست نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتلایا ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا عذابِ قبر کا سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ ایک باغ میں سے گزرے تو آپ نے دو مُردوں کی چیخ و پکار سنی جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں قبر میں عذاب ہو رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا"۔ پھر فرمایا: "کیوں نہیں! وہ واقعی بڑا گناہ ہے۔ ان میں سے ایک اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا

◄ وسط میں۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا چغل خور تھا۔ (۲۰۴)

بلکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ)) (۲۰۵)

"زیادہ تر قبر کا عذاب پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔"

پیشاب کے چھینٹوں سے عدمِ پرہیز کی صورت یہ بھی ہے کہ قضائے حاجت کے دوران پیشاب ختم ہونے سے پہلے ہی جلدی سے اٹھ کھڑا ہونا یا جان بوجھ کر ایسی حالت میں یا ایسی جگہ پر پیشاب کرنا جہاں سے پیشاب کے چھینٹے لوٹ کر جسم اور کپڑوں کو ناپاک کرتے ہوں' یا پیشاب سے فارغ ہو کر مٹی کے ڈھیلے استعمال نہ کرنا یا پانی سے استنجا ترک کر دینا یا مکمل طور پر کسی بھی چیز سے استنجا کیے بغیر ہی اٹھ کھڑا ہونا۔

ہمارے موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ مشابہت اور نقالی اس درجے تک پہنچ گئی ہے کہ اب بعض لیٹرینوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والوں کے لیے دیواروں میں نصب مخصوص پیالہ نما لیٹرینیں بنائی گئی ہیں جو بالکل بے پردہ ہوتی ہیں اور ان کو استعمال کرنے والا شخص ہر آنے جانے والے کے سامنے بغیر کسی شرم و حیاء کے پیشاب کرتا ہے' پھر پیشاب سے فارغ ہو کر استنجا کیے بغیر ہی گندگی کی حالت میں کپڑا اوپر اٹھالیتا ہے اور اس طرح وہ بیک وقت دو حرام کاموں کا ارتکاب کرتا ہے' ایک تو اس نے لوگوں کی نگاہوں سے اپنی شرم گاہ کی پردہ پوشی نہیں کی اور دوسرا اس نے پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کیا۔ (۲۰۶)

---

(۲۰۴) صحیح بخاری' بحوالہ فتح الباری ۱/۳۱۷۔
اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۱۵۸

(۲۰۵) مسند احمد ۲/۳۲۶' صحیح الجامع الصغیر' ح ۱۲۱۳۔ ایک روایت میں "من البول" کے الفاظ بھی ہیں۔ [مترجم]

(۲۰۶) اس کے علاوہ اس نے استنجا بھی نہیں کیا' اور جب اسی حالت میں کپڑا اوپر اٹھالیا تو کپڑے بھی ناپاک ہو گئے' جسم بھی ناپاک ہو گیا' نماز بھی قبول نہ ہوئی' قبر کا عذاب بھی ملا' اللہ تعالیٰ' ⬅

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹوہ لگانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَجَسَّسُوْا... ﴾ (الحجرات: ۱۲)

"اور تم لوگوں کے بھید مت ٹٹولو۔" (جاسوسی مت کرو۔)(۲۰۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی حَدِیْثِ قَوْمٍ وَھُمْ لَهُ کَارِھُوْنَ صُبَّ فِی اُذُنَیْهِ الْاٰنِكُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))(۲۰۸)

"جس نے کسی قوم کی ناپسندیدگی کے باوجود کان لگا کر چپکے سے ان کی باتوں کو سنا قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔"

اور اگر وہ قوم کو نقصان پہنچانے کے لیے ان کی لاعلمی میں یہ باتیں آگے دوسروں تک بھی پہنچاتا ہے تو وہ جاسوسی کے ساتھ ساتھ چغل خوری کا بھی ارتکاب کرتا ہے جو بذاتِ خود ایک دوسرا گناہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))(۲۰۹)

"چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔"

⬅ اس کے پاک فرشتے' اور نیک مؤمن بندے بھی اس کی اس حرکت پر ناراض ہوئے۔ اللہ کی پناہ ایسی بے احتیاطی سے کہ جس سے اتنے گناہ مول لینے پڑیں۔ [مترجم]

(۲۰۷) جاسوسی کے نقصانات پر جامع معلومات حاصل کرنے کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ۸۷/۵' حاشیہ ۲۵

(۲۰۸) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴۸/۱۱ و ۲۴۹۔ وصحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۶۰۰۴

(۲۰۹) صحیح بخاری' دیکھیے فتح الباری ۴۷۲/۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُرا پڑوسی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴾

(النساء: ٣٦)

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور رشتہ دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے (رفیق سفر' شریک کار) اور راہی مسافر سے اور ان سے جو تمہارے ماتحت ہیں (غلام اور خادم) ان سب سے اچھا سلوک کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔"

پڑوسی کا حق عظیم ہونے کی وجہ سے اسے تکلیف دینا بھی اسی نسبت سے حرام ہے۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ' وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ' وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ)) قِيْلَ: وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) [(٢١٠)]

"اللہ کی قسم وہ شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا' اللہ کی قسم وہ شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا' اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا"۔ پوچھا گیا: کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جس کے پڑوسی اس کے شر سے

(٢١٠) صحیح بخاری' دیکھئے فتح الباری ١٠/ ٤٤٣

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ نہ ہوں۔“

نبی کریم ﷺ نے پڑوسی کی شہادت کو کسی کی اچھائی یا برائی جاننے کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی اچھائی یا برائی کا کیسے پتہ چلے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَکَ یَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ، وَ اِذَا سَمِعْتَهُمْ یَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ)) (۲۱۱)

”اگر تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتا سنے کہ تُو نے اچھا کیا تو سمجھ لو کہ تُو نے اچھا کیا' اور اگر تیرے پڑوسی یہ کہیں کہ تُو نے برا کیا تو پھر جان لے کہ تُو نے برا کیا۔“

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی متعدد صورتیں ہیں' مثلاً اپنے اور پڑوسی کے درمیان مشترکہ دیوار میں پڑوسی کو شہتیر وغیرہ رکھنے سے منع کرنا' یا پڑوسی کی اجازت کے بغیر اپنی عمارت کو اتنا بلند کرنا کہ پڑوسی سورج کی شعاعوں اور فطرتی ہوا سے محروم ہو جائے' یا اپنے گھر کی کھڑکیوں کا رخ پڑوسی کے گھر کی طرف کرنا اور پھر ان کھڑکیوں سے اپنے پڑوسی کے اندرونِ خانہ چیزوں کو جھانکنا' یا بلاوجہ دروازہ وغیرہ کھٹکھٹانے اور چیخ وپکار جیسی پریشان کن آوازوں سے پڑوسی کو تکلیف دینا' اور خاص طور پر نیند اور راحت کے اوقات میں' یا پڑوسی کی اولاد کو مارنا پیٹنا' یا پڑوسی کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکنا وغیرہ۔

اور اگر یہ کام اپنے بالکل ساتھ والے پڑوسی کے ساتھ کرے تو گناہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاَنْ یَّزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَیْسَرُ عَلَیْهِ مِنْ اَنْ یَّزْنِیَ بِامْرَاَةِ جَارِهِ ..... لَاَنْ یَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ اَبْیَاتٍ اَیْسَرُ عَلَیْهِ مِنْ

(۲۱۱) مسند احمد ۱/۴۰۲۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۶۲۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ یَّسْرِقَ مِنْ بَیْتِ جَارِہٖ)) (۲۱۲)

”کسی آدمی کا دس عورتوں کے ساتھ زنا کر لینا پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ ہلکا ہے..... اور کسی آدمی کا دس گھروں سے چوری کر لینا پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کی نسبت زیادہ ہلکا ہے۔“

بعض بے ضمیر قسم کے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان کا پڑوسی رات کی ڈیوٹی پر ہو وہ اس کی عدم موجودگی میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے گھر میں گھس کر اُس کی عزّت سے کھیلتے اور خوب فساد مچاتے ہیں۔ ایسے غدّاروں کے لیے قیامت کے دن دردناک عذاب ہو گا اور ہلاکت' تباہی اور بربادی ہی ان کا مقدر بنے گی۔

وصیّت کے ذریعے کسی کو نقصان پہنچانا

اسلامی شریعت کا یہ سنہری اصول ہے کہ ”لَا ضَرَرَ وَ لَا ضِرَارَ“ یعنی نہ تو کوئی کسی کو نقصان پہنچائے اور نہ ہی اسے نقصان پہنچایا جائے۔ اپنے شرعی ورثاء یا ان میں سے بعض کو نقصان پہنچانا حرام ہے اور ایسا کرنے والے کو نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ بددعا سنائی گئی ہے:

((مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰہُ بِہٖ وَ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ)) (۲۱۳)

”جس نے کسی کا نقصان کیا اللہ اس کا نقصان کرے اور جس نے کسی پر سختی اور مشقت کی اللہ اُس پر سختی اور مشقت کرے“۔ (۲۱۴)

وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانے کی متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً کسی وارث کو اس کے شرعی حق سے محروم کرنا' یا کسی وارث کے لیے شریعت کے مقرر کردہ حق کے برخلاف وصیت کرنا' یا ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا وغیرہ۔

---

(۲۱۲) الادب المفرد للبخاری' ح ۱۰۳۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی' ح ۶۵

(۲۱۳) مسند احمد ۳/۴۵۳۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۶۳۴۸

(۲۱۴) یعنی اسے کسی ایسے کام میں پھنسا دے جو اُس پر نہایت مشقت وہ گزرے۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایسے ملکوں میں جہاں لوگ شرعی عدالتوں کے ماتحت زندگی نہیں گزارتے' کسی حق دار کا اپنا شرعی حق حاصل کر لینا بہت مشکل کام ہے' کیونکہ وہاں پر انسانوں کے ایجاد کردہ قوانین کے تحت چلنے والی غیر شرعی عدالتیں شریعت کے خلاف فیصلے کرتی ہیں اور رجسٹرار کے پاس درج کی ہوئی ظالمانہ وصیت کو نافذ کرنے کا حکم جاری کرتی ہیں۔ ان کے ہاتھوں کی ایسی لکھائی اور ایسی کمائی پر ہلاکت' تباہی اور بربادی ہی ان کا مقدر بنے گی۔

چوسر کھیلنا (Backgammon, Tricktrack)

لوگوں میں رائج متعدد کھیل بہت سے حرام کاموں پر مشتمل ہیں۔ انہی میں سے ایک کھیل چوسر بھی ہے اور اسی سے ابتدا کر کے آدمی اور بہت سے حرام کھیلوں کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے چوسر کھیلنے سے منع فرمایا جو کہ جوابازی کا دروازہ کھولتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدشِيْرِ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ)) (۲۱۵)

"جس نے چوسر کھیلا اُس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگا"۔ (۲۱۶)

---

(۲۱۵) صحیح مسلم ۱۷۷۰/۴

(۲۱۶) یعنی جس طرح سور کا گوشت کھانا اور اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگنا حرام ہیں اسی طرح چوسر کھیلنا بھی حرام ہے۔ تاش' شطرنج' چوسر یا ان سے ملتی جلتی کھیلیں اس لیے منع ہیں کہ یہ فرائض سے غافل کر دیتی ہیں اور ان میں جسمانی ورزش کا کوئی ذریعہ نہیں' جبکہ اسلام نے جسمانی ورزش اور جنگ میں معاون کھیلوں کی اجازت دی ہے۔ چوسر کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کھیل کا موجد ایک آتش پرست مجوسی بادشاہ سابور بن ازدشیر تھا۔ تو یہ کھیل کھیلنا گویا آتش پرستوں کے طریقے کو زندہ کرنے کے مترادف ہے اور اس میں مجوسیوں کے ساتھ مشابہت ہے جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو فیض القدیر شرح الجامع الصغیر/ المناوی ۲۷۰/۶ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ)) (۲۱۷)

"جس نے چوسر کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

مؤمن یا کسی ایسے شخص پر لعنت بھیجنا جو لعنت کا مستحق نہ ہو

بہت سے لوگ غصے کے وقت اپنی زبان پر قابو نہیں رکھ سکتے اور جلد بازی میں انسانوں' جانوروں' جمادات' نباتات' دنوں' گھڑیوں اور بسا اوقات خود اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بھی لعنت کر بھیجتے ہیں۔ خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو لعن طعن کرتی ہے' حالانکہ اس طرح لعن طعن کرنا خطرناک حد تک برا ہے۔

حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((... وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ)) (۲۱۸)

"کسی مؤمن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔"

چونکہ لعن طعن کرنا زیادہ تر عورتوں کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے کثرت کے ساتھ جہنم میں جانے کا سبب بھی ان کا یہی لعن طعن ہے۔ کثرت سے لعنت کرنے والے قیامت کے دن کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر ظالمانہ انداز میں کسی غیر مستحق پر لعنت بھیجی تو وہ لعنت خود اس کے اپنے اوپر پلٹ آتی ہے اور یوں وہ خود اپنے خلاف ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُوری کی بد دعا کرتا ہے۔

---

(۲۱۷) مسند احمد ۴/ ۳۹۴۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۶۵۰۵

(۲۱۸) صحیح بخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۴۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوحہ کرنا

بعض عورتیں اپنے کسی عزیز کی میت پر بلند آواز سے چیخ وپکار کرتی، رو رو کر میت کی خوبیاں بیان کرتی' اپنے چہروں پر طمانچے مارتی' گریبان چاک کرتی' کپڑے پھاڑتی' بال منڈاتی' یا بین کرتے ہوئے بال کھینچتی اور نوچتی ہیں۔ اس طرح کے تمام غلط کام اللہ کے فیصلے پر ناپسندیدگی اور مصیبت پر بے صبری کی علامت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ (۲۱۹)

"میت پر نوحہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو نوچنے والی' گریبان کو چاک کرنے والی' اور اپنے خلاف مصیبت' ہلاکت اور بربادی کی بد دعا کرنے والی عورت پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ' وَشَقَّ الْجُيُوْبَ' وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) (۲۲۰)

"جس نے میت پر نوحہ کرتے ہوئے اپنے رخساروں کو پیٹا' گریبان چاک کیا اور جاہلیت والے بول پکارے وہ ہم میں سے نہیں۔"

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) (۲۲۱)

---

(۲۱۹) سنن ابن ماجہ ۱/۵۰۵۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی' ح ۵۰۶۸

(۲۲۰) صحیح بخاری' دیکھئے فتح الباری ۳/ ۱۶۳

(۲۲۱) صحیح مسلم' ح ۹۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نوحہ کرنے والی عورت نے اگر موت سے پہلے توبہ نہ کی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش والا کرتا ہو گا"۔ (۲۲۲)

چہرے پر مارنا اور چہرے پر نشان بنانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ (۲۲۳)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر نشان بنانے سے منع فرمایا۔"

بہت سے والدین اور سکولوں کے ٹیچر بچوں کو سزا دینے کے لیے ان کے چہروں پر مارتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے نوکروں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے ہیں جب کہ اس میں ایک تو چہرے کی رسوائی ہے کہ جس چہرے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت بخشی' اور دوسرا چہرے پر مارنے سے چہرے کے بعض اہم ترین حواس (آنکھ' کان' منہ' ناک) ضائع ہونے کا خدشہ ہے جس کی وجہ سے مارنے والے کو بعد میں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' بلکہ اس سے قصاص بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

---

(۲۲۲) یعنی اس کے جسم پر خارش مسلط کر دی جائے گی جو اس کے پورے جسم کو اس طرح لپیٹ میں لے لے گی کہ جس طرح قمیص پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہے' اور تارکول سے مراد وہ تیل یا روغنی سیال مادہ ہے جو صنوبر کے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے اور خارش والے اونٹ کو ملا جاتا ہے' اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے جسم میں آگ بہت جلد بھڑک اٹھتی ہے۔ رنگ وحشت ناک سیاہ ہو جاتا ہے اور سخت بدبو آتی ہے نیز سخت جلن محسوس ہوتی ہے۔ نوحہ کرنے والی عورت کو تارکول کی یہ قمیص پہنائی جائے گی جس کی وجہ سے جہنم کی آگ بہت جلد اس کے جسم میں بھڑک اٹھے گی۔ اعاذنا اللہ منہا۔ [مترجم]

(۲۲۳) صحیح مسلم ۳/ ۱۶۷۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ایک خاص نشان کے ساتھ جانور کے چہرے کو اس غرض سے داغ دینا کہ مالک اپنے جانور کو پہچان سکے' یا اگر چوپایہ گم ہو جائے تو وہ نشان دیکھ کر مالک کو واپس لوٹایا جاسکے' یہ بھی حرام ہے' کیونکہ اس میں چہرے کو بگاڑنا' صورت کو مسخ کرنا اور بے زبان جانور کو سزا دینا بالکل واضح ہے جو کسی طرح درست نہیں۔ اور اگر بعض لوگ یہ کہیں کہ یہ داغ دینا تو ہمارے قبیلے کی علامت اور خاندانی پہچان ہے تو ہم جواباً عرض کریں گے کہ داغ چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ بھی دیا جاسکتا ہے' لازمی تو نہیں کہ داغ چہرے پر ہی دیا جائے جو کہ شرعی طور پر حرام ہے۔

تین دن سے زیادہ تعلّقات قطع کرنا

شیطان کا ایک زبردست منصوبہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات خراب کرنا ہے اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے والے بہت سے لوگ بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے مسلمان بھائیوں سے تعلقات توڑ لیتے ہیں۔ ان کے اختلاف کی بنیاد یا تو مادی مال و دولت یا کوئی نامعقول بے ہودہ رویہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک لمبے عرصے تک اپنے تعلقات بگاڑ لیتے ہیں۔ اور بعض تو قسم کھالیتے ہیں کہ مَیں فلاں سے بات نہیں کروں گا یا نذر مان لیتے ہیں کہ مَیں فلاں کے گھر نہیں جاؤں گا' اور اگر اتفاقاً راستے میں اس پر نظر پڑ جائے تو منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں' یا اگر کسی محفل میں اس سے ملاقات ہو جائے تو اس کو چھوڑ کر باقی سب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ قطع تعلقی اسلامی معاشرے کو کمزور کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیے قطع تعلقی کرنے والوں کو اسلام نے دو ٹوک اور سخت سزا سنائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ' فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ)) (۲۲۴)

”کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک تعلقات ختم کرے' اور جس نے تین دن سے زیادہ تک اپنے کسی مسلمان بھائی کو چھوڑے رکھا اور اسی حالت میں (بغیر توبہ کیے) مر گیا وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوا۔“

حضرت ابو خراش اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)) (۲۲۵)

”جس نے اپنے مسلمان بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا (اس سے اپنے تعلقات منقطع رکھے) تو یہ اس کا خون بہانے (قتل) کے برابر ہے۔“

مسلمانوں کے درمیان قطع تعلقی کے دیگر نقصانات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اگر صرف اسی ایک نقصان پر ہی غور کر لیا جائے تو کافی ہے کہ قطع تعلقی کرنے والا شخص مغفرتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ' فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا اَوْ اَرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا)) (۲۲۶)

”ہر ہفتے میں دو دن سوموار اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال (اللہ تعالیٰ کے ہاں) پیش کیے جاتے ہیں اور ہر مؤمن بندے کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اُس بندے کے جس کے دل میں اپنے کسی مسلمان بھائی کے متعلق عداوت' دشمنی' بغض' کینہ ہو۔ اللہ تعالیٰ (اپنے فرشتوں سے) فرماتے ہیں: ان دو

---

(۲۲۴) سنن ابی داؤد ۵/۲۱۵۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۷۶۳۵

(۲۲۵) الادب المفرد للبخاری' ح ۴۰۶۔ صحیح الجامع الصغیر' ح ۶۵۵۷

(۲۲۶) صحیح مسلم ۴/۱۹۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(لڑے ہوئے مسلمانوں) کو چھوڑ دو یا انہیں مؤخر کر دو جب تک یہ ناراضگی ختم نہیں کر لیتے"۔ (یعنی جب تک دونوں صلح نہیں کر لیتے ان کی مغفرت معلق رہتی ہے۔)

دو لڑے ہوئے بھائیوں میں سے جو سچی توبہ کرنا چاہے اسے چاہیئے کہ اپنے ناراض مسلمان بھائی سے مل کر اسے سلام کرے' اگر وہ ناراض بھائی سلام کا جواب نہ دے اور صلح پر راضی نہ ہو تو اس کا انجامِ بد وہ خود بھگتے گا' لیکن یہ سلام کرنے والا بہرحال گناہ سے بری الذمہ ہو گیا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا' وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))(۲۲۷)

"کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کرے (اور ناراضگی اس حد تک بڑھا لے کہ جب دونوں ملیں تو یہ اِدھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو۔ اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

ہاں' البتہ اگر شرعی اسباب کی بناء پر کسی سے تعلقات ختم کیے جائیں تب کوئی گناہ نہیں۔ مثلاً کوئی نماز نہیں پڑھتا یا بے حیائی پر اڑا ہوا ہے' اگر اس سے تعلقات ختم کرنے میں کوئی مصلحت نظر آئے' مثلاً یہ امید ہو کہ ہماری قطع تعلقی کا اس پر گہرا اثر پڑے گا اور وہ گناہ سے باز آجائے گا یا ہماری قطع تعلقی سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گا تو ایسی صورت میں اس سے تعلقات ختم کرنا واجب ہے' تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائے۔(۲۲۸) اور اگر ہماری قطع تعلقی کا اس پر الٹا اثر یوں پڑے کہ وہ گناہ'

---

(۲۲۷) صحیح بخاری' دیکھیے فتح الباری ۱۰/ ۴۹۲

(۲۲۸) جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی مصلحت کے پیشِ نظر کعب بن مالک اور اس کے دو ساتھیوں سے تعلقات ختم کیے تھے۔ [ابن باز]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی، سرکشی، انحراف، غرور میں مزید بڑھتا جائے تب اس سے قطع تعلق درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں کوئی شرعی مصلحت نظر نہیں آتی بلکہ فساد میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا بہتر یہ ہوگا کہ ایسے منحرف شخص کے ساتھ حسن سلوک، نصیحت، خیر خواہی کو جاری رکھا جائے تاکہ وہ گناہ میں مزید آگے نہ بڑھے۔ (۲۲۹)

لوگوں میں پھیلے ہوئے یہ چند ایک حرام کام تھے جنہیں ان اوراق میں جمع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے اچھے ناموں کا وسیلہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ ہمارے نصیب میں اپنا خوف اور خشیت لکھ دے جو ہمارے اور نافرمانیوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے، اور ہماری قسمت میں اطاعت لکھ دے جس کے ذریعے وہ ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے اور ہمارے گناہ بخش دے، ہماری زیادتیوں سے درگزر فرمائے، ہمیں حلال عطا کر کے حرام سے بے نیاز فرمائے، اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنے سوا باقی سب سے مستغنی کر دے، ہماری توبہ قبول فرمائے اور ہمارے گناہ دھو ڈالے۔ یقیناً وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ وَ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

محمد صالح المنجد

الخبر / سعودی عرب۔ ص ب ۲۹۹۹

☆ ☆ ☆

ترجمہ و تفہیم: عبدالرشید بن عبدالرحمٰن

فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدرس اسلامک سینٹر

ص ب ۱۵۲۔ شقرا ۱۱۹۶۱ء۔ سعودی عرب

(۲۲۹) جس طرح کہ رسول اکرم ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اور دیگر منافقین سے تعلقات بحال رکھے، کیونکہ ان سے تعلقات بحال رکھنے میں ہی مصلحت تھی۔ [ابن باز]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری بات

محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

اس کتاب کا مطالعہ آپ نے کر لیا جس میں ایسی چیزیں بیان کی گئی ہیں جنہیں شریعتِ اسلامیہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اور قرآن و سنت کی واضح نصوص (عبارات) آجانے کے بعد ان چیزوں کی حرمت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا' لہٰذا ہم آپ کو ان محرمات سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں تاکہ آپ کا شمار ان خوش نصیب لوگوں میں ہو جن کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْآ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۭ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

(النّور: ۵)

"مؤمنوں کی بات تو یہ ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا' اور یہی اہل ایمان حقیقتاً کامیاب ہونے والے ہیں۔"

واضح رہے کہ جو کچھ آپ نے پڑھا وہ یا تو آپ کے حق میں دلیل ہے (عمل کرنے کی صورت میں) یا پھر آپ کے خلاف حجت ہے (عمل نہ کرنے کی صورت میں) اس لیے عمل کے میدان میں اتریئے اور کشادہ دلی سے ان باتوں کو قبول کیجیے اور اپنا نام ان مؤمنین مخلصین صادقین میں لکھوا دیجیے جو شریعت کی ہر بات کے سامنے بلاچون وچرا سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

آپ اس کتاب کو لوگوں میں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کریں' کیونکہ آپ کے ذریعے سے اگر ایک آدمی بھی راہ راست پر آجائے تو یہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں سے بھی کہیں زیادہ بہتر ہو گا۔ مزید برآں جن لوگوں نے اس کتاب کی تالیف' ترجمہ اور نشر و اشاعت میں حصہ لیا ہے ان کے لیے دعائے خیر کرنا نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالرشید بن عبدالرحمٰن

اسلامک سینٹر شقراء' سعودی عرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نور اسلام اکیڈمی

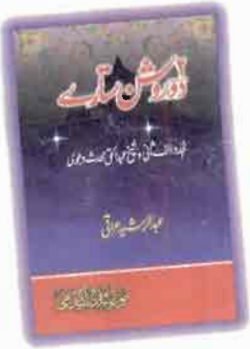

دیگر مطبوعات